

# قادیانی فتنہ اور ملتِ اسلامیہ کا موقف



قادیانی مسئلہ پر مسلم اُمت کا موقف  
۱۹۷۳ء کی پاکستانی قومی اسمبلی کے رُوبرو



۷۷ء کی تحریک دہلی سے ۱۹۷۷ء تک چلی تا ۱۹۷۷ء تک ہندوستان کی تقسیم  
اس کی ذیلیوں کی دونوں جہاتوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا احسان کر دیا۔

تقسیم دہلی سے یہ حالات جو بنی ہوئے تھے اور یہاں پہلے دہلی میں ہندو اور مسلمانوں کے  
تعلق کا یہ تھا کہ دونوں جہاتوں کے فیصلوں کو اپنی موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع یہ تو دینی  
اور یہ ہندو، دونوں گروہوں کے فیصلوں نے نہ بنی اور تحریری شکل میں اپنا اپنا موقف پیش کیا اور یہ پورا  
کرائے میں اپنی بنی ہوئی کا زور صرف کر دیا کہ وہ بھی ملت اسلامیہ کا ایک حصہ ہیں حتیٰ کہ اس کے لئے  
مذہب فریب اور عیسویت سے بھی کام لینے میں انہوں نے کوئی تردد نہ چھوڑا، حالانکہ حقیقت بالکل اس  
کے برعکس ہے۔ قادیانیت دین اسلام کے مقابل ایک الگ تحریک ہے جس کا ملت اسلامیہ کو کوئی تعلق  
نہیں۔ لیکن ان تبلیغات سے عام مسلمان واقف نہیں تھے، خود اس کی کئی ممبران و مسلمان تھے لیکن وہ  
بھی قادیانیوں کے بارے میں صحیح علم نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے انہی میں موجود علماء کرام نے یہ فیصلہ  
کیا کہ قادیانیوں کے گروہ کو کن عقائد، کیا کتب اور عالم اسلام کے بارے میں قادیانیوں کے ناپاک  
عزائم پر ایک دستاویزی تحریر مرتب کر کے اس کی کئی ممبران تک پہنچائی جائے تاکہ ملت اسلامیہ کا موقف  
بھی قادیانیوں کے بارے میں انہیں معلوم ہو۔ چنانچہ یہ کتاب تحریر کی گئی۔

کتاب کا یہاں حصہ مذاہب مباحثہ پر مشتمل ہے جسے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب نے  
تحریر کیا اور دوسرا حصہ قادیانی بیانات اور ان کے عقائد کے بارے میں حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی  
نائب نے لکھا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف عارفی کے کتاب کی تیسری کی عمرانی فرمائی اور  
پھر اسے شائع کر کے ممبران اعلیٰ میں تقسیم کر دی گئی تھی۔

چند سال قبل مقتبہ اردو یہاں سے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا جو کہ اب وہ بھی زیور  
ہے، اب الحمد للہ اس کی تیسری بار اشاعت کا اہتمام حضرت مولانا مفتی (مندان) کی جانب سے کیا جا رہا  
ہے، جو کہ رونے کے باعث حالات ہے۔

قادیانی مسئلہ کو سمجھنے کے لئے یہ ایک بہترین کتاب ہے ہر اخبار میں کی ضرورت اور غلط بیانی



## تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات و تحریکات کی روشنی میں قادیانیت کو قدر سمجھنا اور یہ سمجھنا کہ انگریزوں اور مسلمانوں کی وکلیے کے لئے لینے والا یہ ایک نہایت خطرناک فتنہ ہے کوئی مشکل کام نہیں لیکن جن لوگوں نے خود اپنے ہی دین و ایمان اور قرآنی تعلیمات و ہدایت کو گھنچے معطلوں میں نہ سمجھا ہوا ان کے لئے قادیانی پس و پیش کو سمجھنا یقیناً مشکل ہے۔

اس کتاب نے امت مسلمہ کی اس مشکل کو بھی بڑی آسانی سے حل کر دیا ہے۔ ایک ایسا آدمی جو دین اسلام کی تعلیمات و ہدایت سے ناواقف ہو وہ بھی اس کتاب کے ذریعہ بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ قادیانیت کوئی مذہب نہیں بلکہ انگریزوں کا ٹھکانا یا دوا گھس ایک فتنہ ہے جو ملک و ملت دونوں کے لئے مسموم دے ہذا قادیانی تحریک کے ساتھ لڑنا نہ اسباب مشکل و اداری اپنا اور مذاہب کے خاتمہ میں آتے شواہد اس کے ساتھ ہمدردی جتنا نہ صرف یہ کہ عدل و انصاف کے منافی ہے بلکہ یہ اور جرم یہ خد فراموشی جو خداوندی کے مقابلے ہے۔

کتاب کے تصانیف میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب ادوی فرما تے ہیں کہ جب یہ بحث میں مرزا غلام احمد کے جتنی بڑے وقایہ قادیانی عقیدہ مرزا غلام احمد و دعوت کی کئی دہائیوں نے پوری آزادی کے صاحب میں قادیانی عقیدہ کو دیکھتے ہوئے اپنی طرف کرنا ایک کتاب کی شکل میں پیش کیا تو



دستیاب ہیں، استفادہ بہل بنانے کے لئے ضروری تھا کہ اس میں ”روحانی خزائن“ کے حوالے شامل کر دیئے جائیں۔ چنانچہ کتاب کو نئے سرے سے کپوزنگ کا اہتمام کیا گیا، جس سے سابقہ خامیوں کا تذکرہ بہتر انداز میں ہو گیا۔ ﴿﴾ پھولدار قوسین کے درمیان ”ر خ“ سے مراد مرزا قادیانی کی روحانی خطاؤں پر مشتمل ان کی تصنیفات کا وہ سیٹ ہے جسے مرزائیوں نے لب ”روحانی خزائن“ کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع کیا ہے اور ”ص“ سے مراد صفحہ ہے۔ سیٹ کی شکل میں مرزا قادیانی کی یہ وہی ”روحانی خطائیں“ ہیں جسے بازار میں لائے سے اب مرزائی شرمانے لگے ہیں۔

احقر نے حتیٰ الوسع مذکورہ خامیاں دور کرنے کی کوشش کی ہے تاہم اگر کوئی غلطی نظر آئے تو نشاندہی کرنے والے احباب کا مشکور ہوں گا۔

باری تعالیٰ حافظہ صاحب موصوف کے غلوں کو قبول فرمائے اور ہم سب کے لئے کتاب ہذا کو ذریعہ نجات اور قادیانیوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے، آمین۔

شاہ عالم وردکچوری

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆



وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ  
كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ  
إِلَيْهِ شَيْءٌ

ترجمہ: "اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ  
پر جھوٹ دے گا ہے یا کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس  
پر کوئی وحی نہ آئی ہو۔"

قرآن مجید

سورہ اعراف، آیت ۹۳



إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ  
ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا  
خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

ترجمہ:- میری امت میں تیس کذاب پیدا ہو گئے ہوں۔  
ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے : ان کے میں خاتم  
النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ارشاد آنحضرت ﷺ

ابو داؤد جلد دوم ص ۳۰۰ باب الفتن

ترمذی، جلد دوم ص ۵۰۰ ابو اب الفتن

حدیث صحیح

## مصور پاکستان کی فریاد

”میں نے پاکستان میں حکومت بنے بہترین طریقے پر یہ ہوگا کہ وہ  
 تو ایسے ہی ایک ایک صنعت تھی کہ اسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان  
 نے یہ صنعتیں جو کہ ان مسلمانوں نے جو کہ اس کے پاس  
 کا یہ ہے وہ ان کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ  
 ان کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ

مات اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ  
 اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ  
 اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ  
 اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ  
 اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ  
 اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کے پاس ہے کہ

(ذیل اقول)

مرزا احمد احمد کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد قزوینی کی فرمائے

”مفتی موملہ (مرزا دین محمد صاحب) یہ بیان کر رہے ہیں کہ وہ ایک طرف  
 سے ایک موملہ اور یہ کہ یہ قادیانی تھے، تیسرا نمک یہ کہ وہ تائب و تاس سے  
 نہیں تھے یہ تو وہ قادیانی تھے اپنے ہم وطنوں میں جو کاتبانہ شریعت کی تعلیم دے کر  
 انہی سے تائب ہوئے تھے صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بدکار تھے اور انہی سے  
 اپنے بھائی احمد علی پر تباہی ڈھائی گئی ان سے منکر احمد ہوئے تھے تو اس صورت  
 میں بلاشبہ یہ کفر اور کفرانہ ہے پرینکا۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ یہ مفتی موملہ  
 سے منکر ہو ورنہ اس کفر میں موملہ پر قادیانی کی ذمہ داری ہے مفتی موملہ نے یہ کفر  
 اپنے منکر سے کفر فرما دیا ہے میں تو کافر ہوں و مسلمان ہوں“

”کلہ انشہ“

مرزا بشیر احمد احمد صاحب

میدانہ لایا آئے، تاریخ ۲۳ مارچ ۱۹۱۵ء

امیر جماعت لاہور  
محمد علی لاہوری صاحب کا ایک قول

The Ahmadiyya Movement  
stands in the same relation to  
Islam in witch Christianity  
stood to Judaism.

ترجمہ: ”تحریک احمدیت اسلام کے ساتھ وہی رشتہ  
رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ ہے۔“  
[قباس از ”مباحثہ راولپنڈی“]  
مطبوعہ قادیان، صفحہ ۲۴

# عقیدہ ختم نبوت

اور

## مرزائی جماعتیں

ہم نے اپنی قرارداد میں کہا ہے کہ:

”یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام  
احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی  
ہونے کا دعویٰ کیا“

اس کی مکمل تشریح آئندہ صفحات میں پیش کی جا رہی ہے۔



نَحْمَدُكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَانْصَلَوْهُ  
وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ  
وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَعَنْ  
مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدَّيْنِ

اسلام کی بنیاد توحید اور آخرت کے علاوہ جس اساسی عقیدے پر قائم ہے یہ ہے کہ نبی آخر  
الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نبوت اور رسالت کے مقدس سانچے کی تکمیل ہو گئی اور آپ کے بعد کوئی  
بھی شخص کسی بھی قسم کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ آپ کے بعد کسی پر وحی آسکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں  
جست ہو۔ اسلام کا یہی عقیدہ "ختم نبوت" کے نام سے معروف ہے اور سرکارِ دو عالم ﷺ کے وقت سے  
آنے والی تک پوری امت مسلمہ کسی ایسی اختلاف کے بغیر اس عقیدے کو جزو ایمان قرار دیتی آئی ہے  
۔ قرآن کریم کی طامہ بالغہ میں سو آیات اور آنحضرت ﷺ کی سیکڑوں احادیث اس کی شاہد ہیں۔ یہ  
مسند قطعی طور پر مسلم اور طے شدہ ہے اور اس موضوع پر بیشمار مفصل کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

یہاں ان تمام آیات اور احادیث کو نقل کرنا غیر ضروری بھی ہے اور موجب تطویل بھی۔  
البتہ یہاں جس چیز کی طرف بطور خاص توجہ دانا ہے وہ یہ ہے کہ مرکارِ دو عالم ﷺ نے عقیدہ ختم  
نبوت کی سیکڑوں مرتبہ توضیح کے ساتھ یہ پیشگی خبریں بھی دی تھیں کہ

لَا تَقْرَؤُا السَّاعَةَ حَتَّىٰ يَبْعَثَ دُخَانًا مِّنْ كُلِّ امْرِئٍ  
قَرِيبًا مِّنْ ثَلَاثِينَ كَلْبُهُم يَرْعُمُ اِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
”قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ ہر ایک کے  
مگ بھل دہل اور گلاب پیدا نہ ہو جس میں سے مر  
تیل یا دھوئی کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“

صحیح بخاری ج ۲، صفحہ ۲۸۲، کتاب حدیث  
صحیح مسلم ج ۲، صفحہ ۲۸۲، کتاب حدیث

نیز ایشیاء فرمایا کہ

اِنَّ سَبْكَرًا فِیْ اُمَّتِیْ كَدُّ امْرِئٍ ثَلَاثُوْنَ كَلْبُهُم  
يَرْعُمُ اِنَّهُ سَيُّ وَاَنَا حَاتِمُ السَّيِّئِیْنَ لَا نَسِیَ مَعْدِیْ  
ابو داؤد، معنی ۳۳ جلد ۲، صفحہ ۲۸۲  
ترمذی، معنی ۲۵ جلد ۲، صفحہ ۲۸۲  
”قریب ہے کہ میری امت میں تیس بھولے پیدا  
ہو گئے۔ ہر ایک کے گے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں  
نہ تم نہیں ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے جہ پیدا ہونے والے مدعیان نبوت کیلئے  
”اجال“ کا فکرا استعمال فرمایا ہے جس کے نفسی معنی ہیں ”شہ پر بھوکہ باز“ اس غلط فہمی کے ذریعہ  
سمرہ روہ عالمہ ﷺ نے پوری امت کو خبردار فرمایا ہے کہ آئیہ ﷺ کے جہ جوہ میاں نبوت پیدا  
ہو گئے وہ کھلے لفظوں میں اسلام سے علیحدگی کا اعلان کرنے کے بہانہ پر دہل و فریب سے کام  
لیں گے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اس قصہ کے سنے امت

کے مسئلہ عقائد میں ایسی کتر بیونت کی کوشش کریں گے جو بعض تاواقفوں کو دھوکہ میں ڈال سکیں۔ اس دھوکہ سے بچنے کے لئے امت کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔

چنانچہ آپ ﷺ کے ارشاد گرامی کے مطابق تاریخ میں آپ ﷺ کے بعد جتنے مدعیان نبوت پیدا ہوئے انھوں نے ہمیشہ اسی دجل و تلہیس سے کام لیا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اپنے دعویٰ نبوت کو چکانے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی طرف سے اس بارے میں مکمل روشنی پا چکی تھی، اس لئے تاریخ میں جب کبھی کسی شخص نے اس عقیدے میں رخنہ اندازی کر کے نبوت کا دعویٰ کیا تو اُسے باجماع امت ہمیشہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ قرونِ اولیٰ کے وقت سے جس کسی اسلامی حکومت یا اسلامی عدالت کے سامنے کسی مدعی نبوت کا مسئلہ پیش ہوا تو حکومت یا عدالت نے کبھی اس تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ وہ اپنی نبوت پر کیا دلائل دشاہد پیش کرتا ہے؟ اس کے بجائے صرف اُس کے دعویٰ نبوت کی بنا پر اُسے کافر قرار دے کر اُس کے ساتھ کافروں ہی کا سا معاملہ کیا۔ وہ مسلمانہ کذاب ہو یا اسود غسی یا سجاح یا طلحہ یا حارث، یا دوسرے مدعیان نبوت، صحابہ کرامؓ نے انکے کفر کا فیصلہ کرنے سے پہلے کبھی یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ عقیدہ ختم نبوت میں کیا تاویلات کرتے ہیں، بلکہ جب ان کا دعویٰ نبوت ثابت ہو گیا تو انھیں باتفاق کافر قرار دیا اور ان کے ساتھ کافروں ہی کا معاملہ کیا۔ اس لئے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اس قدر واضح، غیر مبہم، ناقابل تاویل اور اجماعی طور پر مسلم اور طے شدہ ہے کہ اس کے خلاف ہر تاویل اسی دجل و فریب میں داخل ہے جس سے آنحضرت ﷺ نے خبردار کیا تھا۔ کیوں کہ اگر اس قسم کی تاویلات کو کسی بھی درجہ میں گوارا کر لیا جائے تو اس سے نہ عقیدہ توحید سلامت رہ سکتا ہے نہ عقیدہ آخرت اور نہ کوئی دوسرا بنیادی عقیدہ۔ اگر کوئی شخص عقیدہ ختم نبوت کا مطلب یہ بتانا شروع کر دے کہ تشریحی نبوت تو ختم ہو چکی لیکن غیر تشریحی نبوت باقی ہے تو اسکی یہ بات بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ عقیدہ توحید کے مطابق بڑا خدا تو صرف ایک ہی ہے لیکن چھوٹے چھوٹے معبود اور دیوتا







(۸) انبیاء اگرچہ پورے اندھے من بہ عرۃ نہ کتر مذکے  
(نزل المسیح ۹ طبع اول قادیان ۱۹۰۹ء، طبع ۱۸۷۷ء)  
یعنی ”انبیاء اگرچہ بہت ہوئے ہیں مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔“  
یہ صرف ایک انتہائی مختصر نمونہ ہے ورنہ مرزا غلام احمد دہلوی کی کتابیں اس قسم کے دعوؤں سے  
بھری پڑی ہیں۔

## مرزا صاحب کے درجہ بدرجہ دعوے

جنس مرتبہ مرزائی صاحبان مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کیلئے مرزا غلام احمد دہلوی کے  
ابتدائی دور کی عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں انہوں نے علی الاطلاق دعوائے نبوت کو کفر قرار دیا ہے  
لیکن خود مرزا صاحب نے واضح کر دیا کہ وہ مجدد، مجدد، مسیح موعود اور مہدی کے مراتب سے  
”ترقی“ کرتے ہوئے درجہ بدرجہ نبوت کے منصب تک پہنچے ہیں۔ انہوں نے اپنے دعوؤں کی جو تاریخ  
بیان کی ہے، اسے ہم پوری تفصیل کے ساتھ انہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں تاکہ ان کی عبارت کو  
پورے سیاق و سباق میں دیکھ کر ان کا پورا مفہوم واضح ہو سکے۔ کسی نے مرزا صاحب سے سوال کیا تھا کہ  
آپ کی عبارتوں میں یہ تناقض نظر آتا ہے کہ کہیں آپ اپنے آپ کو ”غیر نبی“ لکھتے ہیں اور کہیں اپنے  
آپ کو ”مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر“ قرار دیتے ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب  
حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں:

”اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں  
میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا، مگر بعد میں یہ لکھا کہ  
آئندہ مسیح میں ہوں، اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے برا  
ہین احمدیہ میں میرا نام ہی نہ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور  
رسل نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا۔

اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت یحییٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لیے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔

لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بادش کی طرح وحی الہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صد ہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا نہیں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا۔ ... جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔۔۔۔۔

اسی طرح اوائل میں میرا بھی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقررین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بادش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ میں اُس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ ... میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں نہیں نے کہا اور جب مجھ کو اُس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اُس کے مخالف کہا۔

(حزق الوحی ص ۱۳۹، ۱۵۰ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء) (ترغ، ج ۲۲ ص ۱۵۱، ۱۵۳)

مرزا صاحب کی یہ عبارت اپنے مدعا پر اس قدر صحیح ہے کہ کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں، اس عبارت کے بعد اگر کوئی شخص ان کی اس ذمہ داری کی عہدہ تہیں پیش کرتا ہے جب وہ دعوے نبوت کی نفی کرتے تھے اور جب (بڑھم خویش) انہیں اپنے نبی ہونے کا علم نہیں ہوا تھا تو اس وقت، قریب سے ہوا اور کیا ہو جاسکتا ہے؟

## مرزا صاحب کا آخری عقیدہ

حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا آخری عقیدہ جس پر اس کا خاتمہ ہوا یہی تھا کہ وہ نبی ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنے آخری خط میں بونیک ان کے انتقال سے دن "آخری ماہ میں شائع ہوا، واقعہ الفاظ میں لکھا کہ

"میں خدا کے فضل سے موفقی ہوئی اور اس میں اس سے انکار کروں تو میرا خدا

ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا کام نبی دیکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں؟

میں اس پر قہر ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جائیں۔"

(اجارہ، ۶ مئی ۱۹۰۹ء۔ مقتول، ریحانہ مطبوعہ رنجوڑ ۱۹۰۷ء، پاشا راولپنڈی ۱۳۶)

یہ خط ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۹ مئی کو اخبار عام میں شائع ہوا اور بونیک اس دن مرزا صاحب کا انتقال ہو گیا۔

## غیر تشریحی نبوت کا افسانہ

بعض مرتبہ مرزائی خدا بیان کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے غیر تشریحی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور غیر تشریحی نبوت عقیدہ ختم نبوت کے منافی نہیں لیکن دوسری مرزائی تاویلات کی طرح اس تاویل کے بھی منفرد کبریٰ دونوں غلط ہیں۔ 'قول تو یہ بات ہی مرے سے درست نہیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ صرف غیر تشریحی نبوت کا تھا۔

## مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت تشریحی

حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے روز افزوں ہوئی کے دور میں ایک مرتد ایسا بنی آیا تھا کہ انہوں نے غیر تشریحی نبوت کے قدم پر عاصی و فاسق انسان میں اپنی وحشی اور نبوت و شریعت قرار دیا ہے۔ ان کے پیرائے کے تعین میں سے انہیں الدین مردی کا فرقہ انہیں گھمکھا اکثریتی ہی رہا تھا۔ اس مسئلے میں مرزا صاحب کی چند عبارتیں یہ ہیں۔ (ارجن نمبر ۴۴) میں لکھتے ہیں

”موسس کے یہ بھی تو گھمکھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وقت کے اور یہ سے چند امر اور نبی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف سے وہ سے بھی تو وہ بخل و تکلف مزم میں کیونکہ یہی دین میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یا اہم فیل للحمونین یعصوا منہ انصروہم و محظوا فر و حیمہ شلک ارمکی نھم۔ یہ ہر امتیں تمہارے میں اور تمہارے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر نہیں پس کی مدت بھی گذر گئی اور یہ حق ایک ہے جس دن میں امر بھی ہوئے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر تم کو یہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نے اہم کام یہاں تو یہ باطل ہے۔ اللہ ان کی فرمائے کہ ہذا المشی النصحف الاونئی عصف ابراہیم و موسیٰ یعنی قرآنی قیام و شریعت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ ہو کہ شریعت وہ ہے جس میں یا ستیہ و امر و نہی کا نام ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر تواریت یہ قرآن شریف میں یا ستیہ و امر و نہی کا نام شریعت کا نام ہو تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔“

(ارجن نمبر ۴۵) ص ۷۷، ص ۷۸، ص ۷۹، ص ۸۰، ص ۸۱، ص ۸۲، ص ۸۳، ص ۸۴

مذکورہ بالا عبارت میں مرزا صاحب نے واضح الفاظ میں اپنی وحشی و فاسق قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ دافع البلاء میں مرزا صاحب لکھتے ہیں

”خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام قلام احمد رکھا“

(دافع البلاء صفحہ ۱۳ مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء قادیان) (بخاری ج ۱ ص ۱۳۳)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بشری نبی تھے اور جو شخص آپ سے ”تمام شان میں“ یعنی براعقبہ سے بڑھ کر ہو وہ تو بشر ہی نہیں کیوں نہیں ہوگا؟ اس لئے یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی اپنی تشریحی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

اس کے علاوہ مرزائی صاحبان ملام مرزا صاحب کو تشریحی نبی ہی قرار دیتے ہیں یعنی ان کی بر تعلیم اور ان کے بر حکم کو واجب الاتباع مانتے ہیں خواہ وہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا السلام کے خلاف ہو، چنانچہ مرزا صاحب نے اربعین نمبر ۲ ص ۵ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بچائے ایمان کے صرف جزیہ دیکر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا“

(اربعین نمبر ۲ ص ۵ مطبع اول ۱۹۱۰ء) (بخاری ج ۱ ص ۱۳۳)

حالاںکہ نبی کریم ﷺ کا واضح اور صریح ارشاد موجود ہے کہ

الجهاد ما ض إلّٰی يوم القيامة

”یعنی جہاد قیامت کے دن تک جاری رہے گا“

(ابوداؤد و نحوہ)

مرزا کی صدا چنانچہ ثبوت محمدیہ کے لئے صحیح اور واضح غم کو چھوڑ کر مرزا صاحب نے ضمنی احتجاج کرتے ہیں۔ اس ضمنی شریعت محمدیہ میں جہاد، نفس نفی، جزیہ اور غنائم کے تمام احکام جو حدیث اور فقہی کتابوں میں منظور ہیں، سخت پرچھے ہوئے ہیں، ان سب میں مرزا صاحب کے مذکورہ بالا قول کے مطابق بہرہ لی سہاقل ہیں۔ ان کے بعد تشریحی نبوت میں کوئی نہ رہا باقی رہ جاتی ہے۔

## ختم نبوت میں کوئی تفریق نہیں

دراثر یہ انہوں نے یہ درست سوچا کہ مرزا صاحب ہمیشہ غیر تشریحی نبوت کا ہی دعوئی کرتے رہے ہیں جب بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت میں یہ تفریق لڑنا کمال قہم کی نبوت ختم ہو گئی سے اور قدامت کی باقی ہے، انہی "جہاں آئیں" کا ایک جز ہے جس سے سرکارِ دوعہ نمٹنے کے خیردار فرمایا تھا۔ سو ان یہ ہے کہ قرآن کریم کی نبوتی حیات یا سرکارِ دوعہ نمٹنے کے کون سے اہل میں یہ نبوت مذکور ہے کہ ختم نبوت کے جس شدید دواعیہ اور اس کے رسول کی طرف سے منظور ہوں، یا روئے اپنا رہا ہے وہ صرف تشریحی نبوت ہے۔ اسے بے ادعا غیر تشریحی نبوت اس سے مستثنیٰ ہے؟ اگر غیر تشریحی نبوت کا سہارا آپ کے بعد بھی جاری تھا تو قرآن کریم کی بدعتِ آیت نے سرکارِ دوعہ نمٹنے کی لافوں کا دعوت میں سے کسی ایک حدیث سے یہ سوا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار اقوال میں سے کسی ایک قول ہی نے یہ بات بیان نہیں کی؟ بعد ازاں غلط فہمی میں ہمیشہ کی طرح کیا بات رہا کہ ہر قسم کی نبوت بالکل منقطع ہو چکی اور اب کسی قسم کا ولی نبی نہیں ہے۔ کہ ختم نبوت کی سلاخوں کا دعوت میں سے نہ جس صورت پر مندرجہ ذیل احادیث دیکھئے۔

نمبر ۱ ان الرسل والنسوة قد انقطعوا فلا رسول بعدي ولا نبي

رواہ الترمذی - حدیث ۲ ص ۵۰ باب الرسل والنسوة صحیح

"میتا رہا رسول اور نبوت منقطع ہو چکی۔ نہ میرے بعد کوئی رسول، نہ کوئی نبی"

یہاں اولیٰ تو نبی اور رسول نے نہ نبوت اور رسالت کے وصف کو اب بھی منقطع قرار دیا ہے



دوسرے رسول الہی، یوں تھا کہ انہماں کرے دونوں کی یہ حد و حد نہ تھی فی ثانی اور یہ وقت کے تہہ ہے کہ ہماں یہ دونوں نقطہ ساتھ ہوں وہاں رسول سے مراد بھی شریعت لے کر ہے اور فی ثانی شریعت ہی کا قیام ہوتا ہے۔ لہذا اس حدیث کے تشریحی اور غیر تشریحی دونوں تہہ کی وجہ سے یہ حد لے کے تقاضے قرار دے دیے۔

نمبر ۱۔ شخصت علیہ السلام نے اپنے آخری اوقات حدیث میں جو بات بطور حدیث ارشاد فرمائی اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے۔

«أَنَّهَا النَّاسُ لَمْ يَكُنْ مِنْ مُسْنَرَاتِ السُّوْقِ إِلَّا الْوُؤْيَا لِنُصَالِحَةِ

رواہ مسلم و ترمذی و غیرہ»

اے لوگو! مسنرات نبوت میں سے ہوا ہے اچھے لوگوں کے چہرہ پائی نہیں، نہ۔

نمبر ۲۔ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ نَسُوهُمْ الْأَنْبِيَاءَ كَلَّمَاهُمْ نَسِي خَنْفَهُ

نَسِي وَأَنَّهُ لَا يَمْسُ بَعْدِي وَسَبَّحُونَ خِلْفَاءَ هَيْكَلُونَ قَالُوا أَفَمَا

تَأْمُرُنَا قَالَ فَوَ ابِيعَتِ الْأَوَّلِ فَلَا أَوَّلَ اغْطِرْهُمْ حَقِيقَةً

بنی اسرائیل کی یہ سنت انبیاء علیہم السلام سے تھی کہ جب کوئی نبی وفات پا جاتا

تو وہ انہی اس نبی کے لئے بیٹھتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، ہتے غلط

بولے کہ اگر نبوت آج کے بعد کسی نے اٹھائی یا غلط، کے پورے میں ہے کہ

یہ ارشاد ہے کہ میرے بعد کسی نے اٹھائی یہ ہے کہ حق ہو اور نہ۔



اور مخلوقوں کے بھی قائل ہیں جن کی خدائی مستقل بالذات نہیں۔ کیا ان کے بارے میں یہاں سنا ہے کہ  
 "ولایہ الا اللہ کے قائل ہیں؟ اگر ہاں، طے خداؤں کا اعتقاد کے ساتھ کہ "اسلام" یہ عقیدہ یعنی عقیدہ  
 توحید ملاحت نہیں رہتا تو آپ کے بعد بالذات یہ غیر شرعی انبیاء کے اعتقاد کے ساتھ اسلام کا وہی  
 عقیدہ یعنی عقیدہ شریعت یہی ہو سکتا ہے۔

یہاں یہ بھی واضح رہتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور زوال ثانی کے عقیدے کہ  
 عقیدہ شریعت نبوت سے قطعاً قرار دینا اس کی ضرورت کا شائبہ رہے جسے حدیث میں مدعیان نبوت نے  
 "وہی" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ شریعت کی حیات و احیاء کو چاروں طرف سے معمولی سمجھنا انسان بھی وہی  
 مطلب سمجھے گا، جو پوری امت نے اسلامی حد پر سمجھے ہیں، یعنی یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں  
 ہو سکتا، اس سے یہ رائے کہ کوئی بھی ہوگا اس کا سامنا آپ کے بعد کیلئے انبیاء مہم اسلام کی نبوت  
 چھوٹی گئی سے یا سچے انبیاء میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ اگر کسی شخص کو آخر زوال یا ختم اللہ یعنی  
 خداں شخص کا آخری رکاز قرار دیا جائے تو کیا کوئی شخص بخدائی جو اس کا یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ  
 لڑکے سے پہلے یعنی او، دیوانگی و سب مرچلی؟ چہ آخر خاتم انبیاء یا ختم انبیاء کے نقلاً کا یہ مطلب  
 کون سی خست، کوئی شخص، اور کوئی شریعت کی روشنی میں لیا جاسکتا ہے کہ آپ سے پہلے جتنے انبیاء مہم  
 اسلام تھے، ان کے ختم و سب وفات پانچھے؟

خود مرزا صاحب "خاتم الاولاد" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں  
 "اس ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر کمال و تمام و درجہ حقیقت دویہ ختم ہو، و خاتم  
 ۱۱۹۱ء یعنی انہی موت کے بعد کوئی کامل انسان کی صورت نے پیت سے نہ  
 نکلتے۔" (ترقیی نقاب سر ۲۹، طبع ۱۳۰۸ء) (پورٹن ۱۳۰۸ء ص ۶۰۶)

آگے لکھتے ہیں:

"میرے بعد میرے واسطے میں نے اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں سوا اور میں ان  
 کے لئے ختم ہوا ہوں۔"

خداوندِ عالم کی اس کائنات کے مطلق حقیقی تھانوں میں سے ایک تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔  
 انسانیت کے بعد ان کی جگہ ہے۔ یہ ہے کہ انسانیت کے لیے یہ تھانہ ہے۔  
 اور اس کا عقیدہ و قیاس و کثرت کی آیت ہے کہ انہیں کے مافیہ ہے۔

## ظہنی اور ریز و زکی نبوت کا افسانہ

اسی طرح ماضی کے احاطہ میں یہ بات ہے کہ یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔  
 ریز و زکی نبوت کے لیے یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔  
 اس کے لیے یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔  
 اس کے لیے یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔

(۱) ظہنی اور ریز و زکی نبوت کے لیے یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔  
 اس کے لیے یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔

(۲) ظہنی اور ریز و زکی نبوت کے لیے یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔  
 اس کے لیے یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔  
 اس کے لیے یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔  
 اس کے لیے یہ تھانہ ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔

## آنحضرت ﷺ نبوت کا دعویٰ

آنحضرت ﷺ نے ہمہ گیر مذہب و عقیدوں کے لیے دعویٰ کیا ہے کہ وہ الٰہی ہے۔

یہ ہے کہ وہ الٰہی ہے جو اس کے لیے الٰہی ہے۔



## مرزا صاحب پچھلے نبیوں سے افضل

مرزا صاحب اپنی تحریروں میں اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب کی نبی  
نبوت بات سے انہیں پہلے مسلمانوں نے انکار کیا تھا۔ انہیں وہاں نبوت کی بات سے چنانچہ مرزا  
صاحب کے لکھے ہوئے مرتبہ تصدیق دے کر پانی پھینکے ہیں۔

اگر یہ جو شخص وہاں کا نبی ہے تو ان کی بارگاہ نبوت سے انہیں نصیر قسم کی نبوت ہے۔ وہ  
کبھی ایک نبی کا ہونا نہ جس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ نبی نبوت پہلے یہ  
تصدیق ہے کہ اللہ ان نبی پر رحم فرمائے اور اس قدر عرق ہو جائے کہ ان  
کو تمام ممالک کی شاخیں کے درجہ میں لے آئے اور ان کو تمام ممالک کے  
املاک و ملک سے ایک ایک اندر آتا رہے گا کہ ان کی زبانوں میں قرب  
اتحاد ہو جائے گا کہ نبی پر رحم فرمائے اور اس کی زبانوں میں ایک  
ہو جائے گی۔ اس کے بعد اس کا یہ حال ہے کہ اپنے اس کی پوری تصویر  
ہو جائے گی۔ اس کا یہ حال ہے کہ وہ تمام ممالک کی زبانوں میں ایک  
انہی نبوت کے لئے ہے۔ اس کی بات ہے کہ وہ اس کی بات ہے کہ وہ اس کی  
اور اپنے علم کی طرف سے یہ کہ اس کی بات ہے کہ اس کی بات ہے کہ  
تمام نبوت کی طرف سے۔ اس کی بات ہے کہ اس کی بات ہے کہ اس کی  
نبوت پر خود کوئی ہے اور یہی نبوت ہے کہ اس کی بات ہے کہ اس کی  
کیونکہ اس کو یہ دیکھا کہ اس کے لئے ہے کہ اس کی بات ہے کہ اس کی  
تھے اور اس کی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ نبوت ہے کہ اس کی  
میں جو نبی سے تھے اس کی نبوت کے لئے ہے کہ اس کی بات ہے کہ اس کی  
ہو جس کو نبی پر رحم فرمائے اور اس کی بات ہے کہ اس کی بات ہے کہ اس کی

مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت، کسی کو کم، مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمد یہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو چھو نہیں سکا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا۔“

(تکذیب النسخ - دیوبند، ریلوے پریس، ج ۳، نمبر ۳۳، ۱۱۲ مارچ و اپریل ۱۹۷۵ء)

”اے مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل قرار دے کر لکھتے ہیں

”پس مسیح موعود کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں، بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا سے درجے کو بلند کیا ہے وہاں غلام کو بھی اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ جس تک انبیاء بنی اسرائیل کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچالے۔“ (حوالہ ۱۱۱ صفحہ ۱۷۰)

اور مرزا صاحب کے دوسرے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ دو غم مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں۔

”پس ظلی اور بردوزی نبوت کوئی گھٹیا قسم کی نبوت نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مسیح موعود کس طرح ایک اسرائیلی نبی کے مقابلہ میں یوں فرماتا کہ۔

”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے“

(القول بالنسخ ص ۱۰ مطبوعہ نیا، الاسلام قادیان ۱۹۱۵ء)

## خاتم النبیین ماننے کی حقیقت

یہ ہے خود مرزا بنی صاحبان کے الفاظ میں اُس ظلی اور بردوزی نبوت کی پوری حقیقت جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت میں رخنہ انداز نہیں ہے۔ جس شخص کو بھی عقل و فہم اور دیانت و انصاف کا کوئی ادنیٰ حصہ ملا ہے وہ مذکورہ بالا تحریریں پڑھنے کے بعد اس کے موافق کیا نتیجہ نکال سکتا ہے

کے انجمن اور، وزنی نبوت کے عقیدے سے یہ وہی عقیدہ بھی تقویت کے منافی امرات سے متضاد نہیں ہو سکتا۔ تقویت کا مطلب یہ ہے کہ ہر جادو و فتنہ کے بعد کوئی نئی بات ہو سکتا اور علیٰ بروری نبوت کا عقیدہ یہ ہے کہ نہ صرف آپ کے بعد نئی سلسلے کی ابتدا نہیں آ سکتی جو حضرت آدم علیہ السلام سے براہمت میں آیا اور تک قدامت پرستوں سے افضل و اعلیٰ نبوت کا حامل رہا جو افضل الانبیاء علیہم السلام نے تمام امتوں پر اپنا امر و نہی دیا، جو تمام انبیاء سے مراتب میں کو پہنچا۔ یہ سچ ہے کہ ہر جادو و فتنہ کے بعد کوئی نئی بات ہو سکتی ہے۔

## آنحضرت ﷺ سے بھی افضل

بلکہ اس عقیدے میں اس بات کی بھی پوری غور و خوض کی ضرورت ہے کہ کوئی شخص مرزا صاحب کو معبود و معبود پرکارت نہ سمجھتا ہے۔ بلکہ انھیں قادیان سے کہیں دیکھ کر مرزا صاحب آپ ﷺ کی خاطر کوئی قادیانی کے آپ کا منہ پرانی یہ ظہور کے انجمن بھی ہوسکتا ہے اور یہ شخص ایک قیاس ہی نہیں ہے۔ مرزا ان رسالہ کی رو سے کہ "شجرہ" کے سابقہ مذہب کے بعض علماء و اہل علم کی ایک انجمن ۱۹۰۶ء (۱۳۲۵ھ) اخبار "ایمان" میں شائع ہونے والی تھی جس کے مؤلف یہ ہیں۔

نام ایہ عزیزان جہاں میں تمام احمدیوں اور انہوں میں  
تمام احمد ہے۔ عرش رب اکبر۔ مکان اس کا ہے گویا مکان میں  
حمد پھر اتر آئے ہیں۔ ہم بھی اور آئے سے جس پر نظر پانی شاہ میں  
حمد دیکھنے والوں جس نے انہیں تمام احمد کو دیکھتے تو دیوں میں  
(۱۱۔ رجب ۱۳۲۵۔ ۱۹۰۶ء۔ جلد ۲۰ نمبر ۲۰ صفحہ ۷)

یہ شخص "مریدان" ہی پر احمدیوں کی شاہری نہیں ہے، بلکہ یہ اشعار، شعر و غزل مرزا احمد صاحب نے کہے اور انھیں کھو کر پیش کیے، اور مرزا صاحب نے اس پر جزاک اللہ کہہ کر رد کر دی ہے۔  
چند نیکو شخص ان کے ساتھ ۲۲ اگست ۱۹۰۶ء کے انجمن میں تھے۔









## دعوائے نبوت کا منطقی نتیجہ

مرزا صاحب کا دعوائے نبوت پچھلے صفحات میں روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے اور قرآن، حدیث، اجماع اور تاریخ اسلام کی روشنی میں یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ جو شخص "مختصرت B" کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، وہ اور اُس کے پیروں کا فراور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔

یہ صرف اسلام ہی کا نہیں، عقل عام کا بھی فیصلہ ہے۔ مذہب عالم کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا ہر شخص اس بات کو تسلیم کرے گا کہ جب کبھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو حق و باطل کی بحث سے قطع نظر، جتنے لوگ اس وقت موجود ہیں وہ نور اور دُروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہوتا ہے جو اُس شخص کی تصدیق کرتا ہے اور اُسے سچا مانتا ہے، اور دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جو اس کی تصدیق اور پیروی نہیں کرتا۔ ان دونوں گروہوں کو دنیا میں کبھی بھی ہم مذہب قرار نہیں دیا گیا بلکہ ہمیشہ دونوں کو الگ الگ مذہبوں کا پیرو سمجھا گیا ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

”ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں ایک وہ جس کا نام سعید رکھا ہے اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے۔“ (۱)

(انجم جلد ۱، ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء، مقول از ملفوظات احمد بین الصفر ۱۳۲۰ھ)

مطبوعہ احمدیہ کتب خانہ قادیان ۱۹۲۵ء) ملفوظات جلد ۱ ص ۲۹۳ مطبوعہ لندن

مذہب عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ دعویٰ نبوت کے مانتے ہوئے یہ دو فرقے کبھی ہم مذہب نہیں کہلائے بلکہ ہمیشہ حریف مذہبوں کی طرح رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے سارے بنی اسرائیل ہم مذہب تھے، لیکن جب

(۱) یہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسانوں کی دو قسمیں قرار دی ہیں: شقی یعنی کافر اور دوسری سعید یعنی مسلمان۔ پھر پہلی قسم کو جنہی اور دوسری کو شقی قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے: لہنہم حق و سعید

حضرت یحییٰ علیہ السلام مشریف لائے تو فوراً دو بڑے بڑے حریف مذہب پیدا ہو گئے ایک مذہب آپ کے ذمے والوں کا تھا جو بعد میں عیسائیت یا مسیحیت کہلایا اور دوسرا مذہب آپ کی تکذیب کرنے والوں کا تھا جو یہودی مذہب کہلایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے قبیحین اگرچہ پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے تھے لیکن یہودیوں نے کبھی ان کو اپنا ہم مذہب نہیں سمجھا اور نہ عیسائیوں نے کبھی اس بات پر اصرار کیا کہ انہیں یہودیوں میں شامل سمجھا جائے۔ اسی طرح جب سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور تورات، زبور، اور انجیل میں پر ایمان لائے۔ اس کے باوجود نہ عیسائیوں نے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے قبیحین کو اپنا ہم مذہب سمجھا، اور نہ کبھی مسلمانوں نے یہ وحش کی کراہیں عیسائی کہا اور سمجھا جائے۔ پھر آپ ﷺ کے بعد جب میلہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اسکے قبیحین مسلمانوں کے حریف کی حیثیت سے مقابلے پر آئے اور مسلمانوں نے بھی انہیں امت اسلام سے بالکل الگ ایک مستقل کا حامل قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کیا حالانکہ میلہ کذاب آنحضرت ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا، بلکہ اسکے یہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اشہد ان محمد رسول اللہ کا کلمہ شامل تھا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ:

وَكَانَ يُؤَذَّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُنْشَهُدُ فِي الْأَذَانِ أَنَّ  
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَكَانَ الَّذِي يُؤَذِّنُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَوَاحٍ وَكَانَ  
الَّذِي يَقِيمُ لَهُ حُجَيْرُ بْنُ عُمَيْرٍ

”میلہ نبی کریم ﷺ کے نام پر اذان دیتا تھا اور اذان میں اس بات کی شہادت دیتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا مؤذن عبد اللہ بن نواہ تھا اور اقامت کہنے والا حیر بن عمیر تھا۔ (تاریخ طبری، ج ۲ صفحہ ۲۳۷)

مذہب عالم کی یہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کسی مدعی نبوت کو ماننے والے اور اس کی تکذیب کرنے والے کبھی ایک مذہب کے سامنے میں جمع نہیں ہوئے۔ لہذا مزاحمہ احمد قادیانی کے

انہوں نے یہ مافیہ مضلی عقیدت کہہ کر فریق ان کا سپا اور مہم میں مدد کی ہے وہ ان لوگوں کے مذہب میں شامل نہیں رہ سکتے ہوں گے انہوں کی مذہب مارت۔ ان دونوں فریقوں کو ایک دین سے پرہیز کرنے کی طرف قرائن ملت اور اجتماع امت کی سے نہیں بلکہ مذہب کی پوری تائید سے قوت سے ملتا ہے۔

مردان کی سرانجام کی جماعت انہوں نے ایسے محمد علی احمد کی صاحب کے ۱۹۰۶ء کے دیو  
**کف ریلیجنز (انگریزی)** میں ان حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں

The Ahmadiyya movement stands in the same relation  
 to islam in witch christianity stood to judaism-

(مکتوں اسلام) لارویٹھ کی ۱۹۰۶ء انہوں نے انٹرنیشنل تہذیبی مکتبہ

مؤرخہ میں لکھا ہے کہ احمدیہ مذہب کو ایک

یعنی "احمدیت" کی تحریک اسلام کے ساتھ وہی نسبت رکھتی ہے جو یہودیت کو یہودیت کے ساتھ تھی۔

یہ جو سادیت اور یہودیت کوئی امت ان ایک مذہب قرار دے سکتے؟

**خود مرزا انہوں کا عقیدہ ہے کہ وہ الگ ملت ہیں**

مردان صاحبان اپنی یہ پوزیشن خود تسلیم ہے کہ ان کا اور ستر کروڑ مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے وہ اپنی بنیاد انگریزوں اور تحریروں میں اپنے الگ عقیدے کا جدا جدا ہے جسے میں کہ جن مسلمانوں نے مرزا غلام احمد کو اپنی ہے انہوں میں ان کی مذہب کی ہے وہ سب ان کا مرستہ خیر اور فریق۔ اس مسئلے میں ان کی مذہبی تاویلوں کی تصریحات درج ذیل ہیں۔

۱۔ یہ امر مسلمانی ہوں ہمارے کسی کو اپنی کوئی سادہ ہے نہ ہر وہ ہے نہ سادہ طرح پرشانی یا کوئی خدا میں انہوں میں ہوں انہوں کے ساتھ ایک تصدیق۔

## عمر زانما اور تمدن حسب انی تجزیہ

مرزا زانما نے انسانی تمدن کے بارے میں ایک جامع اور جدید فلسفہ پیش کیا ہے۔ اس میں اس نے انسان کے وجود اور اس کے تمدن کے بارے میں ایک نیا نظریہ پیش کیا ہے۔

و لحدوت و روحانہ نسبا حیر العرش مشیر امن وصال باغ  
کسب طعیر حق و سید کرم کد کائن رعد لہ فی شکاف  
نفس فان ذلک مشیر کرم غور الیر السعیدہ فی  
و لحدوت کس کجریں فان سبب لافورہ لہ فی حد العی  
ارسل بسطوطہ لحدوت و کس حدی لحدوت علی اللہ کد

و غیر انسانی اور بت کا بانی ہے۔ اس نے انسان کے وجود اور اس کے تمدن کے بارے میں ایک نیا نظریہ پیش کیا ہے۔ اس میں اس نے انسان کے وجود اور اس کے تمدن کے بارے میں ایک نیا نظریہ پیش کیا ہے۔

اس کے بارے میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔

اور فقیر کے لیے مرزا زانما کے فلسفہ

انسانی وجود کے بارے میں ایک نیا نظریہ

اور انسانی وجود کے بارے میں ایک نیا نظریہ۔ اس میں اس نے انسان کے وجود اور اس کے تمدن کے بارے میں ایک نیا نظریہ پیش کیا ہے۔ اس میں اس نے انسان کے وجود اور اس کے تمدن کے بارے میں ایک نیا نظریہ پیش کیا ہے۔





نہ تحقیق سے میرے لئے یہ سب کام ایک نکتہ کی طرح تھے۔  
 سے دوسرے کے لئے تو اس پر وہ سب سے نہیں۔

(تاریخہ دی سنہ ۱۳۳۳ھ، ج ۱، ص ۶۲)

نیز معیارِ انبیاء میں مزاج، ادب، نبوت اور سائنس کی بیان کر سکتے ہیں  
 انہوں میں توئی پر وہی ہے۔ کہ ان تیسری بات میں ان کے ساتھ وہ سب فہم  
 کے لئے کہ وہ خدا اور اس کی کائنات کے لئے وہ انسانی ہے۔

۱۳۳۳ھ اور ۱۳۳۴ھ میں جو سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم  
 زوال آگے میں تھے ہیں۔

۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم

(۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم)

۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم  
 ۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم

۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم  
 ۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم

۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم

۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم

۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم  
 ۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم

۱۳۳۳ھ میں تھے ان کے ساتھ وہ سب کام ہوئے، ان کے ساتھ وہ سب فہم



۱۔ وہاں تمام قتلے ہو گئے۔ ہاں تو وہاں سے بھی کچھ  
 لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔  
 ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی  
 کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے  
 تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے  
 بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ  
 گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے  
 پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ  
 لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔

ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔

## شہید و مہمراز اکبر فقیر

وہ ایک صاحبزادے کی طرح تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ  
 لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔  
 ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی  
 کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے  
 تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے  
 بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ  
 گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے  
 پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ  
 لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔  
 ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی  
 کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے  
 تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے  
 بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ  
 گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے  
 پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ  
 لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔

ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔

ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔ ان کے پاس سے بھی کچھ لوگ بچ گئے تھے۔

پانچویں گزرتے ہی ایک اور کھوکھلی لائی جی رہی۔ پانچویں گزرتے ہی ایک اور کھوکھلی لائی جی رہی۔

(16)  $\neg \exists x \neg \forall y (x \neq y \rightarrow \neg \exists z (x \neq z \wedge y \neq z))$

اور ان کی یہ سہ اقتداریں قیصر نے ایک جگہ پر اکٹھا کر کے ان کے لیے مرکز قائم کیا۔ یہی وہ مرکز ہے

۱۔ اہل اسلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی رحلت میں شریعتیں پہلے آواں اور  
۲۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بعد وہاں سے روایات آئے ہیں کہ

1. What is the purpose of the study?

مرزا بشیر احمد، ایچ۔ اے کے قبول

اور مرزا کا یہ رویہ اپنی ساری زندگی کے لیے مایوسی کا باعث بن گیا۔

[illegible]

مجلس الشورى

ق. کتاب میں: "مرثیہ" کی عبارت

[illegible]

ہمارے سامنے یہ پڑتا ہے کہ تمام احمقوں کے لئے یہ کتب مسمومہ کے  
مذہبوں یا مصلحتوں کے کتب مسمومہ کے ساتھ مل کر ایک مسمومہ ہوا ہے۔ یہ  
کے کوفوں و جانوروں میں بھائی بھائی کے قتلوں کے ساتھ ان کی تصویر پر آیت مزید  
مذہبوں کے لئے ایک نئی بات ہے کہ وہ صاحب کے قتل کے لئے اس نے ان  
مذہبوں کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

## محمد بن ابی بکر کے صاحب کے اقوال

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

The Ahmadiyya movement stands in the same relation

to islam in witch christianity stood judaism

(محمّد بن ابی بکر کے صاحب کے اقوال کے ساتھ مل کر ایک مسمومہ ہوا ہے۔)

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

نکاح کے لئے اس میں کوئی فیصلہ نہیں کیا۔

تو کلماتی که در این کتاب آمده است، به زبان ساده و روان نوشته شده است.

[illegible][illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پُرستش و پُرسش از او، و سبب آن را

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آپ کے لئے جو اس نے چاہا ہے وہ سب ملے گا۔

فَسَامِيٌّ ذِي بَالٍ لِّمِثْلِ مَا يُكَفِّرُ

— *U. S. Fish and Wildlife Service*

(1) 1990年12月31日以前竣工的已完工程；

مسند بنی عباسی

بَابُ الْإِشْرَافِ عَلَى الْأَعْمَالِ وَالْإِشْرَافِ عَلَى الْأَعْمَالِ

۱۔ یہی ہے جسے قرآن مجید نے اُن کا یہ نفس مزاج ملاحظہ کر کے ان کو اس طرح بتا دیا:

[illegible]

— "میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔"

نجیر احمدی کے چھ نماز گزار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

— ۱۰۰ —

نہایت پر غور سے دیکھ کر اس نے کہا کہ یہ ایک عجیب و غریب چیز ہے۔

[illegible]



ابتداء میں اس کے لئے وہ ایک نیا پہلو ہی تھا۔ اس کے لئے اس نے  
 اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا  
 دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔  
 اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا  
 دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔

## قلمی مہکتی دنیا میں

اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔

اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا  
 دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔  
 اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا  
 دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔  
 اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا  
 دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔  
 اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا  
 دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔

اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔

## قلمی مہکتی دنیا میں

اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا  
 دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔  
 اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا  
 دور کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے لئے ایک نیا دور کا آغاز کیا۔



کی وجہ انہوں نے یہ بیان کیا کہ

"نعمہ جنازہ کے نام سے نہ تلبیہ اور عثمانی العزیز کو کافر مسمومہ اور وہ جب تکمیل

قربان سے چپے تھے، اس لئے ان میں شریک ہونے کا کوئی سبب نہ رہا جس کی

اہمیت وہ نام نہاد نے قرار دی (روایت تینوں حدیثوں پر)۔"

چنانچہ حدیث کے نام سے جب اس سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قدامت شیعہ کی کیا رائے

لی ہے، انہیں کی باتوں سے جواب انہوں نے دیا کہ

"آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان قرار دیتے ہیں، میں نے کفر کا کفار سے کیا

(مسند احمد، ج ۱، ص ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲)

جب اخبارات میں یہ فقرہ منظر عام پر آیا تو قومیت پرستانہ حریف نے اس کا یہ جواب دیا کہ

"جناب پوچھ رہے ہیں کہ ظفر اللہ نے کہا کہ آپ کا یہ بیان صحیح ہے یا جابوتا ہے کہ آپ

نے قدامت شیعہ کو جنازہ دینے پر ممانعت نہیں کرتے کہ قدامت شیعہ اہل حق سے تھے

نہ جہاد سے، یہ لے کر انہوں نے جنازہ دینے پر حرج لائی، قابل اعتراض ہے کہ انہوں

نے انہوں کو جنازہ دینے پر حرج لائی، قابل اعتراض ہے کہ انہوں

نے انہوں کو جنازہ دینے پر حرج لائی، قابل اعتراض ہے کہ انہوں

اور قادیانی اخبار "افغان" کا جواب یہ تھا کہ

"یہ یہ حقیقت نہیں کہ وہ لوگ آپ کو قدامت شیعہ کی طرح مسلمانوں کے بہت

بڑے دشمن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کو جنازہ دینا چاہا، نہ وہ اس سے منع کیا۔"

(افغان، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳)

ظفر اللہ کی طرف سے ان حریفوں پر اظہارِ تحقیر کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ

ہے کہ اس جہاد میں موقع نہیں رہا، انہوں نے جو ذریعہ اختیار کیا تھا وہ اس کا اعلیٰ قیاس تھا، اس کا

دین، ان کا مذہب ان کی امت، ان کے عقائد، ان کے افکار، ان کے اعمال، ان کے عقائد مختلف ہند

تھے، ہر گز متفقہ رائے کی سہولت نہیں ہو سکتی تھی، چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ

خود اپنے آپ والی اقلیت قرار دینے کا مطالبہ

میں نے اس وقت کے پاکستان کے دو بڑے اخبارات میں اس مسئلے پر دو مضمون  
 لکھے تھے۔ ان کے اشاعت کے بعد اس بارے میں ایک مضمون کے تحت میں نے یہ بھی لکھی  
 کہ میں نے جو مضمون لکھا ہے وہ اس بارے میں ہے کہ پاکستان کے تمام مذاہب  
 اور مذاہب کے متعلق اس کے لیے اس کے لیے جو مسلمانوں میں یہ ہے کہ یہ ہے کہ  
 ان کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

میں نے اس بارے میں اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

یوں ہے کہ میں نے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

مرزا اہل بیانات کے بارے میں ایک نئے اور نئی تجویز

میں نے اس بارے میں اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے  
 اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے



تو جہ نما ہے، تو کذاب ہے، آپ کے بعد ہی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں۔“

(۱۰ خلافت صفحہ ۶۵ مطبوعہ امرتسر ۱۹۰۶ء)

لیکن حالی میں جب پاکستان کے دستور میں صدر اور وزیراعظم کے صنف نامے میں یہ الفاظ بھی تجویز کئے گئے کہ ”میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری پیغمبر ہونے پر اور اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔“ تو قائدینوں کے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اعلان فرمایا کہ

”میں نے اس صنف نامے سے الفاظ پر پورا غور کیا ہے اور میں بالآخر اس نتیجے پر

پہنچ چکا ہوں کہ ایک احمدی کے رستے میں اس حلف کو اٹھانے میں کوئی رک نہیں۔“

(انقضاء، یوم ۱۳ مئی ۱۹۷۳ء، جلد ۱۰، نمبر ۱۰۶، صفحہ ۵۷)

ملاحظہ فرمائیے کہ جو بات خلیفہ دوم نے ذرا ایک انسان کو بھویا ہو کر کذاب بنا دیتی ہے اور جس کا اقرار تو اوروں کے درمیان بھی جائز نہیں تھا جب عہدہ صدارت و وزارت اس پر موقوف ہو گیا تو اس کے خلیفہ اقرار میں بھی کچھ ترجیح نہ رہا۔“

## الہذا

مرزائی صاحبان کے بارے میں حقیقت نہ سمجھنے کے لئے وہ بیانات ہمیشہ مبراؤں میں کئے جودا کوئی چٹا پانے پر دیا کرتے ہیں۔ ان کی اصل حقیقت کو سمجھنے کیلئے ان کی اصل مذہبی تحریروں اور ان کے تفسیر سالہ ضرر عمل کا مطالعہ ضروری ہے۔ یہ تو وہ اپنے تمام سابقہ عقدہ بدتحریروں اور بیانات سے کھلم کھلاتے ہوئے ان سب سے برأت کا اعلان کر رہے ہیں اور اس بات کا عملی ثبوت فراہم کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی پیروی سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہا، یا کچھ جرأت مند کی سے اپنے ان عقائد اور بیانات کو قبول کرنے والے اپنی اس پوزیشن پر راضی ہوں جو ان کی روشنی میں ثابت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی تیسرا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے کہ وہ شخص دفعہ الوقف کی تائید ہو جس سے کسی نوامہ دار ادارے یا حق کے طالب گارنو دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔



کے تمام لوازم کے قائل رہے، ان کے اپنے مضمین کو چیلنج کیا جائے تو ایک پوری کتاب بن سکتی ہے۔  
تاہم یہاں شخص نمونے کے طور پر ان کی چند تحریریں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۳ مئی ۱۹۰۴ء کو بورا سپور سے، مسٹر مٹ مسٹریت کی عدالت میں ایک بیان دیا جس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ جو شخص مرزا صاحب کی تہذیب کرے وہ ”کذاب“ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کو اگر مرزا صاحب نے کذاب لکھا تو ٹھیک رہا۔ اس بیان میں وہ دیکھتے ہیں

”مذہب مدلی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب، ملامت دی نبوت ہے اس کے مرید اسکو دعویٰ میں سچے اور دشمن چھوٹا سمجھتے ہیں۔“

(حقیقہ شہادت، عدالت ڈسٹرکٹ، ڈسٹرکٹ نور، ۱ ستمبر ۱۹۰۳ء، ۳ مئی ۱۹۰۳ء،  
محققان از ماہر فرقہ، قادیان، نمبر ۱، ۱۰ جنوری ۱۹۰۴ء، جلد ۱ صفحہ ۵)

”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ نے تمہارے رسولوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے۔ مگر آپؐ نے یقین کامل کیسے جو آپؐ کے ربؐ میں یقین ہو کر آپؐ کے اخلاق کاملہ سے نور حاصل کرتے ہیں، ان سے کئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔“

(روح یاقوت، جلد ۵، صفحہ ۱۸۹، نوہ تہذیبی عقائد  
از محمد اقبال، نعل قادیانی صفحہ ۲۲، جلد ۱ احمدیہ کتاب گھر قادیان)

”جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں دنیا کی اصلاح کیسے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں۔ بلکہ ایک عرصہ دراز تک جب تک اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے بیعت توہ لیں، آپؐ کو کسی سے پانچ سو روکار نہیں تھا اور سالہا سال تک گوشہ خلوت سے باہر نہیں نکلے، یہی سنت قدیم سے انبیاء علیہ السلام آئی ہے“ (ریویو صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱، جلد ۵ صفحہ ۲)  
”مخالف خواہ کوئی ہی جتنی کرے، مگر ہم تو اس پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے صدیق بناسکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے مگر چاہیے مانگئے!!“

ہم نے انہیں لے کر، جس طرح وہ (یعنی سربراہ مہتمم صاحب) وہنا، قریب خدا پر تزیین اور تہذیب میں رہیں گے۔

(نور محمدی صاحب دہلیہ نے ہندوستان میں ۱۹۰۸ء میں  
۱۹۰۸ء میں ہندوستان میں ۱۹۰۸ء میں ۱۹۰۸ء میں ۱۹۰۸ء میں)

یہ تقریرات محض یہ تھیں کہ محمدی، زمرین صاحب، بی جہانت، ہندوستانیوں کے پیش  
کئے گئے ہیں لیکن یہ صرف ان کی ذاتیہ تھی۔ یہ پڑھنے والے کے اپنے آپ کو یہ پڑھنے  
ان کے حقائق کا قیاس ہے۔

## ۱۱۔ ہندوستانی جماعت کا حقیقی بیان

”پیغام صلح“ میں اس وقت ۱۹۰۸ء میں ۱۹۰۸ء میں ۱۹۰۸ء میں ۱۹۰۸ء میں  
پڑھنے جماعت کی طرف سے یہ حقیقی بیان شروع ہوا:

”معدوم ہونے کے بعض ارباب انکی نے خلافت میں داخل دیا ہے کہ خباہت  
کے ساتھ وقت کے الگ الگ سے ان میں سے کوئی ایک میدان ہوا، یہ حضرت  
سربراہ مہتمم صاحب کی موجودہ مہمہ کا یہ منسلک و اسلام کے ہمارے  
یہ کہ اصابت کے مریضوں کے منظر سے دیکھتے ہیں۔ ہندوستان میں  
نہ کسی صورت سے ان کو پہچاننے کے لئے تھیں، یہ کہ ان کی فوجوں سے  
چلتے ہیں۔ یہ کہ ان کے سربراہان کی طرف سے ان کی فوجوں سے ان کے  
فیصلہ فوجی پھیلاؤ، ان کی فوجوں سے۔ ہندوستان میں ہندو، مسلمان  
نہ لے کر ان کی فوجوں سے ان کے سربراہان کی فوجوں سے ان کے

(پیش منظر ۱۹۰۸ء میں ۱۹۰۸ء میں ۱۹۰۸ء میں ۱۹۰۸ء میں)

ان کا حقیقی بیان ہے ہندو، عربی، ہندوستان کے اصل عقائد کے سربراہان کی فوجوں سے ان کے  
ہندوستانیوں نے ان کے سربراہان کی فوجوں سے ان کے

لاہوری صاحبِ مرزا بشیر الدین محمود کے ہاتھ بیعت کرنے اور انہیں خلیفہ تسلیم کرنے سے انکار کر کے قادیان سے لاہور چلے آتے ہیں اور یہاں اپنی الگ جماعت کی داغ بیل ڈالتے ہیں۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مرزا بشیر الدین خلیفہ دوم مقرر کئے گئے اور ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء کو اس فیصلے سے اختلاف کرنے والی جماعت لاہور کا پہلا جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں جو قرارداد منظور کی گئی وہ یہ تھی۔

”صاحبزادہ صاحب (مرزا بشیر الدین) کے انتخاب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت نہیں، یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو اہل کر میں۔ لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم انہیں امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لئے بیعت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ ہی امیر اس بات کا مجاز ہوگا کہ جو حقوق و اختیارات صدر انجمن احمدیہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیئے ہیں اور اس کو اپنا جائزین قرار دیا ہے، اس میں کسی قسم کی دست اندازی کرے۔“

(ضمیمہ پیغام صلح ۲۳ مارچ ۱۹۱۴ء، بحوالہ فرقانِ کارِ یان جنوری ۱۹۲۲ء، صفحہ ۷)

اس قرارداد سے واضح ہے کہ لاہوری جماعت کو اس وقت نہ جماعت قادیان کے عقائد پر اعتراف تھا اور نہ وہ مرزا بشیر الدین کو خلافت کیسے نااہل قرار دیتے تھے، جھگڑا تھا تو اس بات پر تھا کہ تمام اختیارات انجمن احمدیہ کو دیئے جائیں کہ خلیفہ کو، لیکن جب مرزا بشیر الدین محمود نے اس جھجک کو منظور نہ کیا تو محمد علی لاہوری نے لکھا:

”خلافت کا سلسلہ صرف چند روز ہوتا ہے، تو کس طرح تسلیم کر لیا جائے کہ اگر ایک شخص کی بیعت کر لی تو اب آئندہ بھی کرتے جاؤ۔“

(پیغام صلح ۲ اپریل ۱۹۱۴ء، منقول از فرقانِ حوالہ، صفحہ ۷)

یہ تھا قادیانی اور لاہوری جماعتوں کا اصل اختلاف جس کی بنا پر یہ دونوں پارٹیاں الگ ہوئیں۔ اس سیاسی اختلاف کی بنا پر جب قادیانی جماعت نے لاہوری جماعت پر عرصہ حیات تلک



کر دیا تو! جو بی روپ مسکروں کی بھڑکی حاصل کرنے پر مجبور ہوا۔

چنانچہ سب جماعت، سوائے اچانک مرکز قمریہ تو چھوٹی جماعت تھی، کو بصورتِ خانے کی تعمیر، حکومت کے بغض و رنجِ مسلکوں کی، ہمدردی حاصل کرنے کی قہری وجہ بنی۔ جماعت نے اپنے رابطہ صفحہ اور تحریروں سے رجوع و توجہ کھانہ کے بغیر یہ نیا شروع کیا کہ ہم مرزا خانہ اور کوئی تیسرا صفحہ سمجھو، جماعتی اور عوامی ہیں۔

قادیان اور لاہور کی جماعتوں میں کوئی فرق نہیں

نہیں اور اس کی جماعت کے ان عقائد کو بھی دیکھا جائے جن کا احاطہ انہوں نے ۱۹۱۰ء کے بعد کیا ہے۔ تب ہی یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ان کا موقف محض ایف غفری پر پھیر رہا ہے۔ قیامت سے متبادرے اُن نے اور تو دینی جماعت کے درمیان کوئی فرق نہیں بنایا جس طرح وہ مرزا کا مرنے والہ کو جنت اور واجب پر تو اتنے ہی اُستے جنت اور واجب اور اجتماع سمجھتے ہیں۔ جس طرح وہ مرزا صاحب کی تمام غریبوں کی تصدیق کرتے ہیں اُسی طرح یہ بھی انہیں مذہبی، خدائی حیثیت دیتے ہیں۔ جس طرح وہ مرزا صاحب کے مخالفین کو کافر سمجھتے ہیں اُسی طرح یہ بھی مرزا صاحب کو کافر اور مجبور قرار دینے والوں کے ان کے قول میں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تو دینی جماعت مرزا صاحب سے اپنے عقائد پر استغاثہ کرنے کو حق الوجود سمجھتی ہے اور اس کی جماعت مرزا صاحب کیلئے سب لفظوں کے استعمالات کو صرف غوی یا محاذی حیثیت میں باختر قرار دیتی ہے۔

اس حقیقت کی کڑی سزا ہے جو کہ لاہوری جماعت جن بیزار کی عقیدہ میں اپنے آپ کو ایمانی جماعت سے ممتاز قرار دیتی ہے۔ وہ وہ عقیدہ ہے۔

نمبر ۱۰۰ مرزا غلام احمد کے متعلق مذکورہ دستاویز۔

تاریخ ۱۳۸۵/۱۰/۱۵

۱۔ ہوری جماعت کا ٹوٹنے سے نہ وہ مرزا صاحب کو اتنی شگمگاتی پیدہ صرف محدوداتی تہ،



اب دیکھو کہ یہاں بھی نبوت کو قہر میں کہتے ہیں۔ لیکن ایک قسم کی نبوت باقی باقی ہے۔ اور وہ وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چل چل کر کے تھی ہے اور اس کی متابعت پیغمبر ۱۶ ایر یہ بھی صاف کھڑی ہے کہ نبوت جس کو غرض نبوت یا نبوت محمدیہ قرار دیتے ہیں وہی نبوت است وانی نبوت ہے۔

(نہجۃ فی السیرۃ صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲)

اگر مرزا احمد قادیانی کی عبارتوں کی تشریح کرتے ہوئے اور انہیں درست قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

”انہی قہر میں چاہئے کہ یہ (حق مرزا احمد صاحب نے جو چاہئے کہا ہے) اس کے لئے وہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ صاف سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ قہر جو ہے کہ معنی یہ ہیں کہ جو انہی صاف کے دل میں کسی نہیں پہنچ سکتے۔ پھر فرمایا کہ صاحب نے قہر ہونے سے یہ مراد ہے کہ انہی صاف کے ایک ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس سے لئے انہی جو انہی صاف کے ایک ایسی نبوت ہونے کے معنی ہیں کہ کائنات اور امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور اپنے آپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں تو کہ دیکھو۔ شب آپ کے فیض سے ایک قسم کی نبوت بھی مل سکتی ہے، وہ نبوت یہ ہے کہ اس کو خیر میں جائز۔ صاف صاف لکھ دیا ہے کہ وہ ایک قسم کی نبوت ہے جس کے معنی ہیں فیض محمدی صاف دیا اور یہ بھی فرمایا کہ وہ تو امت تک باقی رہے گی۔“

(نہجۃ فی السیرۃ صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲)

محمد علی دہلوی صاحب کی ان عبارتوں کو اہل قادیان اور ان کے پیروں کے اُن عقائد سے منسوب دیکھنے جو پہلے بیان ہو چکے ہیں کیا انہیں کوئی فرق نظر آتا ہے؟ لیکن آئیے قادیانیوں کے اس عقائد کو یہ صاف بھی دیکھ لیں۔



نیز اس بات کا بھی اعتراف یہ کہ

”اس سے کچھ مروجہ دینی نہیں رہتا۔“ (نصرت اللہ کی نبوت میں طبعی منعکس ہے)

(امریہ، ایڈیٹر نمبر ۱۹۹)

یہ سب وہ عقائد ہیں جنہیں اجوری جہاد میں اپنی تعمیراتی ہے۔ اس سے واضح رہے کہ مرزا کا نام احمدی نبوت کے مسئلہ میں قانونی جہاد سے مراد یہ کہ نبوت میں صرف شخصی پس منظر کا اعتبار ہے۔ دوسری جہاد سے مراد یہ مرزا صاحب کو کسی کتب موعودہ میں درج تھی۔ یہ ممکن ان احادیث سے ملتی ہو جو یہودی ہے جو کہ وہودی ہے۔ اس سے ملتی ہو۔ اس کی بنیاد پر اس سے مراد ملتی ہے۔ فرق صرف اتنی ہے کہ دوسری جہاد کا مطلب یہ ہے کہ ”شیخ موعودہ“ ”مذہب احمدی“ کا یہ عقائد کہ مرزا صاحب نے ”خدا با مریدانہ“ لکھی۔ اسے قبول کرنا اور اسے لے کر دیکھنا اور اس کا بار کلف بھی لگنا استعمال کرتے رہے۔ یہاں سے مراد یہاں سے مراد اس کے لئے ”نبوت“ کا لفظ۔ اور صرف لفظ۔ مجازی یا بعدی قرار پر کیا ہے مرزا صاحب کی کتابوں کی اشاعت کے لئے سب بھی مستعمل یہ بات ہے لیکن یہ مقررہ دین میں اس کا استعمال مستحکم کر کے دینا یہ سب شریعت کے خلاف ہے۔ انہوں نے جو عقائد اپنی کتابوں میں منقسم سے جو قانونی اور دوسری جہاد کے نام سے موعودہ میں۔ اول لفظ کریمت دینی، وحدیت دینی، تائید موعودہ سے۔ آخر لفظ کریمت، وحدیت، قادیانیت کی شدت کو کم کرنے پیش کرنا مناسب سمجھا۔“

(تحریر احمدیت دین و دنیا میں منقسم سے جو قانونی اور دوسری جہاد کے نام سے موعودہ میں۔ اول لفظ کریمت دینی، وحدیت دینی، تائید موعودہ سے۔

آخر لفظ کریمت، وحدیت، قادیانیت کی شدت کو کم کرنے پیش کرنا مناسب

سمجھا۔“

(امریہ، ایڈیٹر نمبر ۱۹۹، دین و دنیا میں منقسم سے جو قانونی اور دوسری جہاد کے نام سے موعودہ میں۔

یہاں یہ حقیقت بھی واضح کر دینا مناسب ہے کہ اجوری صحابہ کے جو عقائد ہیں ان کے مرزا صاحب نے سب سے پہلے اپنے لئے نقل کر لیا۔ اس کی یہی اچھی طور پر استعمال کیا ہے۔ یہی نبوت کا دعویٰ تھا۔ (۱) اس کا دلیل ملنے لگے انہوں نے ”حقیقتی نبوت“ کی ایک علامت میں اس طرح لکھی ہے جو شری

(۱) ”چند مراد صاحب کی کتب تحریریں میں جو عقائد کی تردید کرتی ہیں۔“

اصحیح سے بالکل ایک ہے۔ اس حقیقی نیکی نے انہوں نے بہت سی شرائط لگا رکھی ہیں جن میں سے چند یہ بھی ہیں۔

۱۔ حقیقی نیکی صرف وہ ہوگی جس پر حضرت جبریل علیہ السلام وحی لکھتے رہے ہوں۔  
غزوں، بیرون کش کے بغیر کوئی حقیقی نیکی نہیں ہو سکتی۔

(البیہودنی، ص ۲۰، مجموعہ اسلامی مکتبہ ۲۹)

۲۔ حقیقی نبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقہ شریعت کو منسوخ یا اس میں ترمیم کرے۔  
(البیہودنی، ص ۲۰، مجموعہ ۲۹)

۳۔ حقیقی نبی کی وہ عبادات میں پڑھنی چوتی ہے۔  
(بیہودنی، ص ۲۰، مجموعہ ۲۹)

۴۔ حقیقی نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ کتاب لائے۔  
(بیہودنی، ص ۲۰، مجموعہ ۲۹)

حقیقی نبوت کی اس طرح ذرا سا جائزہ کرنے کے بعد انہوں نے ثابت کیا ہے کہ چونکہ یہ شرائط کاملاً معاصر میں نہیں پائی جاتیں اس لئے ان پر حقیقی معنی میں اللہ کی کا اطلاق درست نہیں۔

اب ظاہر ہے کہ شریعت کی معروف اسطواریت میں یہ کئے گئے کہ کتاب لانا ضروری ہے نہ یہ ضروری ہے کہ اس کی وہ عبادتوں میں ضروری ہو جس سے وہ نبی رازمی ہے کہ نبی اپنے سے پہلی شریعت کو ہمیشہ منسوخ یا ترمیم کرے اور نہ نبوت کی تحریف میں یہ بات واضح ہے کہ اس میں وحی رونے والے ہمیشہ جبریل علیہ السلام ہی ہوں۔ لہذا حقیقی نبوت صرف اسی نبوت و قرامہ ایسا جس میں یہ ضروری شرائط موجود ہوں، نہیں ایک ایسا جدید ہے جسے ذریعہ بھی مراد صاحب کو اپنی قرار دینا اور بھی ان کی نبوت سے انکار کرنا۔ اس وجہ سے یہ چونکہ یہ شرائط لگانے کا بہت سے انبیاء علیہ السلام نے ہمارے میں بھی یہی کہا ہو سکتا ہے کہ، حقیقی نبی انہوں سے کہہ دے کہ ان پر کتاب اتاری ہے ان کی وہی وحی ملے گی وہی اور نہ وہ کوئی نئی شریعت لکھتے ہیں۔ انہیں دیکھتے۔

## تکفیر کا مسئلہ

لاہوری جماعت جس بنیاد پر اپنے آپ کو اہل قادیان سے ممتاز قرار دیتی ہے، وہ اصل میں تو نبوت علی کا مسئلہ ہے جس کے بارے میں پیچھے واضح ہو چکا کہ دوسری انگلی، ہیر بھیر کا فرق ہے اور نہ حقیقت کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں۔ دوسرا مسئلہ جس کے بارے میں جماعت لاہور کا دعویٰ ہے کہ وہ جماعت قادیان سے مختلف ہے، تکفیر کا مسئلہ ہے۔ یعنی لاہوریوں کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ طبر احمد یوں کو مسلمان قرار دیتا ہے، لیکن یہاں بھی بات اتنی سادہ نہیں جتنی بیان کی جاتی ہے۔ اس مسئلہ پر امیر جماعت محمد علی لاہوری صاحب نے ایک مستقل کتاب ”رد تکفیر اہل قبلہ“ کے نام سے لکھی ہے۔ اس کتاب کو بغور پڑھنے کے بعد ان کا جو نقطہ نظر واضح ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کو مسیح موعود نہ ماننے والوں کی دو قسمیں ہیں:-

- ۱۔ وہ لوگ جو مرزا غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت نہیں کرتے مگر انہیں کافر اور کاذب بھی نہیں کہتے۔
- ایسے لوگ ان کے نزدیک بلاشبہ کافر نہیں ہیں بلکہ فاسق ہیں۔

(الہ دینی اسلام صفحہ ۲۱۵)

- ۲۔ وہ لوگ جو مرزا غلام احمد کو کافر یا کاذب کہتے ہیں ان کے بارے میں ان کا مسلک بھی یہی ہے کہ وہ ”کافر“ ہیں۔ چنانچہ محمد علی صاحب لکھتے ہیں
- گویا آپ (یعنی مرزا غلام احمد) کی تکفیر کرنے والے اور وہ مقرر جو آپ کو کاذب یعنی جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں، ایک قسم میں داخل ہیں اور ان کا حکم ایک ہے اور دوسرے مکروہ کا انگ ہے۔“
- آگے یہی قسم کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود نے اب بھی اپنے انکار یا اپنے دعوے کے انکار کو جب تک قرار نہیں دیا۔ بلکہ جب تک صرف اسی بات کو قرار دیا ہے کہ مغتری کہہ کر اس نے مجھے





میں کھوار کی پیشانی کی طرح میں بھی سادیاں سے بھی لکھی تھیں۔ خدا کی ہے۔ مرزا اسحاق صاحب کو  
 نہ تھا اور ان کی تہذیب نہ پیدا کی بات ہے۔ "ہندوؤں کی تہذیب نہ تھی انہوں پر گٹے کا دور  
 اور قیامت کا مہر انہوں پر نہ تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

"ہندوؤں کے متعلق احمدیوں نے جو رائے رکھنے پر آمادہ ہوئے تھے انہیں اختیار کیا کہ  
 مرزا احمد صاحب کو ایک فتویٰ جاری ہی نہیں تھا۔ یہ جواب نہیں میں انہوں نے  
 تھیں کہ انہوں نے اس سے کہ وہ ان مسلمانوں کی نماز اور زکوٰۃ میں شریک ہو جاتے  
 ہیں جو مرزا صاحب کے سب سے زیادہ اہل علم و فہم تھے۔ ان کے بعد بھی معاملہ  
 دو میں بگاڑ میں رہتا ہے۔ یہاں اس فتویٰ کا خطرہ مری منہموم نہیں ہے کہ اس میں جو حق  
 تھا وہ چھوڑنا نہیں چاہی جاتا ہے۔ مرزا صاحب نہ رہتا تو وہ خدا اس سے بدست  
 و فتویٰ موجود اور نظر نہیں کی جاوے یہ تصدیق کرتے ہیں۔"

(رپورٹ تحقیقی حالت، ص 95، ص ۲۱۲)

اب غور فرمائیے کہ فتویٰ غریب اعتبار سے مثلاً جو کسی اور قوم یا نسل میں یہ فرق رہا  
 کیا؟ تو ایسا ہی کہتے ہیں کہ تو مسلمان غیر احمدی جو کہ کسی کی پرکاش ہیں اور انہوں نے جماعت والے  
 کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کا وہاں سے کسی وجہ سے کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو نہ ان کی وجہ  
 سے کافر ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ فتویٰ غریب اس طرح کے کسی وجہ سے کافر ہیں۔ اس میں اندرونی فتنہ ہو  
 دو فتویٰ کے مابین کہ مسلمانوں کو کافر کہنے کی وجہ کیا ہے؟ لیکن ہمیں احتیاط سے مسلمانوں کے لئے اس سے  
 ہوا اور یہ فرق پڑا۔

ستر کے بار آور بھی تھا کی

تو ان کی بھی خام سے تو یہ کی

بعض مرتبہ انہوں نے جماعت کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم مرزا صاحب کی تہذیب  
 کرتے ہیں۔ انہوں کو کافر قرار دیتے ہیں اس سے مراد ایسا نہیں جو دارالاسلام سے خارج نہ ہو۔ بلکہ  
 یہ ان کے جو "فتویٰ" کے مابین ہیں کہی استقامت پر ہوتا ہے۔ لیکن اس سے یہ کہہ کر انہیں استقامت ان کی



کا یہ واقعہ اور مختصر تصدیق کی نوبت اس میں منہمک ہوئی تھی، مگر اس اعتبار سے اسے نئی جنم دے رہے تھے۔ یہ عقیدہ اور اس دور میں کسی طرح کی کھپاوت۔

۳۔ ان لوگوں کی نوبت کے علاوہ مرزا قاضی احمد علی کی تصانیف سے بڑے انحرافات سے پرہیز میں (جن کی پوری تفصیل آگے کر دی ہے) اور ان کی تصانیف سے مرزا صاحب کی تصانیفوں کو فطرت اور اسباب۔ جو مدت قریب ان تمام کتب کی تصدیق کرتی ہے۔ محمد علی اور ان کی صاحب ہستی ہیں۔

۴۔ اور مسیح موعود کی تقریریں کا انکار اور حقیقت بخشی رنگ میں خود مسیح موعود کا انکار۔

(لحدائق الاسلامیہ صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲)

یہاں یہ واضح رہتا بھی ہے کہ اسلام میں ’مہدیان‘ کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ جب اس مہدی قیامت سے رو کر ان کا مہر ہو جائے گا تو وہ قیامت کی نوبت پر آئے گا جس کا وہی قیامت کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ان مہدیان کی کوئی قیامت نہیں ہوتی، ان کی بات کو شرعی نیت سمجھا جاتا ہے۔ نہ وہ اپنے مہدیان کے دعویٰ کرتے ہیں، اور نہ ان کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ ہمیں ضرور مہدیان کے ساتھ پہنچنا ہے۔ اگرچہ یہ دعویٰ نہیں کرتے تو ان کی قیامت سے پہچان بھی ہو گئی۔ چنانچہ یہ وہی مہدیان ہیں جن کے مہر میں امتداد ہے۔ اس طرح اگر کوئی شخص انہیں مہدیان نہ کہے تو شرعاً، لکھنا بھی نہیں ہوتا، نہ وہ اپنے مہدیان کی کاروائی سے اس مہدی بننا پر پیش کرتے ہیں اور نہ ان کے الہامی تصدیق شرعاً واجب ہوتی ہے۔

اس کے باوجود یہ شخص ابوریہما سے مرزا صاحب کے لئے ان تمام باتوں کی قائل ہے۔ جدا اس کا یہ دعویٰ کہ انہی مرزا صاحب کا صرف مہدیان ہوتے ہیں، یہاں سے ہوا کچھ بھی نہیں۔

# مرزائی نبوت کی جھلکیاں

..... ایک نظر میں

ہم نے اپنی قرآنِ داد میں کہا ہے کہ  
”ہر گاہ کہ نبی ہونے کا اُس کا جھوٹا  
اعلانِ بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے  
کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے  
احکام کے خلاف غدارئی تھیں۔“

آئندہ صفحات میں اس کی تشریح پیش کی جا رہی ہے

## مرزائیوں کی مزید کفریات اور گستاخیاں

ستید و تقربوت کی صریح خلاف ورزی کے علاوہ مرزا صاحب کی تحریریں اور بہت سی کفریات سے بھری ہوئی ہیں یہاں تمام کفریات کا ذکر تو مشکل ہے لیکن نمونے کے طور پر چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

### اللہ تعالیٰ کے بارے میں

مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے آپ کو کائنات کی اللہ جیہ و مہم کار و رتہ قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے متعدد اوقات پر اپنے آپ کو قہ اکابر و زکی قی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۶ء کے دو مسالہ اجراءات میں ایک الجامیہ لکھی تھا کہ

اَللّٰهُ مَسْنٰی بِمَسْرُوْلَةٍ لِّزَوْرُوْنِیْ اَلْعَقْلِ وَصُوْحَتِیْ مِرے ہونے سے پیش

ہے۔ (ایچ یو آف پیپر جہود نمبر ۱۰۰ پر ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۱)

یہ انبیاء و انتم میں سے اپنے جہاد میں نہ کرتے ہوئے لکھا ہے

اَللّٰهُ مَسْنٰی بِمَسْرُوْلَةٍ لِّزَوْرُوْدِیْ وَتَعْرِیْدِیْ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ

میر علی قلی اور غریبہ (نور انتم ۸- سن ۱۳۱۰ھ - ۱۹۰۶ء) نے لکھا ہے

نیز لکھتے ہیں

’میں نے حینہ شرف میں ایسا کہ میں خود خدا ہوں اور انہیں کیا کہہ سکتا ہوں

(کتاب ایچ یو آف پیپر جہود نمبر ۱۰۰، ۱۹۰۶ء، سن ۱۳۱۰ھ - ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۲)

چارلے ویلی ۱۱۰۳ - ۱۱۰۴ء

مزید بتاتے ہیں

’اور انی ایل ٹی نے اپنی کتاب میں یہ نام مینٹا میں لکھا ہے اور جو انی میں

فانہی معنی پہنچائیں کہ میں خدا کی مانند۔ یہ وہ اس الہام سے مطابقت ہے جو  
برائین احمد میں ہے۔ اہل مکی بمنزلۃ نو حیدری و نظریہ  
(۱) (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء) (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء) (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء)

## قرآن کریم کی تحریف اور گستاخیاں

مذہب کے قرآن کریم میں اس قدر تلمیح و تمجید کی تحریفات ہیں کہ ان کا شمار  
کے یہاں تک کہ ان تحریفوں سے یہ ثابت بھی ہو گیا ہے کہ قرآن کریم کی آیت جو  
آنحضرت ﷺ کی شان میں نازل ہوئی تھیں ان کو اپنے حق میں آ کر یا ان کو القاب اور القبا  
قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر میں لے کر ان کے ترجمہ و تفسیر میں لے کر ان کے  
مخصوص کر کے اور یہ کہ کچھ بڑے علماء و ائمہ القاب کے ذریعہ سے  
مشہور نہ ہوئے ہیں یہ ہے قرآنی

- ۱۔ وعاذک بالک الا رحمة اللعالمین  
(۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء) (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء)
- ۲۔ وما یطلق علی الہوی ان ہوا الا وحی یوحی  
(۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء) (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء)
- ۳۔ داعیہ الی اللہ و سر احاطہ  
(۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء) (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء)
- ۴۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فأتبعونی ببحیبکم امة  
(۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء) (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء)
- ۵۔ ان الدنیا یعوبک اما یناعون اللہ ہذا قد فوق ایدہم  
(۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء) (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء)
- ۶۔ اما فحالتک فتعاسی لعلک اللہ ما تقدم من ذک  
(۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء) (۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۶ء)

۷۔ بس انک نسیں المرسلیں

(حقیقہ، دینی غہ: ۱۱، ج ۱، ص ۱۰۰)

۸۔ انا رسولنا لیکم رسولاً شاعدا علیکم

(بیرونی، تفسیر، ص ۱۰۰، ج ۱، ص ۱۰۰)

۹۔ انا اعطیہا ک الکوثر کے بارے میں ہر شخص بات کرے کہ سورت بطور

خاص "تکلیف" سے لیں اللہ کی رحمت کے لیے ہر شخص کو اور اس

میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترہن کر لیا ہے"

یعنی ہر اللہ آپ نے اس سورت کو اپنے حق میں قرار دیا ہے اور صحابہ کہ

ان سانک ہو الانقر (پیش آپ کا امن و تحفظ حاصل ہے) میں شری

یعنی بدو اور دشمن نے عراق ان کا ایب "شقی" خبریت غیبت، و بعد القیام،

بند و زائد، یہ سورت فی الذل یعنی تو مسلم، خداوند ہے۔"

(المختصر، ج ۱، ص ۱۰۰، ج ۱، ص ۱۰۰)

۱۰۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں انگریزی معراج کو بھی مرزا نے اپنی

حرف منسوب کرتے ہوئے لکھا کہ یہ میرے بارے میں کیا ہے۔

سبحن الذی اسرنا بعبدہ لیلًا

(حقیقہ، دینی غہ: ۱۱، ج ۱، ص ۱۰۰)

۱۱۔ انی محراب کے ایک واقعے کی حرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم کے فرمان

تہ

تہ دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی

"چتر قریب ہو اور بہت قریب ہو تو یہ وہ گمانوں یا اس سے بھی قریب ہے۔"

مرزا احمد احمد نے یہ آیت بھی اپنی طرف منسوب کی ہے۔

(حقیقہ، دینی غہ: ۱۱، ج ۱، ص ۱۰۰)

۱۲۔ قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا۔  
وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنَ بَعْدِي إِسْمُهُ أَحْمَدُ  
”اور میں ایک رسول کی خوش خبری دینے کے لئے آیا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔“

مرزا غلام احمد نے انتہائی جہارت اور ذہنائی سے دعویٰ کیا کہ اس آیت میں میرے آنے کی پیشگوئی کی گئی ہے اور احمد سے مراد میں ہوں۔

(ازلہ و دہام ضحیٰ اول صفحہ ۶۷۳ طبع دوم سنہ ۱۳۵۵ھ مطبوعہ)

کافی رام پور پریس لاہور ۱۳۵۸ھ (خبر رخ، ۳۳، ۳۲۳)

چنانچہ مرزائی صاحبان اسی پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس آیت میں احمد سے مراد آنحضرت ﷺ کے بجائے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مرزا غلام احمد ہے۔ قادیانوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے ۲۷ دسمبر ۱۹۱۵ء کو ایک مستقل تقریر کی جو ”انوار خلافت“ میں ان کی نظر ثانی کے بعد چھپی ہے۔ اس کے آغاز میں وہ کہتے ہیں۔

”پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آیا حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا۔ یا آنحضرت ﷺ کا۔ اور کیا سورہ صف کی آیت جس میں ایک رسول جس کا نام احمد ہوگا بشارت دی گئی ہے، آنحضرت ﷺ کے متعلق ہے۔ یا حضرت مسیح موعود کے متعلق؟ میرا عقیدہ یہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ ﷺ کی جنگ ہے۔ لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد) کے متعلق ہی ہے۔“

(انوار خلافت صفحہ ۸۸ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء)





ہوں۔ قرآن کی طرح اُسے تمام غلطیوں سے پاک یقین کرتا ہوں، یہی میرا  
’یمان ہے۔‘

مرزا غلام احمد نے یہ بھی دعویٰ کیا قرآن کی طرح میری دینی بھی حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے اور  
اس کی تائید میں انہوں نے ایک پورا قصیدہ اعجاز یہ تصنیف کیا ہے جو ان کی کتاب ”اعجاز احمدی“ میں  
شائع ہو گیا ہے۔

## انبیاء علیہم السلام کی توہین

اس کے علاوہ پوری امت مسلمہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے اور ان کی تعظیم و تہلیل کو  
جزو ایمان سمجھتی ہے سرکارِ دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ بغیر کسی ادنیٰ شے کے تمام انبیاء سے افضل تھے لیکن کبھی  
آپ نے کسی دوسرے نبی کے بارے میں کوئی ایسا لفظ استعمال نہیں فرمایا جو ان کے شایانِ شان نہ ہو، لیکن  
مرزا غلام احمد قادیانی انسانی پستیوں کے تحت الٹری میں کھڑے ہو کر بھی انبیاء علیہم السلام کی شان میں  
گستاخیاں کرتے رہے۔ اس کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا  
کہ عیسائی علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا بُرائی  
عادت کی وجہ سے۔“

(نئی نوح حاشیہ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ ریو ۱۹۵۷ء، طبع ۱۹۷۱ء)

۲۔ ”مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ چند روز میں مرتبہ روز پینٹاب آتا ہے  
اور بعض وقت سو سو دنہ ایک ایک دن میں پینٹاب آیا ہے۔ ایک دفعہ مجھے  
ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کیلئے انجون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج  
کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ انجون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا  
کہ۔ اگر میں ذیابیطس کیلئے انجون کھانے کی عادت کر لوں۔ تو میں ڈرتا ہوں

کہ لوگ ٹھنھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو ثوابی تھا۔ اور دوسرا الخوانی۔“

(انجیل مطبوعہ صفحہ ۶۹ مفہوم مذکور، ۱۹۳۶ء، لاہور، ج ۱، ص ۳۳۳، ۳۳۵، ۳۳۷)

۳۔ مرزا غلام احمد ایک نظم میں کہتے ہیں،

ابن مریحہ نے ذکر کو پھوڑا  
اس سے بجز غلام احمد ہے

۴۔ اس کے بعد لکھتے ہیں

”یہ باتیں شاعر نے نہیں بلکہ واقعی میں اور اگر تجربہ کی نر سے خدا کی تائید مسیح ابن مریحہ سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔“

(واقعہ البلا، ج ۱، ص ۱۰، طبع سوم، ۱۹۶۶ء، لاہور، ج ۱، ص ۳۳۷)

۵۔ ازالہ اوصاف میں مرزا صاحب نے اپنی ایک فارسی نظم لکھی ہے اس میں وہ کہتے ہیں کہ

ایک منہم کہ حسب بشارات آدم  
صلی کی امت تا یہ نہ پنا بہنرم  
(”الروح مسیح اولیٰ ص ۵۸، جمع ۱۹۵۶ء، موملہ کاتی، ام پریس، لاہور، ۱۳۷۸ھ)

لاہور، ج ۳، ص ۱۹۰

یعنی! ”یہ میں ہوں جو بشارات آدم کے مطابق آیا ہوں۔ مسیح کی بول کہاں کرو۔ میرے منہ پر پاؤں رکھ دیجیے۔“

۶۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح کے اپنی تمام نشان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔“

(واقعہ البلا، مفہوم مطبوعہ قادیان، ۱۹۳۶ء، لاہور، ج ۱، ص ۳۳۳، لاہور، ج ۲، ص ۱۵۲)

۷۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریحہ میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھائے سکتا۔“

(تہذیب النبی صفحہ ۳۸، ص ۱۹۰ء، لاہور، ج ۲، ص ۱۵۲)

۷۔ سچ کی دستہ بازی اپنے زمانہ میں دوسرے دستہ بازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ سچی نبی کو اس پر ایک نصیحت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی۔ (۱) اسی وجہ سے خدائے قرین میں سچی کا نام حضور (با عفت) رکھا مگر سچ کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے دشمن سے مانع تھے۔

(مقدمہ دفع ابلاء) چرن، ۱۸ ص ۲۲۰

۸۔ نیز ترجمان نبیاء علیہما السلام پر اپنی نصیحت ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔  
”میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیسگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہوئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں۔ ان کی نظیر اگر گزشتہ

(۱) انصافی ہونے اور یہاں خود مرزا صاحب کی ”راستباز“ سیرت سے دیکھ لیں۔ ایک واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے اندرون خانہ ایک نیمہ پانی سی عورت بطور خادمہ کے رکھ کر تھی ایک دفعہ اُس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرہ میں حضرت جبریلؑ بیٹھے پڑے تھے وہاں ایک کونے میں کھڑا تھا جس کے پانی کے گزرتے دیکھتے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر دیکھی دیکھ کر کہاں نے لگائی حضرت صاحب اپنے دام تحریر میں معذرت فرمادہ ہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔“ (ذکر حبیب مؤلف مفتی محمد صادق صفحہ ۳۸۹ کا درجہ ۱۹۳۹ء)

نیز ایک جوان عورت نے اُنسانی مرزا صاحب کے پاؤں دلیا کرتی تھی، اس کے شہرہ نام لکھتے ہیں، ”حضور کو مہربانی خدمت پاؤں دینے کی بہت پسند تھی“ (الفضل ۲۰ء درجہ ۱۹۲۸ء صفحہ ۸)

نیک ملوہ جو انسانی عورتیں مرزا صاحب کے گھر میں رہتی تھیں اور انکی مختلف خدمت پر مامور تھیں ان کی تفصیل نیچے ملانکہ جو سیرت الہدیٰ از مرزا بشیر احمد علی۔ ۷۔ صفحہ ۲۱۰ ج ۱۲۲، ۲۱۱ ج ۱۲۲، ۲۱۲ ج ۱۲۲، ۲۱۳ ج ۱۲۲، ۲۱۴ ج ۱۲۲، ۲۱۵ ج ۱۲۲، ۲۱۶ ج ۱۲۲، ۲۱۷ ج ۱۲۲، ۲۱۸ ج ۱۲۲، ۲۱۹ ج ۱۲۲، ۲۲۰ ج ۱۲۲، ۲۲۱ ج ۱۲۲، ۲۲۲ ج ۱۲۲، ۲۲۳ ج ۱۲۲، ۲۲۴ ج ۱۲۲، ۲۲۵ ج ۱۲۲، ۲۲۶ ج ۱۲۲، ۲۲۷ ج ۱۲۲، ۲۲۸ ج ۱۲۲، ۲۲۹ ج ۱۲۲، ۲۳۰ ج ۱۲۲، ۲۳۱ ج ۱۲۲، ۲۳۲ ج ۱۲۲، ۲۳۳ ج ۱۲۲، ۲۳۴ ج ۱۲۲، ۲۳۵ ج ۱۲۲، ۲۳۶ ج ۱۲۲، ۲۳۷ ج ۱۲۲، ۲۳۸ ج ۱۲۲، ۲۳۹ ج ۱۲۲، ۲۴۰ ج ۱۲۲، ۲۴۱ ج ۱۲۲، ۲۴۲ ج ۱۲۲، ۲۴۳ ج ۱۲۲، ۲۴۴ ج ۱۲۲، ۲۴۵ ج ۱۲۲، ۲۴۶ ج ۱۲۲، ۲۴۷ ج ۱۲۲، ۲۴۸ ج ۱۲۲، ۲۴۹ ج ۱۲۲، ۲۵۰ ج ۱۲۲، ۲۵۱ ج ۱۲۲، ۲۵۲ ج ۱۲۲، ۲۵۳ ج ۱۲۲، ۲۵۴ ج ۱۲۲، ۲۵۵ ج ۱۲۲، ۲۵۶ ج ۱۲۲، ۲۵۷ ج ۱۲۲، ۲۵۸ ج ۱۲۲، ۲۵۹ ج ۱۲۲، ۲۶۰ ج ۱۲۲، ۲۶۱ ج ۱۲۲، ۲۶۲ ج ۱۲۲، ۲۶۳ ج ۱۲۲، ۲۶۴ ج ۱۲۲، ۲۶۵ ج ۱۲۲، ۲۶۶ ج ۱۲۲، ۲۶۷ ج ۱۲۲، ۲۶۸ ج ۱۲۲، ۲۶۹ ج ۱۲۲، ۲۷۰ ج ۱۲۲، ۲۷۱ ج ۱۲۲، ۲۷۲ ج ۱۲۲، ۲۷۳ ج ۱۲۲، ۲۷۴ ج ۱۲۲، ۲۷۵ ج ۱۲۲، ۲۷۶ ج ۱۲۲، ۲۷۷ ج ۱۲۲، ۲۷۸ ج ۱۲۲، ۲۷۹ ج ۱۲۲، ۲۸۰ ج ۱۲۲، ۲۸۱ ج ۱۲۲، ۲۸۲ ج ۱۲۲، ۲۸۳ ج ۱۲۲، ۲۸۴ ج ۱۲۲، ۲۸۵ ج ۱۲۲، ۲۸۶ ج ۱۲۲، ۲۸۷ ج ۱۲۲، ۲۸۸ ج ۱۲۲، ۲۸۹ ج ۱۲۲، ۲۹۰ ج ۱۲۲، ۲۹۱ ج ۱۲۲، ۲۹۲ ج ۱۲۲، ۲۹۳ ج ۱۲۲، ۲۹۴ ج ۱۲۲، ۲۹۵ ج ۱۲۲، ۲۹۶ ج ۱۲۲، ۲۹۷ ج ۱۲۲، ۲۹۸ ج ۱۲۲، ۲۹۹ ج ۱۲۲، ۳۰۰ ج ۱۲۲، ۳۰۱ ج ۱۲۲، ۳۰۲ ج ۱۲۲، ۳۰۳ ج ۱۲۲، ۳۰۴ ج ۱۲۲، ۳۰۵ ج ۱۲۲، ۳۰۶ ج ۱۲۲، ۳۰۷ ج ۱۲۲، ۳۰۸ ج ۱۲۲، ۳۰۹ ج ۱۲۲، ۳۱۰ ج ۱۲۲، ۳۱۱ ج ۱۲۲، ۳۱۲ ج ۱۲۲، ۳۱۳ ج ۱۲۲، ۳۱۴ ج ۱۲۲، ۳۱۵ ج ۱۲۲، ۳۱۶ ج ۱۲۲، ۳۱۷ ج ۱۲۲، ۳۱۸ ج ۱۲۲، ۳۱۹ ج ۱۲۲، ۳۲۰ ج ۱۲۲، ۳۲۱ ج ۱۲۲، ۳۲۲ ج ۱۲۲، ۳۲۳ ج ۱۲۲، ۳۲۴ ج ۱۲۲، ۳۲۵ ج ۱۲۲، ۳۲۶ ج ۱۲۲، ۳۲۷ ج ۱۲۲، ۳۲۸ ج ۱۲۲، ۳۲۹ ج ۱۲۲، ۳۳۰ ج ۱۲۲، ۳۳۱ ج ۱۲۲، ۳۳۲ ج ۱۲۲، ۳۳۳ ج ۱۲۲، ۳۳۴ ج ۱۲۲، ۳۳۵ ج ۱۲۲، ۳۳۶ ج ۱۲۲، ۳۳۷ ج ۱۲۲، ۳۳۸ ج ۱۲۲، ۳۳۹ ج ۱۲۲، ۳۴۰ ج ۱۲۲، ۳۴۱ ج ۱۲۲، ۳۴۲ ج ۱۲۲، ۳۴۳ ج ۱۲۲، ۳۴۴ ج ۱۲۲، ۳۴۵ ج ۱۲۲، ۳۴۶ ج ۱۲۲، ۳۴۷ ج ۱۲۲، ۳۴۸ ج ۱۲۲، ۳۴۹ ج ۱۲۲، ۳۵۰ ج ۱۲۲، ۳۵۱ ج ۱۲۲، ۳۵۲ ج ۱۲۲، ۳۵۳ ج ۱۲۲، ۳۵۴ ج ۱۲۲، ۳۵۵ ج ۱۲۲، ۳۵۶ ج ۱۲۲، ۳۵۷ ج ۱۲۲، ۳۵۸ ج ۱۲۲، ۳۵۹ ج ۱۲۲، ۳۶۰ ج ۱۲۲، ۳۶۱ ج ۱۲۲، ۳۶۲ ج ۱۲۲، ۳۶۳ ج ۱۲۲، ۳۶۴ ج ۱۲۲، ۳۶۵ ج ۱۲۲، ۳۶۶ ج ۱۲۲، ۳۶۷ ج ۱۲۲، ۳۶۸ ج ۱۲۲، ۳۶۹ ج ۱۲۲، ۳۷۰ ج ۱۲۲، ۳۷۱ ج ۱۲۲، ۳۷۲ ج ۱۲۲، ۳۷۳ ج ۱۲۲، ۳۷۴ ج ۱۲۲، ۳۷۵ ج ۱۲۲، ۳۷۶ ج ۱۲۲، ۳۷۷ ج ۱۲۲، ۳۷۸ ج ۱۲۲، ۳۷۹ ج ۱۲۲، ۳۸۰ ج ۱۲۲، ۳۸۱ ج ۱۲۲، ۳۸۲ ج ۱۲۲، ۳۸۳ ج ۱۲۲، ۳۸۴ ج ۱۲۲، ۳۸۵ ج ۱۲۲، ۳۸۶ ج ۱۲۲، ۳۸۷ ج ۱۲۲، ۳۸۸ ج ۱۲۲، ۳۸۹ ج ۱۲۲، ۳۹۰ ج ۱۲۲، ۳۹۱ ج ۱۲۲، ۳۹۲ ج ۱۲۲، ۳۹۳ ج ۱۲۲، ۳۹۴ ج ۱۲۲، ۳۹۵ ج ۱۲۲، ۳۹۶ ج ۱۲۲، ۳۹۷ ج ۱۲۲، ۳۹۸ ج ۱۲۲، ۳۹۹ ج ۱۲۲، ۴۰۰ ج ۱۲۲، ۴۰۱ ج ۱۲۲، ۴۰۲ ج ۱۲۲، ۴۰۳ ج ۱۲۲، ۴۰۴ ج ۱۲۲، ۴۰۵ ج ۱۲۲، ۴۰۶ ج ۱۲۲، ۴۰۷ ج ۱۲۲، ۴۰۸ ج ۱۲۲، ۴۰۹ ج ۱۲۲، ۴۱۰ ج ۱۲۲، ۴۱۱ ج ۱۲۲، ۴۱۲ ج ۱۲۲، ۴۱۳ ج ۱۲۲، ۴۱۴ ج ۱۲۲، ۴۱۵ ج ۱۲۲، ۴۱۶ ج ۱۲۲، ۴۱۷ ج ۱۲۲، ۴۱۸ ج ۱۲۲، ۴۱۹ ج ۱۲۲، ۴۲۰ ج ۱۲۲، ۴۲۱ ج ۱۲۲، ۴۲۲ ج ۱۲۲، ۴۲۳ ج ۱۲۲، ۴۲۴ ج ۱۲۲، ۴۲۵ ج ۱۲۲، ۴۲۶ ج ۱۲۲، ۴۲۷ ج ۱۲۲، ۴۲۸ ج ۱۲۲، ۴۲۹ ج ۱۲۲، ۴۳۰ ج ۱۲۲، ۴۳۱ ج ۱۲۲، ۴۳۲ ج ۱۲۲، ۴۳۳ ج ۱۲۲، ۴۳۴ ج ۱۲۲، ۴۳۵ ج ۱۲۲، ۴۳۶ ج ۱۲۲، ۴۳۷ ج ۱۲۲، ۴۳۸ ج ۱۲۲، ۴۳۹ ج ۱۲۲، ۴۴۰ ج ۱۲۲، ۴۴۱ ج ۱۲۲، ۴۴۲ ج ۱۲۲، ۴۴۳ ج ۱۲۲، ۴۴۴ ج ۱۲۲، ۴۴۵ ج ۱۲۲، ۴۴۶ ج ۱۲۲، ۴۴۷ ج ۱۲۲، ۴۴۸ ج ۱۲۲، ۴۴۹ ج ۱۲۲، ۴۵۰ ج ۱۲۲، ۴۵۱ ج ۱۲۲، ۴۵۲ ج ۱۲۲، ۴۵۳ ج ۱۲۲، ۴۵۴ ج ۱۲۲، ۴۵۵ ج ۱۲۲، ۴۵۶ ج ۱۲۲، ۴۵۷ ج ۱۲۲، ۴۵۸ ج ۱۲۲، ۴۵۹ ج ۱۲۲، ۴۶۰ ج ۱۲۲، ۴۶۱ ج ۱۲۲، ۴۶۲ ج ۱۲۲، ۴۶۳ ج ۱۲۲، ۴۶۴ ج ۱۲۲، ۴۶۵ ج ۱۲۲، ۴۶۶ ج ۱۲۲، ۴۶۷ ج ۱۲۲، ۴۶۸ ج ۱۲۲، ۴۶۹ ج ۱۲۲، ۴۷۰ ج ۱۲۲، ۴۷۱ ج ۱۲۲، ۴۷۲ ج ۱۲۲، ۴۷۳ ج ۱۲۲، ۴۷۴ ج ۱۲۲، ۴۷۵ ج ۱۲۲، ۴۷۶ ج ۱۲۲، ۴۷۷ ج ۱۲۲، ۴۷۸ ج ۱۲۲، ۴۷۹ ج ۱۲۲، ۴۸۰ ج ۱۲۲، ۴۸۱ ج ۱۲۲، ۴۸۲ ج ۱۲۲، ۴۸۳ ج ۱۲۲، ۴۸۴ ج ۱۲۲، ۴۸۵ ج ۱۲۲، ۴۸۶ ج ۱۲۲، ۴۸۷ ج ۱۲۲، ۴۸۸ ج ۱۲۲، ۴۸۹ ج ۱۲۲، ۴۹۰ ج ۱۲۲، ۴۹۱ ج ۱۲۲، ۴۹۲ ج ۱۲۲، ۴۹۳ ج ۱۲۲، ۴۹۴ ج ۱۲۲، ۴۹۵ ج ۱۲۲، ۴۹۶ ج ۱۲۲، ۴۹۷ ج ۱۲۲، ۴۹۸ ج ۱۲۲، ۴۹۹ ج ۱۲۲، ۵۰۰ ج ۱۲۲، ۵۰۱ ج ۱۲۲، ۵۰۲ ج ۱۲۲، ۵۰۳ ج ۱۲۲، ۵۰۴ ج ۱۲۲، ۵۰۵ ج ۱۲۲، ۵۰۶ ج ۱۲۲، ۵۰۷ ج ۱۲۲، ۵۰۸ ج ۱۲۲، ۵۰۹ ج ۱۲۲، ۵۱۰ ج ۱۲۲، ۵۱۱ ج ۱۲۲، ۵۱۲ ج ۱۲۲، ۵۱۳ ج ۱۲۲، ۵۱۴ ج ۱۲۲، ۵۱۵ ج ۱۲۲، ۵۱۶ ج ۱۲۲، ۵۱۷ ج ۱۲۲، ۵۱۸ ج ۱۲۲، ۵۱۹ ج ۱۲۲، ۵۲۰ ج ۱۲۲، ۵۲۱ ج ۱۲۲، ۵۲۲ ج ۱۲۲، ۵۲۳ ج ۱۲۲، ۵۲۴ ج ۱۲۲، ۵۲۵ ج ۱۲۲، ۵۲۶ ج ۱۲۲، ۵۲۷ ج ۱۲۲، ۵۲۸ ج ۱۲۲، ۵۲۹ ج ۱۲۲، ۵۳۰ ج ۱۲۲، ۵۳۱ ج ۱۲۲، ۵۳۲ ج ۱۲۲، ۵۳۳ ج ۱۲۲، ۵۳۴ ج ۱۲۲، ۵۳۵ ج ۱۲۲، ۵۳۶ ج ۱۲۲، ۵۳۷ ج ۱۲۲، ۵۳۸ ج ۱۲۲، ۵۳۹ ج ۱۲۲، ۵۴۰ ج ۱۲۲، ۵۴۱ ج ۱۲۲، ۵۴۲ ج ۱۲۲، ۵۴۳ ج ۱۲۲، ۵۴۴ ج ۱۲۲، ۵۴۵ ج ۱۲۲، ۵۴۶ ج ۱۲۲، ۵۴۷ ج ۱۲۲، ۵۴۸ ج ۱۲۲، ۵۴۹ ج ۱۲۲، ۵۵۰ ج ۱۲۲، ۵۵۱ ج ۱۲۲، ۵۵۲ ج ۱۲۲، ۵۵۳ ج ۱۲۲، ۵۵۴ ج ۱۲۲، ۵۵۵ ج ۱۲۲، ۵۵۶ ج ۱۲۲، ۵۵۷ ج ۱۲۲، ۵۵۸ ج ۱۲۲، ۵۵۹ ج ۱۲۲، ۵۶۰ ج ۱۲۲، ۵۶۱ ج ۱۲۲، ۵۶۲ ج ۱۲۲، ۵۶۳ ج ۱۲۲، ۵۶۴ ج ۱۲۲، ۵۶۵ ج ۱۲۲، ۵۶۶ ج ۱۲۲، ۵۶۷ ج ۱۲۲، ۵۶۸ ج ۱۲۲، ۵۶۹ ج ۱۲۲، ۵۷۰ ج ۱۲۲، ۵۷۱ ج ۱۲۲، ۵۷۲ ج ۱۲۲، ۵۷۳ ج ۱۲۲، ۵۷۴ ج ۱۲۲، ۵۷۵ ج ۱۲۲، ۵۷۶ ج ۱۲۲، ۵۷۷ ج ۱۲۲، ۵۷۸ ج ۱۲۲، ۵۷۹ ج ۱۲۲، ۵۸۰ ج ۱۲۲، ۵۸۱ ج ۱۲۲، ۵۸۲ ج ۱۲۲، ۵۸۳ ج ۱۲۲، ۵۸۴ ج ۱۲۲، ۵۸۵ ج ۱۲۲، ۵۸۶ ج ۱۲۲، ۵۸۷ ج ۱۲۲، ۵۸۸ ج ۱۲۲، ۵۸۹ ج ۱۲۲، ۵۹۰ ج ۱۲۲، ۵۹۱ ج ۱۲۲، ۵۹۲ ج ۱۲۲، ۵۹۳ ج ۱۲۲، ۵۹۴ ج ۱۲۲، ۵۹۵ ج ۱۲۲، ۵۹۶ ج ۱۲۲، ۵۹۷ ج ۱۲۲، ۵۹۸ ج ۱۲۲، ۵۹۹ ج ۱۲۲، ۶۰۰ ج ۱۲۲، ۶۰۱ ج ۱۲۲، ۶۰۲ ج ۱۲۲، ۶۰۳ ج ۱۲۲، ۶۰۴ ج ۱۲۲، ۶۰۵ ج ۱۲۲، ۶۰۶ ج ۱۲۲، ۶۰۷ ج ۱۲۲، ۶۰۸ ج ۱۲۲، ۶۰۹ ج ۱۲۲، ۶۱۰ ج ۱۲۲، ۶۱۱ ج ۱۲۲، ۶۱۲ ج ۱۲۲، ۶۱۳ ج ۱۲۲، ۶۱۴ ج ۱۲۲، ۶۱۵ ج ۱۲۲، ۶۱۶ ج ۱۲۲، ۶۱۷ ج ۱۲۲، ۶۱۸ ج ۱۲۲، ۶۱۹ ج ۱۲۲، ۶۲۰ ج ۱۲۲، ۶۲۱ ج ۱۲۲، ۶۲۲ ج ۱۲۲، ۶۲۳ ج ۱۲۲، ۶۲۴ ج ۱۲۲، ۶۲۵ ج ۱۲۲، ۶۲۶ ج ۱۲۲، ۶۲۷ ج ۱۲۲، ۶۲۸ ج ۱۲۲، ۶۲۹ ج ۱۲۲، ۶۳۰ ج ۱۲۲، ۶۳۱ ج ۱۲۲، ۶۳۲ ج ۱۲۲، ۶۳۳ ج ۱۲۲، ۶۳۴ ج ۱۲۲، ۶۳۵ ج ۱۲۲، ۶۳۶ ج ۱۲۲، ۶۳۷ ج ۱۲۲، ۶۳۸ ج ۱۲۲، ۶۳۹ ج ۱۲۲، ۶۴۰ ج ۱۲۲، ۶۴۱ ج ۱۲۲، ۶۴۲ ج ۱۲۲، ۶۴۳ ج ۱۲۲، ۶۴۴ ج ۱۲۲، ۶۴۵ ج ۱۲۲، ۶۴۶ ج ۱۲۲، ۶۴۷ ج ۱۲۲، ۶۴۸ ج ۱۲۲، ۶۴۹ ج ۱۲۲، ۶۵۰ ج ۱۲۲، ۶۵۱ ج ۱۲۲، ۶۵۲ ج ۱۲۲، ۶۵۳ ج ۱۲۲، ۶۵۴ ج ۱۲۲، ۶۵۵ ج ۱۲۲، ۶۵۶ ج ۱۲۲، ۶۵۷ ج ۱۲۲، ۶۵۸ ج ۱۲۲، ۶۵۹ ج ۱۲۲، ۶۶۰ ج ۱۲۲، ۶۶۱ ج ۱۲۲، ۶۶۲ ج ۱۲۲، ۶۶۳ ج ۱۲۲، ۶۶۴ ج ۱۲۲، ۶۶۵ ج ۱۲۲، ۶۶۶ ج ۱۲۲، ۶۶۷ ج ۱۲۲، ۶۶۸ ج ۱۲۲، ۶۶۹ ج ۱۲۲، ۶۷۰ ج ۱۲۲، ۶۷۱ ج ۱۲۲، ۶۷۲ ج ۱۲۲، ۶۷۳ ج ۱۲۲، ۶۷۴ ج ۱۲۲، ۶۷۵ ج ۱۲۲، ۶۷۶ ج ۱۲۲، ۶۷۷ ج ۱۲۲، ۶۷۸ ج ۱۲۲، ۶۷۹ ج ۱۲۲، ۶۸۰ ج ۱۲۲، ۶۸۱ ج ۱۲۲، ۶۸۲ ج ۱۲۲، ۶۸۳ ج ۱۲۲، ۶۸۴ ج ۱۲۲، ۶۸۵ ج ۱۲۲، ۶۸۶ ج ۱۲۲، ۶۸۷ ج ۱۲۲، ۶۸۸ ج ۱۲۲، ۶۸۹ ج ۱۲۲، ۶۹۰ ج ۱۲۲، ۶۹۱ ج ۱۲۲، ۶۹۲ ج ۱۲۲، ۶۹۳ ج ۱۲۲، ۶۹۴ ج ۱۲۲، ۶۹۵ ج ۱۲۲، ۶۹۶ ج ۱۲۲، ۶۹۷ ج ۱۲۲، ۶۹۸ ج ۱۲۲، ۶۹۹ ج ۱۲۲، ۷۰۰ ج ۱۲۲، ۷۰۱ ج ۱۲۲، ۷۰۲ ج ۱۲۲، ۷۰۳ ج ۱۲۲، ۷۰۴ ج ۱۲۲، ۷۰۵ ج ۱۲۲، ۷۰۶ ج ۱۲۲، ۷۰۷ ج ۱۲۲، ۷۰۸ ج ۱۲۲، ۷۰۹ ج ۱۲۲، ۷۱۰ ج ۱۲۲، ۷۱۱ ج ۱۲۲، ۷۱۲ ج ۱۲۲، ۷۱۳ ج ۱۲۲، ۷۱۴ ج ۱۲۲، ۷۱۵ ج ۱۲۲، ۷۱۶ ج ۱۲۲، ۷۱۷ ج ۱۲۲، ۷۱۸ ج ۱۲۲، ۷۱۹ ج ۱۲۲، ۷۲۰ ج ۱۲۲، ۷۲۱ ج ۱۲۲، ۷۲۲ ج ۱۲۲، ۷۲۳ ج ۱۲۲، ۷۲۴ ج ۱۲۲، ۷۲۵ ج ۱۲۲، ۷۲۶ ج ۱۲۲، ۷۲۷ ج ۱۲۲، ۷۲۸ ج ۱۲۲، ۷۲۹ ج ۱۲۲، ۷۳۰ ج ۱۲۲، ۷۳۱ ج ۱۲۲، ۷۳۲ ج ۱۲۲، ۷۳۳ ج ۱۲۲، ۷۳۴ ج ۱۲۲، ۷۳۵ ج ۱۲۲، ۷۳۶ ج ۱۲۲، ۷۳۷ ج ۱۲۲، ۷۳۸ ج ۱۲۲، ۷۳۹ ج ۱۲۲، ۷۴۰ ج ۱۲۲، ۷۴۱ ج ۱۲۲، ۷۴۲ ج ۱۲۲، ۷۴۳ ج ۱۲۲، ۷۴۴ ج ۱۲۲، ۷۴۵ ج ۱۲۲، ۷۴۶ ج ۱۲۲، ۷۴۷ ج ۱۲۲، ۷۴۸ ج ۱۲۲، ۷۴۹ ج ۱۲۲، ۷۵۰ ج ۱۲۲، ۷۵۱ ج ۱۲۲، ۷۵۲ ج ۱۲۲، ۷۵۳ ج ۱۲۲، ۷۵۴ ج ۱۲۲، ۷۵۵ ج ۱۲۲، ۷۵۶ ج ۱۲۲، ۷۵۷ ج ۱۲۲، ۷۵۸ ج ۱۲۲، ۷۵۹ ج ۱۲۲، ۷۶۰ ج ۱۲۲، ۷۶۱ ج ۱۲۲، ۷۶۲ ج ۱۲۲، ۷۶۳ ج ۱۲۲، ۷۶۴ ج ۱۲۲، ۷۶۵ ج ۱۲۲، ۷۶۶ ج ۱۲۲، ۷۶۷ ج ۱۲۲، ۷۶۸ ج ۱۲۲، ۷۶۹ ج ۱۲۲، ۷۷۰ ج ۱۲۲، ۷۷۱ ج ۱۲۲، ۷۷۲ ج ۱۲۲، ۷۷۳ ج ۱۲۲، ۷۷۴ ج ۱۲۲، ۷۷۵ ج ۱۲۲، ۷۷۶ ج ۱۲۲، ۷۷۷ ج ۱۲۲، ۷۷۸ ج ۱۲۲، ۷۷۹ ج ۱۲۲، ۷۸۰ ج ۱۲۲، ۷۸۱ ج ۱۲۲، ۷۸۲ ج ۱۲۲، ۷۸۳ ج ۱۲۲، ۷۸۴ ج ۱۲۲، ۷۸۵ ج ۱۲۲، ۷۸۶ ج ۱۲۲، ۷۸۷ ج ۱۲۲، ۷۸۸ ج ۱۲۲، ۷۸۹ ج ۱۲۲، ۷۹۰ ج ۱۲۲، ۷۹۱ ج ۱۲۲، ۷۹۲ ج ۱۲۲، ۷۹۳ ج ۱۲۲، ۷۹۴ ج ۱۲۲، ۷۹۵ ج ۱۲۲، ۷۹۶ ج ۱۲۲، ۷۹۷ ج ۱۲۲، ۷۹۸ ج ۱۲۲، ۷۹۹ ج ۱۲۲، ۸۰۰ ج ۱۲۲، ۸۰۱ ج ۱۲۲، ۸۰۲ ج ۱۲۲، ۸۰۳ ج ۱۲۲، ۸۰۴ ج ۱۲۲، ۸۰۵ ج ۱۲۲، ۸۰۶ ج ۱۲۲، ۸۰۷ ج ۱۲۲، ۸۰۸ ج ۱۲۲، ۸۰۹ ج ۱۲۲، ۸۱۰ ج ۱۲۲، ۸۱۱ ج ۱۲۲، ۸۱۲ ج ۱۲۲، ۸۱۳ ج ۱۲۲، ۸۱۴ ج ۱۲۲، ۸۱۵ ج ۱۲۲، ۸۱۶ ج ۱۲۲، ۸۱۷ ج ۱۲۲، ۸۱۸ ج ۱۲۲، ۸۱۹ ج ۱۲۲، ۸۲۰ ج ۱۲۲، ۸۲۱ ج ۱۲۲، ۸۲۲ ج ۱۲۲، ۸۲۳ ج ۱۲۲، ۸۲۴ ج ۱۲۲، ۸۲۵ ج ۱۲۲، ۸۲۶ ج ۱۲۲، ۸۲۷ ج ۱۲۲، ۸۲۸ ج ۱۲۲، ۸۲۹ ج ۱۲۲، ۸۳۰ ج ۱۲۲، ۸۳۱ ج ۱۲۲، ۸۳۲ ج ۱۲۲، ۸۳۳ ج ۱۲۲، ۸۳۴ ج ۱۲۲، ۸۳۵ ج ۱۲۲، ۸۳۶ ج ۱۲۲، ۸۳۷ ج ۱۲۲، ۸۳۸ ج ۱۲۲، ۸۳۹ ج ۱۲۲، ۸۴۰ ج ۱۲۲، ۸۴۱ ج ۱۲۲، ۸۴۲ ج ۱۲۲، ۸۴۳ ج ۱۲۲، ۸۴۴ ج ۱۲۲، ۸۴۵ ج ۱۲۲، ۸۴۶ ج ۱۲۲، ۸۴۷ ج ۱۲۲، ۸۴۸ ج ۱۲۲، ۸۴۹ ج ۱۲۲، ۸۵۰ ج ۱۲۲، ۸۵۱ ج ۱۲۲، ۸۵۲ ج ۱۲۲، ۸۵۳ ج ۱۲۲، ۸۵۴ ج ۱۲۲، ۸۵۵ ج ۱۲۲، ۸۵۶ ج ۱۲۲، ۸۵۷ ج ۱۲۲، ۸۵۸ ج ۱۲۲، ۸۵۹ ج ۱۲۲، ۸۶۰ ج ۱۲۲، ۸۶۱ ج ۱۲۲، ۸۶۲ ج ۱۲۲، ۸۶۳ ج ۱۲۲، ۸۶۴ ج ۱۲۲، ۸۶۵ ج ۱۲۲، ۸۶۶ ج ۱۲۲، ۸۶۷ ج ۱۲۲، ۸۶۸ ج ۱۲۲، ۸۶۹ ج ۱۲۲، ۸۷۰ ج ۱۲۲، ۸۷۱ ج ۱۲۲، ۸۷۲ ج ۱۲۲، ۸۷۳ ج ۱۲۲، ۸۷۴ ج ۱۲۲، ۸۷۵ ج ۱۲۲، ۸۷۶ ج ۱۲۲، ۸۷۷ ج ۱۲۲، ۸۷۸ ج ۱۲۲، ۸۷۹ ج ۱۲۲، ۸۸۰ ج ۱۲۲، ۸۸۱ ج ۱۲۲، ۸۸۲ ج ۱۲۲، ۸۸۳ ج ۱۲۲، ۸۸۴ ج ۱۲۲، ۸۸۵ ج ۱۲۲، ۸۸۶ ج ۱۲۲، ۸۸۷ ج ۱۲۲، ۸۸۸ ج ۱۲۲، ۸۸۹ ج ۱۲۲، ۸۹۰ ج ۱۲۲، ۸۹۱ ج ۱۲۲، ۸۹۲ ج ۱۲۲، ۸۹۳ ج ۱۲۲، ۸۹۴ ج ۱۲۲، ۸۹۵ ج ۱۲۲، ۸۹۶ ج ۱۲۲، ۸۹۷ ج ۱۲۲، ۸۹۸ ج ۱۲۲، ۸۹۹ ج ۱۲۲، ۹۰۰ ج ۱۲۲، ۹۰۱ ج ۱۲۲، ۹۰۲ ج ۱۲۲، ۹۰۳ ج ۱۲۲، ۹۰۴ ج ۱۲۲، ۹۰۵ ج ۱۲۲، ۹۰۶ ج ۱۲۲، ۹۰۷ ج ۱۲۲، ۹۰۸ ج ۱۲۲، ۹۰۹ ج ۱۲۲، ۹۱۰ ج ۱۲۲، ۹۱۱ ج ۱۲۲، ۹۱۲ ج ۱۲۲، ۹۱۳ ج ۱۲۲، ۹۱۴ ج ۱۲۲، ۹۱۵ ج ۱۲۲، ۹۱۶ ج ۱۲۲، ۹۱۷ ج ۱۲۲، ۹۱۸ ج ۱۲۲، ۹۱۹ ج ۱۲۲، ۹۲۰ ج ۱۲۲، ۹۲۱ ج ۱۲۲، ۹۲۲ ج ۱۲۲، ۹۲۳ ج ۱۲۲

جو کہ میں جانتی ہوں کہ بجز حضرت علیؓ علیہ السلام کے کسی اور شخص کی تہلیل نہیں ہے۔

(شیخ ترمذی، معجم ترمذی، ج ۱، ص ۱۰۰)

## آنحضرت ﷺ کی شان میں ستائشی

چہ تمام نبیوں پر اور ہر پڑاؤں پر، اے محمدؐ! تو نے بھی نہیں سنی نہیں سنی، جبکہ مرزا غلام احمدؒ کی کتابوں نے ہر کار و بار و مروتہ المعانی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے حسن و حسنات پر بھی دست و زانی کی و تشبیہ کی ہے انکسالات کہ

”غوب تو جو کرے سن، کہ اب احمدؒ کی تجلی کا ہر نے کا وقت نہیں۔ جن اب  
حاجن، کتب کی، علی خدمت باقی نہیں۔ یوں کہ من۔ سے حد تک وہ عاں ظہر  
ہو چکا۔ ہرے قی، یوں کی اب ہر داشت نہیں اب چاند کی تہنہ کہ روشنی کی  
مضمر ہے اور وہ اندر کے رنگ میں نہ رہیں ہو۔“

(ابو نعیم، تہذیب، ج ۱، ص ۱۰۰)

”وہ غلام ابہامی کی، وہ عبارت پیچھے کر رہی ہے جس میں اس نے اپنے آپ کو ہر وہی مر  
ضایت کا ہر وہی قرار دے کر کہ ہے کہ یہ نبی خیر پہلے سے شہر اتوی اور اس ہے۔  
(پیشہ خدایہ، ص ۱۰۰) ہرے قی، ص ۱۰۰

نیز یہ تصدیق و اعجاز یہ میں (جسے قرآن کی طرح معجزہ قرار دیتے) کہ یہ شعر بھی کہے کہ

لہ حلف القمر المیروان لی

عما القمران المشرقان انکر



## اہل بیعت کی توہین

تلافی اور امداد کے لئے لکھتے ہیں

- ۱۔ "آخرت کے قلم نے کشتی کا موت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۲۔ "میں نے کہا کہ وہ اس ایلان میں رہیں، شمشیر کا شہید ہے۔ نہیں فرق ملو گا اور بڑا کرنے لگے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۳۔ "تمہارے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۴۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۵۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۶۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۷۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۸۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۹۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۱۰۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)

## شعائر اسلامی کی توہین

مرزا بشیر الدین صاحب لکھتے ہیں

- ۱۔ "میں نے کہا کہ وہ اس ایلان میں رہیں، شمشیر کا شہید ہے۔ نہیں فرق ملو گا اور بڑا کرنے لگے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۲۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۳۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۴۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۵۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۶۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۷۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۸۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۹۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)
- ۱۰۔ "میرے خدا کے جہاں اور مجھ اور مجھ کے خدا کے جہاں میں ہے۔" (ایک لکھی ۱۱۰۰ نمبر ۱) (۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء)

آگے کہتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کانا جائیگا۔ تم ذرہ کہ تم میں سے کوئی کانا جائے، پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا، آخر ماؤں کا دودھ سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“ (ہجرت الودیاء صفحہ ۴۵، ۴۶، مطبوعہ ۱۳۳۶ھ)

”آج جلسہ کا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے، جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں، اسلئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔“

(برکات خلافت صفحہ ۱۷۱ قادیان ۱۹۱۴ء)

اور مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں: ع

زمین قادیان اب محترم ہے      ہجوم خلق سے ارض حرم ہے  
(درشیں صفحہ ۵۴)

اسلام اور مسلمانوں کی محرم ترین شخصیات انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کی شان میں ایسی حکم کھلا گستاخیوں کے بعد مرزا غلام احمد جیسے شخص کو، نبی، رسول، اللہ کا بروز، خاتم انبیاء اور محمد مصطفیٰ ﷺ، جیسے خطابات دیئے گئے، اس کے مریدوں کو صحابہ کرام کہا گیا اور ان کے ساتھ رضی اللہ عنہم لکھا گیا۔ مرزا غلام احمد کی بیوی ام المومنین قرار دی گئی، مرزا کے جانشینوں کو خلفاء اور صدیقین کے لقب عطا ہوئے قادیان ارض حرم اور ”ام القریٰ“ کہلایا اور اسلام ہے تو صرف قادیانیوں کے مذہب میں۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو



## مرزا صاحب کے چند الہامات

معزز ارکانِ اسیلی کی معلومات اور دلچسپی کیلئے مرزا صاحب کے چند خاص الہامات اور ان کی زندگی کے چند اہم گوشے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ یہ اندازہ کر سکیں کہ مرزائی صاحبان جس شخص کو نبی اور رسول کہتے ہیں وہ کیا تھا؟ اور عقیدہ ختم نبوت سے قطع نظر اس مزاج اور انداز کے انسان میں کیسی ووردور "نبوت" کے مقدس منصب کی کوئی بونظر آتی ہے؟ یہی الہامات کو بیچے جو بلا تہرہ حاضر ہیں:

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔"

(نزولِ اسحٰی ص ۵۵ مصنف مرزا صاحب) (دخ، ج ۱۸ ص ۳۳۵)

حالانکہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

(ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی ہی قوم کی زبان میں تاکہ انہیں سہول کر دے)

اسی طرح خود مرزا صاحب نے بھی ہضم معرفت صفحہ ۲۰۹ میں تحریر کیا ہے:

"بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام

اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا

یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہو جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔"

(دخ، ج ۲۸ ص ۲۳)

اب مرزا صاحب کے ایسے الہامات اور مکاشفات ملاحظہ فرمائیے قرآن حکیم اور اپنے فیصلے

کے خلاف مرزا صاحب کو ان زبانوں میں بھی الہامات ہوئے ہیں جنکو وہ خود بھی نہیں سمجھ سکتے۔ ہم

بطور نمونہ مرزا صاحب کے چند الہام مودع ذیل کرتے ہیں:



کتاب میں ایسا ایک کس بہ کثرت صومعہ ہوتا تو یہ کہ اس کے پاس  
 نے بہت سارے بیویاں۔ اس میں اس کے پاس اس کا بیویاں  
 کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 تو۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔

مرد کی اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 یہ وہی ہے کہ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔

۱۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔

۲۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔

۳۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔

۴۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔  
 اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔

اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔ اس کے پاس بہ کثرت۔



## مرزا صاحب کی پیشینگوئیاں

م : اگلام احمد قادیانی صاحب قادیانی تحریک سے تھے میں کہ

”ہدّیہ الیوم کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جاننے کیلئے ہماری پیشینگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محب و متحان نہیں ہو سکتا۔“

(آئینہ مآلات اسلام صفحہ ۲۸۸ ص ۲۸۸) (پیشینگوئی، ص ۲۸۸)

اب ہم یہاں مرزا غلام احمد صاحب کی صرف دو پیشینگوئیاں بخور نمونہ آگئے۔ سامنے رکھتے ہیں جنہیں پورے کیلئے جذب مرزا صاحب نے اپنی پوئی کا زور لگایا، جیسے حوالے کئے لوگ استعمال کیے اور یہاں تک کہ شہادت دینے کی بھی پیشینگوئی کی طرف اشارہ ہو رہی ہے۔

### محمدی بیگم سے نکاح

مرزا صاحب کی بیچازاد بہن کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا۔ والد اس لڑکی کا اپنے کسی مفروضی کام سے لئے مرزا صاحب کے پاس آیا۔ پہلے تو مرزا صاحب نے شخص مذکور کو بیویوں پرانوں سے ڈالنے کی کوشش کی مگر جب وہ کسی طرح بھی نہ نالا اور اس کا اصرار بڑھتا تو مرزا صاحب نے اندام میں کا نام لیکر ایک عدد پیشینگوئی کر دی کہ ”خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ابھارے گا کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہو سکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دے“

(آئینہ مآلات اسلام صفحہ ۲۸۸ ص ۲۸۸) (پیشینگوئی، ص ۲۸۸)

وہ شخص غیرت کا پتہ تھا۔ یہ بات سن کر وہ اس چلا گیا۔ مرزا صاحب نے بعد ازاں ہر چند کوشش کی مگر جتنی جھکیاں ولاج و غرض ہر طریقہ کو استعمال کیا مگر وہ شخص کسی طرح بھی راضی نہ ہوا کہ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا صاحب سے چیلنج کر دیا کہ

”میں اس پیشینگوئی کو اپنے صدق و کذب کیلئے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا سے

خبر پانے کے بعد تمہارا ہوں۔“

(الحق بولانی، مکتبہ صمدیہ ص ۲۸۸ ص ۲۸۸) (پیشینگوئی، ص ۲۸۸)

اور فرمایا کہ:

”ہر ایک روک دہر کرنے کے بعد (اس لڑکی کو خدا تعالیٰ) انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لا دے گا۔“

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۱) چرخ، ج ۵ ص ۲۸۶

آخر کار مرزا صاحب کی ہزبر کوششوں کے باوجود محمدی بیگم کا نکاح اُن سے نہ ہوسکا اور سلطان محمد نانی ایک صاحب سے انکی شادی ہوگئی۔ اس موقع پر مرزا صاحب نے پھر پیشگوئی کی کہ: ”نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح بدل نہیں سکتی۔“

آگے اپنا الہام ان الفاظ میں بیان کیا:

”میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر کبھی نہیں بدلیگی۔“ (مجموعہ اشتہارات صفحہ ۳۳ جلد ۲ طبع ربیعہ ۱۹۷۲ء)

اور ایک موقع پر یہ دعا کی کہ:

”اور احمد بیگ کی دختر کاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا، یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو غلطی اللہ پر حجت ہو۔ اور اگر اسے خداوند ایہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے مامراوی اور دولت کے ساتھ ہلاک کر۔“

(مجموعہ اشتہارات صفحہ ۱۱۶ ج ۲ طبع ربیعہ ۱۹۷۲ء)

لیکن محمدی بیگم بدستور اپنے شوہر کے گھر میں رہیں اور مرزا صاحب کے نکاح میں نہ آنا تھا نہ آئیں اور مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیفے کے مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے۔

(حیات نامہ صفحہ ۱۳)

اسکے بعد کیا ہوا؟ مرزا صاحب کے تھیلے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے۔ قہر از ہیں:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبدالغفور سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ تک رہے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دیئے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکے (تنگے) میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب (مرزا مولف) سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقد زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اسلئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بد نیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا، کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ چاہے جانے کا موجب ہوئے۔“

(سیرۃ الہدی صفحہ اول طبع دوم صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴)

حالانکہ جناب مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں کہ

”ہم ایسے مرشد اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بھی بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے گھر سے، اپنے فریب سے ان کے پوری ہونے کی کوشش کرے اور  
 کر اوسے۔“ (سراج خیر صفحہ ۲۳ طبع قادیان) ۱۲ رجب ۱۳۷۲ھ

اور محمدی بیگم اپنے خاندن مرزا سلطان محمد کے گھر تقریباً چالیس سال بغیر خوبی آباد رہیں اور اب لاہور میں اپنے ہونہار جواں سال مسلمان بیٹوں کے ہاں ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو انتقال فرمائیں۔

اننا لله وانا اليه راجعون۔ (بفتہ دار الامت مسلم لاہور شاعت ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء)





ہیں اس لئے کہ ہم نے یہ دیکھا کہ ان کی تہذیبوں میں جو کچھ ان کی تہذیبوں میں ہے۔  
 وہ ان کی تہذیبوں میں ہے۔ ان کی تہذیبوں میں ہے۔ ان کی تہذیبوں میں ہے۔  
 ان کی تہذیبوں میں ہے۔ ان کی تہذیبوں میں ہے۔ ان کی تہذیبوں میں ہے۔

[illegible]

اور اس قادیانی غصہ نے یہ مزید بھی مہر لگا دیا ہے کہ اُن کے لیے صاحبِ دین نے نہ صرف ادا نام لے کر لیا، بلکہ روایتِ حدیثی کے ساتھ جو پورے اقصیٰ ممالک میں پھیل چکے ہیں، ان میں بھی انھیں پھیلنے اور پھیلنے کے لئے کھانا پکھانا کر دیا ہے۔

[illegible]

بھینکد یہ اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر سرعت کے ساتھ اپنی لٹ آئے اور ہم  
بھی آپ کے ساتھ جلدی وہ جس چلے آئے اور کسی نے بھی منہ پھیر کر پیچھے  
کی طرف نہیں دیکھا۔“

(سیرۃ النبی ص ۸۷ ج ۱ ص ۱۰۷ دوم)

مردن میں ایسا سخت جان تھا کہ بھائے پانچ کے چھ ستمبر کا سورج بھی غروب ہو گیا مگر وہ  
نہرا اور یہ پیشگوئی بھی مہوئی تھی۔

تم ہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ دشنام طرازی کبھی نہیں  
کرتے انہوں نے کبھی گالیوں کے جواب میں بھی گالیاں نہیں دیں۔ اس معیار کے مطابق مرزا  
صاحب کی مندرجہ ذیل عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

علماء کو گالیاں

۱۔ اے بد ذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے؟ کب وہ  
وقت آئے گا کہ تم یہودیہ نسل کو چھوڑو گے اسے ختم ہو لو تو تم پر افسوس! کہ تم  
نے جس بے ایمانی کا یہاں یہودی عوام کا لالچام لاد بھی چلایا۔

(انجامِ حق ص ۱۱۱) (پورخ، ج ۱ ص ۲۱)

۲۔ بعض جو میں حاد و ثقیں اور فطیری اور مولویت کے شتر مرغ۔

(انجامِ حق ص ۱۱۱) (پورخ، ج ۱ ص ۲۱)

۳۔ مگر یہاں یہ لوگ قسمیں کھاتے ہیں؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ بھوئے ہیں اور  
نتوں کی طرح بھوئے کا مردانہ رہے ہیں۔

(ضمیمہ انجامِ حق ص ۱۱۱) (پورخ، ج ۱ ص ۲۱)

۱۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۲۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۳۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۴۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۵۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے

۱۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۲۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۳۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۴۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۵۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے

۱۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۲۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۳۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۴۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۵۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے

## مسلمانوں کو کیا

۱۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۲۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۳۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۴۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۵۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے

۱۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۲۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۳۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۴۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے  
 ۵۔ کہ جو پتھر کے دانوں کے گرنے سے پیدا ہوا ہے

۹۔ اِنَّ الْعَدَا صَارُوْا اَحْبَاۤءِہٖرَ الْفَلَآ

وِیْسَانُہُمْ مِّنْ دُوْنِہِیْنَ اِلَّا کَلْبٌ

(عجم الہدیٰ صفحہ ۱۰، مصنف مرزا غلام احمد) (ترغ، ج ۱۳، ص ۵۳)

ترجمہ: میرے دشمن جنگلوں کے سوکر ہو گئے۔ اور اُن کی عورتیں کتوں سے بڑھ کر ہیں۔

۱۰۔ جو شخص اپنی شرارت سے ہر بار کہے گا (کہ پادری انتقم کے زندہ رہنے سے مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط اور عیسائیوں کی فتح ہوئی) اور کچھ شرم و حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زنا نہیں۔

(الوار لا سلام صفحہ ۳۰، مصنف مرزا غلام احمد) (ترغ، ج ۱۳، ص ۳۱)

یہ شیریں زبانی ملاحظہ فرمائیے اور مرزائیوں سے پوچھیے!

محمدؐ بھی تیرا، جبریلؑ بھی، قرآن بھی تیرا  
مگر یہ حرف شیریں ترجمان تیرا ہے یا میرا

لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ

میری امت گمراہی پر ہرگز جمع نہیں ہوگی

حدیث نبوی (ابن ماجہ صفحہ ۲۹۲ ابواب النبی)

## عالم اسلام کا فیصلہ

گذشتہ صفحات میں جو ناقابل انکار دلائل پیش کئے گئے ہیں، ان کی وجہ سے اس بات پر پوری اہمیت اسلامیہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ مرزائی مذہب کے متبعین کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔ ہم اپنی اس یادداشت کے ساتھ علماء کرام کے ان فتاویٰ اور حدیثی مقدمات کے فیصلوں کی مطبوعہ نقول بطور غیر مسلک سر رہے ہیں جو عالم اسلام کے مختلف مکاتب فکر، مختلف حلقوں اور اداروں نے شائع کیے ہیں۔ لیکن ان کا خلاصہ ذیل میں پیش خدمت ہے۔

## فتاویٰ

مرزائیوں کے کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہونے پر عالم اسلام میں جو فتوے دیئے گئے ان کا شرابی مشکل ہے۔ تاہم چند اہم مضبوط فتاویٰ کا حوالہ درج ذیل ہے۔

﴿۱﴾ جب ۱۳۳۶ھ (۱۹۰۸ء) میں ایک استفتاء بر صغیر کے تمام مکاتب فکر سے کیا گیا تھا جو ”فتاویٰ کثیرۃ الریان“ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس میں دیوبند، سیارنیور، تھانہ بھون، رائے پور، دہلی، کلکتہ، بنارس، لکھنؤ، مگرا، مراوا، آباد، لاہور، امرتسر، لدھیانہ، پشاور، راولپنڈی، تھان، ہوشیار پور، گورداسپور، جہلم، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات، حیدرآباد دکن، بھوپال، اور رام پور کے تمام مکاتب فکر اور دینی مراکز کے علماء نے باتفاق مرزائیوں کو کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو فتویٰ کثیرۃ الریان شائع کردہ کتب خانہ عزادید دیوبند۔ ضمیمہ ہر شمار)

﴿۲﴾ اسی قسم کا ایک فتویٰ ۱۹۲۵ء میں دفتر اہل حدیث امرتسر کی طرف سے ”فتح کماج مرزائیاں“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے، اور اس میں بر صغیر کے تمام مکاتب فکر کے علماء کے دستخط موجود ہیں۔

﴿۳﴾ مقدمہ بمادہ پور میں جو قادیانی پیش ہوئے ہیں ان میں برصغیر کے علاوہ بلاد عربیہ کے قادیانی بھی شامل تھے۔

(دیکھیے نوئی مندرجہ بحث شرعیہ)

﴿۴﴾ ایک فتویٰ ”موسسة مكة للطباعة والاعلام“ کی طرف سے سعودی عرب میں شائع ہوا ہے جس میں حرمین شریفین، بلاد حجاز و شام کے مختلف مکاتب فکر کے علماء کا فیصلہ درج ہے اس کے چند جملے یہ ہیں:

”لا شك ان الذناب من القاديانية واللاهورية كلها كفرون“

(القاديانية قتل نظر علماء الامة الاسلامية صفحة ۱۱ طبع مكة المكرمة)

ترجمہ: ”اس میں شک نہیں کہ مرزا غلام احمد کے تمام عقیدین خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری سب کافر ہیں۔“

پاکستان کے ۳۳ علماء کا مطالبہ ترمیم

۱۹۵۳ء میں پاکستان کے دستور پر غور کرنے کیلئے تمام کاتب فکر کے مسئلہ نمائندہ علماء کا جو مشہور اجتماع ہوا اس میں ایک ترمیم یہ بھی تھی کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے کر پنجاب اسمبلی میں ان کے لئے ایک نشست مخصوص کر دی جائے اور دوسرے علاقوں سے قادیانیوں کو بھی اس نشست کے لئے کھڑے ہونے اور ووٹ دینے کا حق دے دیا جائے۔ اس ترمیم کو علماء نے ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے:

ترمیم

”یہ ایک نہایت ضروری ترمیم ہے جسے ہم پورے اصرار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ملک کے دستور سازوں کے لئے یہ بات کسی طرح سوزوں ہمیں ہے کہ وہ

اپنے ملک کے حالات اور مخصوص اجتماعی مسائل سے بے پرواہ ہو کر محض اپنے ذاتی نظریات کی بنا پر دستور بنانے لگیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ملک کے جن علاقوں میں قادیانیوں کی بڑی تعداد مسلمانوں کے ساتھ ملی جلی ہے وہاں اس قادیانی مسئلے نے کس قدر نازک صورت حال پیدا کر دی ہے۔ ان کو بچھلے دور کے بیرونی حکمرانوں کی طرح نہ ہونا چاہیے جنہوں نے ہندو مسلم مسئلہ کی نزاکت کو اس وقت تک محسوس کر کے ہی نہ دیا جبکہ متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ دونوں قوموں کے فسادات سے خون آلودہ ہو گیا۔ جو دستور ساز حضرات خود اس ملک کے رہنے والے ہیں، ان کی یہ غلطی بڑی افسوسناک ہوگی کہ وہ جب تک پاکستان میں قادیانی مسلم تصادم کو آگ کی طرح بھڑکتے ہوئے نہ دیکھیں اس وقت تک انہیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ یہاں ایک قادیانی مسلم مسئلہ موجود ہے جسے حل کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اس مسئلہ کو جس نے نزاکت کی آخری حد تک پہنچو دیا ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی ایک طرف مسلمان بن کر مسلمانوں میں گھسے بھی ہیں اور دوسری طرف عقائد، عبادات اور اجتماعی شیرازہ بندی میں مسلمانوں سے نہ صرف الگ بلکہ ان کے خلاف صف آراء بھی ہیں۔ اور مذہبی حور پر تمام مسلمانوں کو علانیہ کاغذ قرار دیتے ہیں اس خرابی کا علاج آج بھی یہی ہے اور پہنچے بھی یہی تھا (جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے اب سے بیس برس پہلے فرمایا تھا) کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے دیا جائے۔“

## رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد

مکہ مکرمہ کے مقدس شہر میں جو مرکز اسلام کی حیثیت رکھتا ہے، رجب الاول ۱۳۹۴ھ مطابق اپریل ۱۹۷۴ء میں پورے عالم اسلام کی دینی تنظیموں کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا جس

میں اسلامی ممالک بلکہ مسلم آبادیوں کی ۳۳ تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ یہ مراکش سے لیکر انڈونیشیا تک کے مسلمانوں کا ایک نمائندہ اجتماع تھا۔ اس میں مرزا ایت کے بارے میں جو قرارداد منظور ہوئی وہ مرزا ایت کے کفر ہونے پر تازہ ترین اجماع امت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس قرارداد کا متن حسب ذیل ہے۔

القادیانیہ نحلۃ ہذامۃ تتخذ من اسم الاسلام شعاراً لتسویۃ أغراضہا الخبیۃ وأسرۃ مخالفتہا للإسلام ادعاءً وعمیہا التورۃ وتحریف النصوص القرآنیۃ وإبطالہم للجهاد، القادیانیۃ رعیۃ الاستعمار البریطانی ولا تظهر الا فی ظل حمایتہ تسخون القادیانیۃ قضایا الامۃ الاسلامیۃ وتقف موالیۃ للاستعمار والصیوۃ تتعاون مع القوى الساعۃ للإسلام وتتخذ هذه القوى وجہۃ تحطیم العقیدۃ الاسلامیۃ وتحریفہا وذلك بما یأتی

۱:- انشاء معابد تمولہا القوى المعادیۃ ویتم فیہا التصلیل بالكفر القادیانی المصروف .

ب:- فتح مدارس ومعاهد وملاجی للائتام فیہا جمیعاً تمارس القادیانیۃ نشاطہا التخریبی لحساب القوى المعاویۃ للإسلام وتقوم القادیانیۃ بنشر ترجمات معرّفۃ لمعانی القرآن الکریم بمحتلف اللغات العامیۃ ولمقاومۃ حطرها قرر المؤتمر

۱. تقوم کل ہینۃ اسلامیۃ بحصر النشاط القادیانی فی معابدہم ومدارسہم وملاجئہم وکل الامکۃ الّتی یمارسون فیہا نشاطہم الہدام فی منطقتہا وکشف القادیانیین والتعریف بہم للعالم الاسلامی نقادیاً للوقوع فی حبالہم

۲ اعلان کفر هذه الطائفة وحروجه علی الاسلام .



۳. عدم التعامل مع القادیانیین اور الاحمدیین ومقاطعتهم اقتصادياً واجتماعياً  
رثقافياً وعدم التزوج منهم وعدم دفنهم فی مقابر المسلمین ومعاملتهم  
باعتبارهم کفاراً .
۴. مطالبة الحكومات الاسلامیة بمنع کل نشاط لاجباع مرزا غلام احمد  
مدعی النبوة واعتبارهم اقلیة غیر مسلمة ومنعون من تولی الوظائف  
الحساسة للدولة
۵. نشر مصورات لکل التحریفات القادیانیة فی القرآن الکریم مع حصر  
الترجمات القادیانیة للمعانی القرآن والتنبیه علیها ومنع تداول هذه  
الترجمات .

## ترجمہ قرار داد

قادیانیت ایک باطل فرقہ ہے۔ جو اپنی اغراض خبیثہ کی تکمیل کیلئے اسلام کا لہادہ اوڑھ کر  
اسلام کی بنیادوں کو ڈھاننا چاہتا ہے۔ اسلام کے قطعی اصولوں سے اسکی مخالفت ان باتوں سے واضح  
ہے۔

الف: اس کے بانی کا دعویٰ نبوت کرتا۔

ب: قرآنی آیات میں تحریف۔

ج: جہاد کے باطل ہونے کا فتویٰ دینا۔

قادیانیت کی داغ بیل برطانوی سامراج نے رکھی اور اسکی نے اسے پروان چڑھایا۔ وہ  
سامراج کی سرپرستی میں سرگرم عمل ہے۔ قادیانی اسلام دشمن قوتوں کا ساتھ دے کر مسلمانوں کے  
مقادات سے غدار کی کرتے ہیں اور ان طاقتوں کی مدد سے اسلام کے بنیادی عقائد میں تحریف و تبدیل  
اور بیخ کنی کے نئے کئی چھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً۔

الف وہیں میں مسجد کے نام پر اسلام کے ناقصان کی کلمات سے ارتداد ہے۔  
قائم رہے۔

بہ ہر اس شخص کو جو ایمان کے نام پر غیر مسلم قوتوں میں رہا  
سے ان کی حالت متاثر نہیں۔

نہ وہاں کے مختلف لوگوں میں قرآن کریم کے تفسیر کے نام پر لوگوں کی شہادت دینا  
نہ انہماک کے پیش نظر کہ قرآن میں ہے کیا یہ کہ

ایک جرح پر اس کی تفسیر اور معاملات کا فیصلہ سے کہ وہی وہی اور ان کی قسمیں  
میں سرگرمیوں میں ان کے معجزہ اور آثار کے نام پر ایمان کے نام پر اور اس کے بعد ان کے  
کچھ کے ہونے والے منکروں اور ان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر  
تجربہ کیا جائے۔ نیز

الف اس کے نام پر کفر و کفر کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر  
سے ان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر  
مسلمان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر ایمان کے نام پر  
ایک جرح پر اس کی تفسیر اور معاملات کا فیصلہ سے کہ وہی وہی اور ان کی قسمیں

بہ ہر اس شخص کو جو ایمان کے نام پر اسلام کے ناقصان کی کلمات سے ارتداد ہے۔  
قائم رہے۔

نہ وہاں کے مختلف لوگوں میں قرآن کریم کے تفسیر کے نام پر لوگوں کی شہادت دینا  
نہ انہماک کے پیش نظر کہ قرآن میں ہے کیا یہ کہ





مدعیہ کی طرف سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کا ذب مدعی نبوت ہیں اسلئے مدعا علیہ بھی مرزا صاحب کو نبی تسلیم کرنے سے مراد قرار دیا جائے گا۔ لہذا ابتدائی نتیجعات جو ۳ نومبر ۱۹۴۶ء کو عدالت متعین احمد پور شرقیہ سے وضع کی گئی تھیں بحق مدعی ثابت قرار دی جا کر یہ قرار دیا جاتا ہے کہ مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مراد ہو چکا ہے لہذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے منسوخ ہو چکا ہے اور اگر مدعا علیہ کے عقائد کو بحث مذکورہ بالا کی روشنی میں دیکھا جاوے تو بھی مدعا علیہ کے ادعا کے مطابق مدعیہ یہ ثابت کرنے میں کامیاب رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی امتی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور کہ اس کے علاوہ جو دیگر عقائد مدعا علیہ نے اپنی طرف منسوب کئے ہیں وہ عام اسلامی عقائد کے مطابق ہیں لیکن ان عقائد پر وہ انہی معنوں پر عمل پیرا سمجھا جاوے گا۔ جو معنی کہ مرزا صاحب نے بیان کئے ہیں اور یہ معنی چونکہ ان معنوں کے مغائر ہیں جو جمہور امت آج تک سنی آئی، اس لئے بھی وہ مسلمان نہیں سمجھا جاسکتا ہے اور ہر دو صورتوں میں وہ مرتد ہی ہے اور مرتد کا نکاح ارتداد سے منسوخ ہو جاتا ہے۔ لہذا اگر یہ بدیں مضمون بحق مدعیہ صادر کی جاتی ہے کہ وہ تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے اس کی وجہ نہیں رہیں۔ مدعیہ خرچہ مقدمہ بھی ازاں مدعا علیہ لینے کی حق دار ہوگی۔

اس ضمن میں مدعا علیہ کی طرف سے ایک سوال یہ پیدا کیا گیا ہے کہ ہر دو فریق چونکہ قرآن مجید کو کتاب اللہ سمجھتے ہیں اور اہل کتاب کا نکاح جائز ہے اس لئے بھی مدعیہ کا نکاح فتح قرآن نہیں دینا چاہئے۔ اس کے متعلق مدعیہ کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ جب دونوں فریق ایک دوسرے کو مرتد کہتے ہیں تو ان کو اپنے اپنے عقائد کی رو سے بھی ان کا باہمی نکاح قائم نہیں رہتا۔ لہذا دونوں اہل کتاب





۱۔ مسلمانوں میں یہ بات چل رہی تھی کہ سید محمد شاد بیگ نے اپنے بیگ کے  
 ساتھ ساتھ لے لے

۲۔ مسلمانوں میں یہ بات چل رہی تھی کہ سید محمد شاد بیگ نے اپنے بیگ کے

۳۔ مسلمانوں میں یہ بات چل رہی تھی کہ سید محمد شاد بیگ نے اپنے بیگ کے  
 ساتھ ساتھ لے لے

۴۔ مسلمانوں میں یہ بات چل رہی تھی کہ سید محمد شاد بیگ نے اپنے بیگ کے  
 ساتھ ساتھ لے لے

۵۔ مسلمانوں میں یہ بات چل رہی تھی کہ سید محمد شاد بیگ نے اپنے بیگ کے  
 ساتھ ساتھ لے لے

۶۔ مسلمانوں میں یہ بات چل رہی تھی کہ سید محمد شاد بیگ نے اپنے بیگ کے  
 ساتھ ساتھ لے لے

۷۔ مسلمانوں میں یہ بات چل رہی تھی کہ سید محمد شاد بیگ نے اپنے بیگ کے  
 ساتھ ساتھ لے لے

۸۔ مسلمانوں میں یہ بات چل رہی تھی کہ سید محمد شاد بیگ نے اپنے بیگ کے  
 ساتھ ساتھ لے لے

۹۔

۱۰۔ مسلمانوں میں یہ بات چل رہی تھی کہ سید محمد شاد بیگ نے اپنے بیگ کے



## مقدمہ جیمس آباد کا فیصلہ

فیل سوٹ نمبر ۹۹۶۹ء

مسماقہ المہادی دختر سردار خان مدعیہ بنام حکیم نذیر احمد برقی مدعا علیہ مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدعیہ جو ایک مسلمان عورت ہے کی شادی مدعا علیہ کے ساتھ جس نے شادی کے وقت خود اپنا قادیانی ہونا تسلیم کیا ہے اور اس طرح خود غیر مسلم قرار پایا ہے، غیر مؤثر ہے اور اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں مدعیہ اسلامی تعلیمات کے مطابق مدعا علیہ کی بیوی نہیں۔

تین نکاح کے بارے میں مدعیہ کی درخواست کا فیصلہ اس کے حق میں کیا جاتا ہے اور مدعا علیہ کو ممانعت کی جاتی ہے کہ وہ مدعیہ کو اپنی بیوی قرار دے۔ مدعیہ اس مقدمے کے اخراجات بھی وصول کرنے کی حقدار ہے۔

یہ فیصلہ ۱۳ جولائی ۱۹۷۰ء کو شیخ محمد رفیع گریج کے جانشین جناب قیصر احمد میدتی نے جو ان کی جگہ جیمس آباد کے سول اور فیملی کورٹ جج مقرر ہوئے ہیں کھلی عدالت میں پڑھ کر سنایا۔

## ماریشس سپریم کورٹ میں سب سے بڑا مقدمہ

مسجد روزاں کے مقدمہ کو سب سے بڑا مقدمہ کہا جاتا ہے کیونکہ پورے دو سال تک سپریم کورٹ نے بینات لئے، شہادتیں سنیں اور پہلی مرتبہ یہ فیصلہ دیا کہ:

”مسلمان الگ امت ہیں اور قادیانی الگ“

یہ مقدمہ لڑنے کے لئے مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں نے دوسرے ممالک سے مشہور وکلے، منکوائے۔ قادیانیوں سے مسجد واپس لینے کے سلسلے میں روزاں کے جن مسلمانوں نے کام کیا ان میں محمود بخش جی، املیل حسن جی، ابراہیم حسن جی، قابل ذکر ہیں یہ لوگ وہاں کے تجارتی حلقوں میں بڑا



## مصور پاکستان علامہ اقبال کی رائے

”فرمیں شاعر مشرق مصوریہ امتان حیدر اقبال صاحب کے کچھ اشارات پیش  
کے جاتے ہیں۔ انہوں نے حرز نیت کی مہرہ اثنیٰ تھیں برائے ساری امت  
کو اس خطرے سے بچا دیا کرتے کیسے پروردگار کے لئے جس ان تمام مضامین کو  
یہاں پیش کرنا مشکل ہے۔ بہتہ چند خطروں کی اقبالیات پیش خدمت ہیں۔ وہ  
مضمینیں کہ ۱۔ جون کی اشاعت میں فرماتے ہیں ”اسلام بڑا ایک دینی  
جماعت ہے جس کی حدود مقرر ہیں یعنی وحدت اور نیت پر ایمان انبیاء پر ایمان  
اور رسول کریم کی اتم رسالت پر ایمان۔“ دراصل یہ سب کچھ یقین ہی وہ ایک  
حقیقت ہے جو مسلمہ و رومیہ مسلم کے درمیان مباہلہ کرتے اور اس امر کے لئے  
فیصلہ دینے کے فروغ اور امت اسلام میں شعلے بنے ہیں ”امت برصغیر پر  
یقین رکھتے ہیں اور حال کر یہ موضوع کا فیصلہ کرتے ہیں انہیں مسلمہ اسلام میں  
میں شہ نہیں کیا جاسکتا۔“ کیونکہ قادیانوں کی حرج وہ اچھا دئے فریادوں کی کہ  
تسمیں پر ایمان دیتے ہیں اور رسول کریم کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔  
جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ اس اسلامی فرقہ اس حد تک صلی کو بدلتے کی جسارت  
نہیں کرے۔ ایمان میں بدلتے کے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹا دینے نہیں  
سکتے اس لئے انہوں نے بہتہ ایک ایک بہتہ ہیں۔ اور مسلمانوں میں شامل  
نہیں ہیں۔ میری رائے میں تو قادیانیوں کے سامنے صرف دو راستے ہیں۔  
یا وہ ایمان کی تجدید کریں یا پھر ختم نبوت کی چیلنج کو قبول کر اس اصول کو اسے  
پارے منہ سے سحر قبول کریں۔ ان کی جدیدہ نہیں تھیں اس فرض سے میں  
کہ ان کا شمار وحدۃ اسلام میں ہوتا ہے انہیں یہ بھی فائدہ پہنچ نہیں۔“

(نور اقبال، جلد ۱۲، ۱۹۸۱ء، ص ۵۵۵)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں

”نام نہاد قلعیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تہذیبی پہلو پر بھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوائے استغفر سے جذبے سے بھی جاری کر دیا۔ بعض ایسے ہی نام نہاد قلعیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو دلاوری کا مشورہ دیا ہے۔“ (حرف اقبال صفحہ ۶۱)

آگے بندہ، ستان کی غیر مسلم حکومت سے خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حکومت کو، درجہ صورت حال پر غور کرنا چاہیئے اور اس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہیئے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جہد متحمل نہیں کر سکتے بلکہ تین (دین کے ساتھ کھیل) کرتے پائے، اس کے دعاوی و تقریر و تحریر کے ذریعہ بھڑایا جائے۔ پھر یہ مناسب ہے کہ اصل جہد کو رد و اداری کی تاقین کی جائے، حالانکہ اس کی وحدت خطرے میں ہو۔ اور باقی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو۔“

اگر کوئی گروہ جو اصل جماعت کے نقطہ نظر سے باغی ہے حکومت کے لئے مفید ہے تو حکومت اس کے خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی، لیکن یہ توقع رکھنی بیکار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کر دے جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں۔“

کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے مجتہد فقہان کے فیصلے کو ایک دوسرے کا فخر قرار دیتے ہیں  
لہذا اگلے نواس کا کوئی اعتبار نہیں باقی رہا جب احیاء کے شاعر مشرق تحریر فرماتے ہیں  
"اس مسئلہ پر یہ سوائے ان کے ظاہر و باطن میں یہ مسلمانوں کے بیرونہ فقیہوں کے  
مذہبی تقاضوں کا اہل بیرونی مسائل پر توجہ نہیں دیتا۔ جس مسئلہ پر مسلمانوں نے  
محقق قرار دیا چاہے ایک دوسرے پر ان کے فتوے ہی دیتے ہوں۔"

(حررے کہاں سنو، ۱۹۰۸ء)

پیش مشرق قدرا بی مسد کے ظل تو رہتے ہوئے فرماتے ہیں  
"میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں  
کو ایک ایک جماعت تسلیم کرے۔ قادیانیوں کی پستی کے لئے یہ مصدق ہوگا  
اور مسلمانوں کے لئے یہی مسئلہ ہی ہے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے  
معاہدے میں اختیار کرتا ہے۔"

(افاق)

یہ دوست یہ ہے کہ جو مسلمان اقبال مرحوم کے انگریزی کی حکومت کے نیا خطاب جو ممکنات شاعر  
مشرق نے خوابوں کی تعمیر کی حیثیت سے انہیں کاہنہ ملینہ و جود میں آتی ہے۔ یہ اس کا فریاد ہے کہ وہ  
جس مشرق کی اس آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ۛۛۛ

## ضمیمہ

### بعض مرزائی مغالطے، چند شبہات کا ازالہ

بعض مسلمانوں کی طرف سے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو مرزائی صاحبان طرہٴ مذہب سے وہی ملے دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہیں مختصر "ایہ مغالطوں کا ایک باب" پیش خدمت ہے۔

### کلمہ گوئی تکفیر کا مسئلہ

مرزائیوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ جو شخص کلمہ "لا الہ الا اللہ" کہے اور اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرے تو اسے بھی شخص کو اے کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ سب سے پہلے تو جو شخص مراد کلمہ فرمائیے کہ یہ بات ان باتوں کی طرف سے بھی جاری ہے جو دنیا کے مترادف (۱) مسلمانوں کا کلمہ طحا کا کہتے ہیں اور جو کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر اور اس کے مترادف یعنی حق تعالیٰ میں ایمان رکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرتی ہے، یہاں تک کہ "تکفیریں" اور (۲) قرار دینے میں بھی کوئی شرم و محسوس نہیں کرتے۔ گو برا کلمہ "لا" کو مسلمان کہہ صرف یہ شرط تھوڑی ہے جو صرف غیر اہل ایمان پر نہ ہوتا ہے اور تو مرزائی صاحبان کو حلفی چھٹی ہے کہ خواہ مسلمانوں کو کتنی شدت دے کہ کافر ہیں، انہیں بدامانی کا یہاں ایسے خواہان کے اکابر اور مقدس ترین شخصیات کی ہمتوں پر حملہ آور ہوں۔ ان کے اسلام میں بھی کوئی فرق نہیں آتا اور ان پر کلمہ گو کو کافر کہنے کا ان کا کوئی حجت نہیں ہے۔ یہ نہ اس مرزائی مذہب کا نسب جو شرم و حق اور دنیا و مافیہ کے مابین کو منہ توڑ کر اپنے آپ کو یہ حاکمیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خیر و شر فی حق قرار دیتا ہے۔







اُمّرت من فقیہی الناس حتی یسجدوا ان لا یلته الا الخد و یتعبد من

[illegible]

پیشہ فہم کی پانچ کرداروں کے حجاموں نے یہاں تک رسوا کیا کہ ان کے

وہی کہ وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ان کے لئے ہیں

مجلس شورای ملی

اس میں مسلمانوں پر پوری حقیقت پان روئی گئی ہے کہ ان کی رہی گشتی میں جیسا کہ ان کے

وہاں ائمہ دین، مسخدا، رسولی بندہ کے ان کی جزا ہے کہ اس کے بارے میں اس کے

تے مانگوئے جس میں اللہ تعالیٰ نے

ہمارے ملک لاہور میں حتیٰ بحکیمزک فیما شعر بیہ نہ لا

حَدَّثَنَا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجَاتًا قَصِيَّةً يُسَلِّمُونَ إِلَيْنَا

[illegible]

مہاراجہ جی نے یہ بھی عرض کیا کہ: "میرے پاس ایک کتاب ہے، جس میں تمام انگریزوں کے بارے میں لکھا ہے۔" اس کتاب کو دیکھ کر میں نے بہت حیرت محسوس کی۔

عربی: اے قسطنطنیہ! (۱۱۵۴ء)

یہ کلمہ دینی حقیقت اور اس کے خلاف کفری کلمہ پر جو لیے کے بعد پیشہ کے غریب

مکمل ہو جانے کا تصور ان دشمنانِ اعرصہ پر اصرار ہے جو یہ پوچھتے ہیں کہ اگر وہ انگریزوں کی

بدی حاصل ہونے کا یہ ایک ایسا نمونہ مرثیہ ہے، جو یہاں تک کہ اس میں اپنے سیاہی و عذوقی مضامین کے

محققان براساس برآوردهای خود میگویند که این بیماری در سال ۲۰۱۷ میلادی در ۱۰۰ کشور جهان پدید آمده است.

انتہائی بے انتہا جفا کرتے مسلمانوں کو قتل کرنے کے سلسلے میں اس وقت قرآن مجید پیش کرتے

نہجہ و ذہن و عین و ارشاد ہے۔

لَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَقِيَ الْكُفْرَ الْكُفْرَ لَمْ يَأْمُرْ بِالْكُفْرِ لَمْ يَكُنِ يَكُنِ فَرِيدًا

”یقیناً جو شخص تمہیں بلا ضرورت سے پکارے گا، اس کا بدلہ تمہیں دینا ہے۔“ (سورہ ابراہیم: ۲۴)

چلے پہلے تو مسلمان ہونے کے لئے کم از کم کلمہ پڑھنا ضروری تھا، اس آیت کو مسلمان کی تعریف میں پیش کرنے کے بعد اس سے بھی چھٹی ہو گئی، اب مسلمان ہونے کے لئے صرف ”السلام علیکم“ بلکہ صرف ”سلام“ کہہ دینا بھی کافی ہو گیا، اور ہر وہ ہندو، پارسی، بدھست اور عیسائی، یہودی بھی مسلمان بننے کے قابل ہو گیا جو مسلمانوں کو ”سلام“ کہہ کر خطاب کرے۔ والعیاذ باللہ العظیم۔

## مسلمانوں کی باہمی تکفیر کے فتوے اور ان کی حقیقت

اصل مسئلہ سے توجہ ہٹانے کے لئے دوسرا مغالطہ مرزائیوں کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ جو علماء ہم پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ وہ خود آپس میں ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے آئے ہیں لہذا ان کے فتوؤں کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ لیکن اس ”دلیل“ کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ چونکہ بعض عطائیوں اور ڈاکٹروں نے کچھ لوگوں کا غلط علاج کیا ہے۔ اس لئے اب کوئی ڈاکٹر مستند نہیں رہا اب پوری میڈیکل سائنس ہی ناکارہ ہو گئی ہے اور وہ طبی مسئلے بھی قابل اعتبار نہیں ہیں جن پر تمام دنیا کے ڈاکٹر متفق ہیں۔

حال ہی میں مرزائی جماعت کی طرف سے ایک کتابچہ شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے ”ہم غیر احمدیوں کے پیچھے کیوں نماز نہیں پڑھتے“ اور اس میں مسلمان مکاتب فکر کے باہمی اختلافات اور ان فتاویٰ کو انتہائی مبالغہ آمیز انداز میں پیش کیا گیا ہے جن میں ایک دوسرے کی تکفیر کی گئی ہے، لیکن اول تو اس کتابچے میں اگرچہ کافی محنت سے وہ تمام تشدد آمیز مواد اکٹھا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو باہمی اختلافات کے دوران منظر عام پر آیا ہے۔ لیکن ان بیسیوں اقتباسات میں مسلمان مکاتب فکر کے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے کُل پانچ ہیں۔ باقی فتوے نہیں بلکہ وہ عبارتیں ہیں جو ان کے افسوسناک باہمی جھگڑوں کے درمیان ان کے قلم یازبان سے نکلیں۔ ان میں ایک دوسرے کے خلاف سخت زبان تو بیشک استعمال کی گئی ہے لیکن انہیں کفر کے فتوے قرار دینا کسی طرح درست نہیں۔

تیسرے یہ پانچ فتوے بھی اپنے اپنے مکاتب فکر کی مکمل نمائندگی نہیں کرتے۔ یعنی ایسا نہیں



مختلف اختیار کرنے میں کبھی سب راہ ثابت نہیں ہوتے۔ لیکن کیا کبھی کسی نے دیکھ ہے کہ اس قسم کے اجتماعات میں کسی مرزائی کو بھی دعوت دی گئی، وہ اس طرح عمل پر غور کرنے سے چند باتیں کھس کر سامنے آجاتی ہیں۔

اول یہ کہ باہمی ایک دوسرے کی تکفیر کے فتوے انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی مکتب فکر کی نمائندہ حیثیت نہیں، ورنہ یہ مکتب فکر بھی یہ حیثیت مسلمان جمع نہ ہوتے۔

دوسرے یہ کہ یہ مکتب فکر جس غالب عنصر ہی ہے جو قرون و فردعات ہی کے دائرہ میں رکھتے ہیں، انہیں کے اختلافات و تکفیر کا ذکر یہ نہیں بناتا۔ ورنہ اس قسم کے اجتماعات کو قبول عام حاصل نہ ہوتا۔

تیسرے یہ کہ اسلام کے بنیادی عقائد جو واقعاً ایمان اور غیر میں حد فاصل کی حیثیت رکھتے ہیں ان میں یہ سب لوگ متفق ہیں۔

## لہذا

اگرچہ حضرات نے تکفیر کے جلسے میں غلو اور تشدد کی رد و قبول اختیار کی ہے تو اس سے یہ نتیجہ کیسے نکالا جاسکتا ہے کہ اب دنیا میں کوئی شخص کافر ہو ہی نہیں سکتا اور اگر یہ سب لوگ مل کر بھی کسی کو کافر نہیں تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

کیا دنیا میں عطائی قسم کے لوگ علان کر کے انسانوں پر مشق ستم نہیں کرتے؟ بلکہ کیا ماہر سے ماہر اکثر سے بھی غلطی نہیں ہوتی؟ لیکن کیا کوئی انسان جو عقل سے بالکل ہی معذور نہ ہو یہ ہمہ سکتا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی مرزائے دور پر ڈاکٹروں کے طبقہ کی کوئی بات قابل تسلیم نہیں ہونی چاہیے۔ کیا عدالتوں کے فیصلوں میں ججوں سے غلطیاں نہیں ہوتیں؟ لیکن کیا کسی نے سوچا ہے کہ ان انفرادی غلطیوں کی وجہ سے عدالتوں میں تالے ڈال دیے جائیں، یا ججوں کا کوئی فیصلہ مانا ہی نہ جائے؟ کیا مکانات سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر میں انجینئرز غلطی نہیں کرتے؟ لیکن کبھی کسی دی ہوش نے یہ تجویز پیش کی کہ ان غلطیوں کی بنا پر تعمیر کا ٹھیکہ انجینئروں کی بجائے گورنوں کو دے دیا جائے؟ پھر یہ اگرچہ چند

جزوی کویت کے فتوے میں بے اختیار عیسائی خطیہاں ہوتی ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر اب اس کے لئے اور کئے گئے ہیں قرآن و حدیث میں ہے کہ مرنے والی عزیمت کی بنیاد پر کئے گئے ہیں۔

شرع حشر کے معنی میں شرع عامہ اقبال کے معنی میں ہے، اور اقلیت قرار دینے کے مطابق مرنے والے باکالت کی بات نہیں تھی۔

مصلحتوں کے لئے شرع فریقوں کے مذہبی علماء میں بنیادی مسائل پر پتہ ہوا

نہیں پتا، جن مسائل پر سب سے متفق ہیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے پر امر

کے قیام دیتے ہیں۔

(مرتب آپ کے لئے ۲۳۷۷ء اور ۱۹۳۷ء)

## دور و امتیاز

مرزا نے مہینے کے آخر میں سے، وضیفہ و تقیم و امتیاز کا حال اور انہیں سن، نام و مہم پر سن، ان سے اپنی خود ساختہ بات لے لے کر مارا اپنے لی کوشتن کی سے اس لئے یہاں ان پر بھی یہ فقہاء اس لینا منہ سے ہوگا

(۱) قُولُوا احِبُّوا النَّبِيَّيْنَ وَلَا تَقُولُوا لِمَا يُسَى بَعْدُ

کہی قبول اللہ وایت کو ز مشورہ اس کی سے اور اوپر سے کہ حضرت م اشرف نے فرمایا

(مخلص سے مخلص و) حاضر انہیں کہو اور یہ کہ آپ کے بعد وہ لی نہیں کیا

پس تو اس بات پر غور فرمائیے کہ یہ روایت کہاں سے لی گئی ہے۔ اگر حدیث کی سے معرووف کتاب میں اسے تلاش کرنا چاہیں تو آپ وہ دیکھیں گے۔ لیکن یہ روایت بخاری، مسلم و ابی داؤد، ترمذی، ابن ماجہ و ابی یوسف احمد بن حنبلہ حدیث کی کسی دستاویز کتاب میں موجود نہیں اسے دیکھیں سے کیا ہے؟ علامہ سیوطی کی "امم مشورہ" سے اس کے بارے میں وہی جواب بھی یہ جانتے کہ اس میں ہر قسم کی غلط روایتیں غلط اور موضوع رہنمائی نہیں دیتی کسی چھان بین کے

صرف جمع کر دی گئی ہیں۔ پھر حدیث میں سارا دار اس کی سند پر ہوتا ہے اور اس روایت کی کوئی سند معلوم نہیں۔ اب یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں مدعیانِ نبوت کا ”وجہ“ نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک طرف تو مرزا کی صاحبان کی نگاہ میں قرآن کریم کی صاف اور صریح آیات اور آنحضرت ﷺ کی میکیوں متواتر اور صحیح احادیث ناقابلِ التفات ہیں۔ اور دوسری طرف یہ بھول الاستاد روایت جس کا علم حدیث کی رو سے کچھ بھی اعتبار نہیں ایسی قطعی اور یقینی ہے کہ اسے ختم نبوت جیسے متواتر قطعی اور اجماعی عقیدے کو توڑنے کیلئے پیش کیا جا رہا ہے۔ کیا کسی نبی کی نبوت ایسی روایات سے ثابت ہو کر پڑتی ہے؟ لیکن یہ بات اس شخص سے کہی جائے جو کسی علمی یا عقلی قاعدے اور ضابطے کا پابند ہو اور جہاں عقل، علم اور اخلاق پر مبنی ہر بات کا جواب سوائے خود ساختہ الہام کے اور کچھ نہ ہو وہاں دلائل اور براہین کا کتنا انبار لگا دیجئے مرزا صاحب کے الفاظ میں اس کا جواب یہی ملے گا کہ:

”خدا نے مجھے اطلاع دیدی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف مستوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور باسیرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔“

(اربعین نمبر، مہینہ ماہیہ، مطبوعہ ۱۹۰۰ء، تاریخ ۱۷ ص ۴۰۱)

پھر اس روایت میں جو بات بیان کی گئی ہے اس کا مرزائی اعتقادات سے دور دور کوئی واسطہ نہیں بلکہ یہ روایت تو نزولِ نبوی علیہ السلام کے عقیدے میں مرزائی نظریہ کی صریح تردید کر رہی ہے۔ اس کا مقصد محض اتنا ہے کہ اگر صرف یہ جملہ بولا جائے کہ ”آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا“ تو ایک ناواقف آدمی اسے مسیح علیہ السلام کے نزولِ ثانی کے عقیدے کے خلاف سمجھ سکتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ آپ کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام بھی تشریف نہیں لائیں گے۔ لہذا جو مقصد ”خاتم النبیین“ کہنے سے مکمل طور پر حاصل ہو سکتا ہے اس کے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو ناواقفوں کے لئے کسی غلط فہمی کا سبب بن سکتے ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ”لانیسی

سعدیؒ فرماتا ہے کہ تمہارا یہاں ایک امر ہے جس سے تمہارے دل میں کچھ بھی نہیں رہتا۔ یہ امر یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اس حضرت میں حیرا امام نہیں ہے نہ نبی کے پوتے حاصل نہ اور جو بہت پہلے پیدا ہو چکے ہیں وہ ہمارے زمانہ میں نہ آتے نہ اُن کے اُصول و رسوم اُن کے خصل نہ اُن کے قواعد۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو سب نے نبی کے پوتے والے اور اُن کے امان کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ نے اپنے منہ سے اس قول کی یہ تشریح فرمائی کہ میں نبیؐ کی مولا ہوں۔

عن عائشہ قالت قال رجل عند المنصور بن شعبة علي الله علي محمد حاتم الانبياء لا لي سعة فقال المنصور بن شعبة حاتمك ذا قلب حاتم الانبياء فانما كنا نحدث ان عسى عبد السلام حاتم فان هو حرم فقد كان قبله وبعده۔

حضرت عائشہؓ کو ایسا بھی لگتا تھا کہ نبیؐ ہیں۔ اُن کے پاس نبیؐ کی تمام باتیں آتی تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ سنا کہ اہل قرآن نے کہا کہ نبیؐ ہمارے زمانہ میں نہ آتے نہ اُن کے اُصول و رسوم اُن کے خصل نہ اُن کے قواعد۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم لوگو! میرے ہاں یہ مدینہ کوئی تھوڑا سا شہر نہیں ہے یہ وہاں ہے کہ حضرت عائشہؓ علیہ السلام نہ مل سکتے ہیں۔ اب وہاں نہ مل سکتے تو آپؐ سے پہلے بھی نہ مل سکتے تھے۔

(۱) مؤرخین ۵: ۲۰۰

سیدہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث اس بارے میں سند ثابت ہو حضرت عائشہؓ کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ میں آپؐ کے فرماؤں کو حدیثوں کے طور پر سمجھتا ہوں۔ اب وہاں سے وہاں تک کہ میں نے ان کو سنا ہے۔

(۲) مؤرخین ۵: ۲۰۰

اور اس روایت سے مرزائی اعتقادات کو نہ صرف یہ کہ کوئی سہارا نہیں ملتا ہے، بلکہ یہ صراحتاً ان کی تردید کرتی ہے، ورنہ جہاں تک حضرت عائشہؓ کا تعلق ہے امام احمد بن حنبلؒ کی مسند میں خود ان کی یہ روایت موجود ہے:

”عن عائشة رضي الله عنها عن النسي صلى الله عليه وسلم انه قال لا يبقى بعدى من النبوة نبي الا المبشرات قالوا يا رسول الله وما المبشرات قال الروجا الصالحة ير اها المسلم او ترى له“  
حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد نبوت کا کوئی جزو باقی نہیں رہے گا سوائے مبشرات کے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایسے خواب جو کوئی مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی اور دیکھے۔“

(مسند امام احمد ج ۶، صفحہ ۱۲۹، کنز العمال)

کیا اسکے بعد بھی اس بات میں کوئی شک و شبہ رہ جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کے نزدیک نبوت کی ہر قسم اور سوائے اچھے خوابوں کے اسکا ہر جزو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا اور اب کسی بھی شخص کو کسی بھی صورت میں یہ منصب عطا نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) دوسری ضعیف روایت سنن ابن ماجہؒ سے نقل کی جاتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپؐ نے فرمایا:

”لو غاش لكان صدقاً نبياً“ (اگر یہ زمرہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے)

اس حدیث کا حال بھی یہ ہے کہ حدیث کے ناقد ائمہ نے اسے ضعیف بلکہ باطل قرار دیا ہے۔ امام نوویؒ جیسے بلند پایہ محدث فرماتے ہیں

”هذا الحديث باطل“ یہ حدیث باطل ہے۔

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸)











اور بھی ہو سکتے ہیں تو یہاں سوائے سنا بھی بننے کے کوئی اور مطلب نہیں۔ کیونکہ آگے اس کی تشریح کے لئے لفظ ”ریتق“ آ رہا ہے۔

پھر اگر (معاذ اللہ) مطلب یہی تھا کہ ہر شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کر کے نبی بن سکتا ہے تو کیا پوری امت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والا ایک مرزا غلام احمد ہی پیدا ہوا ہے؟ اور کسی نے اللہ اور رسول کی اطاعت نہیں کی؟ حاذقہ قرآن (معاذ اللہ) کہ جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا وہ نبیوں کے زمرے میں شامل ہو جائے گا۔ اگر اسی کا نام ”استدلال“ ہے تو نہ جانے تحریف معنوی کیا چیز ہوگی۔

## بعض صوفیاء کے غلط حوالے

مرزائی صاحبان بعض صوفیاء کے تمام اور مبہم حوالے ڈھونڈ کر انہیں اپنا خود ساختہ نبوت کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے پیش کئے ہوئے ایسے غلط حوالوں کا مسلمانوں کی طرف سے انتہائی دلیل اور اطمینان بخش جواب دیا جا چکا ہے۔ یہاں اس کو با تفصیل دہرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ چند اصولی حقائق کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

## دین میں اقوال سلف کی حقیقت

سب سے پہلے یہ بات قابل ذکر ہے کہ دین کا اصل سرچشمہ قرآن کریم، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور اجماع امت ہے۔ اور اکاؤنٹا انفرادی ذاتی آراء اس مسئلہ پر کبھی اثر انداز نہیں ہو سکتیں جو دین کے ان بنیادی سرچشموں میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہو۔ خاص طور سے نبوت و رسالت جیسا بنیادی عقیدہ تو خبر واحد سے بھی ثابت نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اسے کسی انفرادی تحریر سے ثابت کیا جائے۔ اسلئے اس مسئلے میں قرآن و حدیث کی متواتر تصریحات اور اجماع امت کے خلاف اگر کچھ انفرادی تحریر ثابت بھی ہو جائیں تو وہ قطعی طور پر خارج از بحث ہیں اور انہیں بطور

استدلال پیش نہیں کیا جاتا۔ ہذا جن صوفیائے مجاہدوں سے مرزائی صاحبان سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں انکی تشبیہ و تشبیح سے ہمارا یہ مقصد بالکل نہیں ہے کہ اگر باغرض ان کی تحریروں کا مفہوم عقیدہ ختم نبوت سے متصادف بات ہو تو اس مسئلہ اور مسئلہ عقیدہ کو کوئی شخص بحث کرنے کا فخر دے۔ بلکہ جس کسی نے انکے کام کی تشبیہ و تشبیح کی ہے اس کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ ان پر ایک غلط اثر انداز کیا گیا ہے جسے تصاف اور دیانت کی رو سے رفع کرنا ضروری ہے۔ باغض ان حضرات کی تحریروں کو ختم نبوت سے متصادف نہ کر پیش کرنے سے عقیدہ ختم نبوت پر کوئی اثر عام نہ نہیں ہوتا بلکہ ان بزرگوں پر یہ اثر عام نہ ہوتا ہے۔ بلکہ ان حضرات نے کام کی تشبیہ میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ عقیدہ ختم نبوت کا دفاع نہیں بلکہ ان بزرگوں کا دفاع ہے۔ لہذا وہ سب کے موضوع بحث سے خارج ہیں۔

## مرزائی مذہب میں اقوال سلف کی حقیقت

دوسری بات یہ ہے کہ مرزائی صاحبان کو تو اپنے مذہب کے معنی کسی جیسا کہ وہ جس بات میں نہیں پہنچا کر وہ ان بزرگوں کے اقوال سے استدلال کریں۔ کیونکہ انکی معاشرت ایسے ہیں جن میں انہوں نے اجماع امت کو بھی درست قرار نہیں دیا۔ بلکہ اسے جنت شرعیہ ماننے سے ہی انکار کیا ہے۔ چنانچہ عقیدہ ختم نبوت کی تردید کرتے ہوئے مرزا غلام احمد لکھتے ہیں

”جب کہ پیش گوئیوں کے ٹکھنے کے واسطے میں خواہمیں اسے اذکار غلطی ہے تو

چراغ امت کا اور انداز تقی یا امتناع کیا چیز ہے۔“

(رسالہ باطنی الصوفیہ، ۱۹۰۲ء، ص ۱۰۲) (ترجمہ: ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۲)

اور آگے لکھتے ہیں

”میں پھر یہ دہرہ جیت ہوں گا اس بارے میں نہ مایوس نہ مسلمانوں کا، کون میں

اولیاء بھی، افسردہوں، اجماع کے نام سے معصوم نہیں ہو سکتا۔“

(جوانہ، ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۲) (ترجمہ: ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۲)

مردہ بے رحمی ہے۔ سب کی انفرادی اقوال و حیثیت کو خود غور و اختیار سے جوتی ہے۔ پھر نیک و مرز معاشرے میں جوتی ہے۔

۱۰۰۰ روپے تک مختلف اقدار کے بونے دستیاب ہوتے ہیں۔ ان کے لئے مختلف قسم کے  
محاسبات کی ضرورت ہے۔ یہ سب کام جن کو آج کے زمانے کے مطابق نہ  
(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵

Figure 1

ومنه تكونه كقضية ليس له عمل صحيح في الشرع فليصا كان أو  
مختلجا في التباين من التباين

یعنی اگر کوئی شخص کوئی ایسی بات کہے جو اسے محکم اسے مذہبی حیثیت میں کوئی  
اثر نہ پہنچے۔ اب اگر ہم یہ مقررہ اصول (حقیقت) کو پیش نظر رکھیں تو یہ بات ہے کہ

ہندو امرزائی صاحبین سے قرآن مجید میں سراج آیات و برکتوں اور احادیث و کتب پرچند  
سورہیں کے اوراق میں اس قدر ہرگز نہ ہو سکتے تھے۔

صوفیا، کریم کا مطلوب

تیسری بات یہ ہے کہ نیاں کتبہ ادب کے مطابق ہم علم و فن کا موضوع، سب سے  
غرض و غایت، اس کی اصطلاحات اور اس کے معرینہ پہاڑوں سے ہیں اور اس اعتبار سے ہم علم و فن کا  
استدباب یہ بھی کرتے ہیں کہ جو کچھ اس علم و فن کا باہر اور آگے بڑھنا ہے وہ اس وقت اس فن کی کتابیں  
پڑھ کر تہذیب و تمدن میں کیا کار ہو چکا ہے۔ اور کوئی خاص مقامی میڈیا کچھ سائنس کی کتابیں پڑھ کر اس سے  
ایسا نیا شروعات کر کے دیکھیں کہ اس فن پر اس کا استدباب بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہی موجد اسلامی علوم کا ہے کہ تیسرا  
مدرستہ، فقیر، غفر اللہ عنہ، تصوف میں ہے کہ سب علوم و فنون اس فن اصطلاحات اور اس کا استدباب یہ ہیں کہ

الگ ہے اور ان میں سب سے زیادہ وقتی اور پھیدہ خیرات ان کتابوں میں بنتی ہیں جو تصوف اور اس کے فلسفے پر لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری اعمال کے بجائے ان باطنی تجربات اور ان واردات و کیفیات سے ہیں جو صوفیاء کرام پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوتی ہے۔ اور مصروف الفاظ و کلمات کے ذریعہ ان کا بیان و شمار ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں تک دین کے بنیادی مسائل، عقائد اور عملی احکام کا تعلق ہے وہاں علم تصوف کا موضوع ہے اور نہ علماء امت نے تصوف کی کتابوں کو ان معاملات میں کوئی دخل و جھٹ قرار دیا ہے۔ اس کے بجائے عقائد کی بحثیں علم کلام میں اور عملی احکام و قوانین کے مسائل علم فقہ میں بیان ہوتے ہیں اور انہیں علم کی کتابیں اس معاملہ میں معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ خود صوفیاء کرام ان معاملات میں انہی سو کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ تصریح کرتے ہیں کہ جو شخص تصوف کے ان باطنی اور نفسیاتی تجربات سے نہ نڈرا ہو اس کیلئے ان کتابوں کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ بسا اوقات ان کتابوں میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔ بعض اوقات جو مفہوم بادی نظر میں معلوم ہوتا ہے وہ بالکل عقل کے خلاف ہوتا ہے۔ لیکن سمجھنے والے کی مراد کچھ اور ہوتی ہے۔ اس قسم کی عبارتوں کو ”شطحیات“ کہا جاتا ہے۔ اسلئے کسی غیر دی عقیدے کے مسئلہ میں تصوف کی کتابوں سے استدلال ایک ایسی اصولی غلطی ہے جس کا نتیجہ مرہی کے سوا کچھ نہیں۔

اس اصول کو خود اکابر صوفیاء نے بھی تسلیم کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کے بھی امام ہیں لیکن وہ تحریر فرماتے ہیں:

”پس مقرر شد کہ معتبر در اثبات احکام شرعیہ کتاب و سنت است و قیاس مجتہدان و اجماع امت نیز مثبت احکام است۔ بعد ازین چہار ادلہ شرعیہ، پنج دلیل مثبت احکام شرعیہ نمی تواند شد۔ الہام مثبت محل و حرمت نہ بود و کشف از باطن اثبات فرض و سنت نہ نماید۔“ (مکتوب ۵۵، مکتوبات حصہ ہفتم دفتر دوم صفحہ ۱۵)

ایک اور جگہ صوفیاء کی ”شطحیات“ سے کلامی مسائل مستنبط کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔







”اور اس قریب و قوس نہ یا جائے کہ حضرت شیخ موصی پر یہ قول صحیح ہو گیا کہ  
”آپ نے خود اپنے اپنی صاحبِ برادری کے لیے خود کو صاحبِ کبریا قرار دیا  
اور یہی ہے۔“

(ذیل: ص ۱۰۸، ترجمہ: اسلامی مکتبہ، ۱۳۸۶ھ)

مگر صاحبِ خود و تہذیبی اپنے کام میں محدث کے حق میں شہاں لڑتے تو یہ  
بات بھی صحیح و ضرورت کی وجہ سے ہر طرف پرستی میں نظر آئی۔ ”صاحبِ برادری“ کے لیے اہلِ محدث کے حق  
میں قرار دینا دینی شریعتِ اہلِ دین و دین کے حق میں ہے۔ ”تہذیب“ کے لیے اہلِ محدث کے لیے  
دلوں کی قسوں پر چرچہ صاحبِ کبریا میں کی ایسی صورتیں لیا کرتی ہیں۔ یہی ہیں اور پھر بھی انہی میں  
”شیخ موصی“ اور ”بجد“ اور ”یہ پڑوسریں“

## مذاہلی قاری

دوسرے ہر ایک جن میں مذہب یہ بہت محبوب نہ ہوتی ہے کہ وہ اہلِ نبوت کے خلاف نبوت  
کی ہی قہر و بے رحمیت میں بغاوتی قاری ہیں۔ ”تکلیف النبی“ میں انہیں مبارک دعا ہے  
”اللہ تعالیٰ عریض دعویٰ الفوہ و دعویٰ السوء بعد سبب صلی اللہ  
علیہ وسلم تکفر بالاجماع“

”اس آئمہ کا نتیجہ دعویٰ نبوت کی ایسی شہادت ہے کہ ہر ایک اہلِ سلبِ اندلیہ و علم  
کے جہرِ نبوت کا دعویٰ کرنا اجماعِ اہلِ نبوت ہے۔“

(ذیل: ص ۱۰۸، ترجمہ: اسلامی مکتبہ، ۱۳۸۶ھ)

یہ مبارک دعا حق تعالیٰ کے اس فیصلے سے ہوتی ہے جو اس آئمہ کے میں وہ ہر ایک  
مذہب پر یہ فیصلہ پانے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ اس کے بعد ہر ایک یہاں نقشہ محض غیر تشریحی نبوت میں ہے اور  
اس کا دعویٰ بھی سرحدی قاری کے غرقِ ارباب

## شیخ ابن عربیؒ اور شیخ شعرانیؒ

شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی طرف ذمہ من طور پر یہ بات زور شور سے منسوب کی جاتی ہے کہ وہ غیر تشریحی نبوت کے قائل ہیں۔ مگر ان کی درج ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

”فَمَا بَغَى لِلْأَوْلِيَاءِ الْيَوْمَ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النُّبُوَّةِ إِلَّا التَّعْرِيفَاتِ  
وَأَسَدَاتِ أَبْوَابِ الْأَوَامِرِ الْإِلَهِيَّةِ وَالنَّوَاصِي فَمَنْ ادَّعَاهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ مَذْعُ شَرِيعَةٍ أَوْ حَتَّى يَهْأِلَ إِلَيْهِ سِوَاهُ وَالْحَقُّ  
بِهَا شَرَعْنَا أَوْ خَالَفَ.“

”پس نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد اولیاء اللہ کیلئے صرف معارف بانی رہ گئے  
ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی امر (کسی چیز کا حکم) یا نہی (کسی چیز سے منع  
کرنا) کے دروازے بند ہو چکے۔ اب ہر وہ شخص جو اس کا دعویٰ کرے وہ  
درحقیقت شریعت کا مدعی ہے خواہ اس کا الہام ہماری شریعت کے موافق ہو یا  
مخالف۔“ (فتوحات مکیہ جلد ۳ ص ۵۹)

اس عبارت نے واضح کر دیا کہ:

۱- شیخ اکبر کے نزدیک مدعی شریعت صرف وہ نہیں ہے جو شریعت محمدیہ کے بعد نئے احکام لائے  
بلکہ وہ مدعی نبوت بھی انکے نزدیک مدعی شریعت ہے جسکی وحی بالکل شریعت محمدیہ کے موافق  
ہی ہو۔

۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح نئی شریعت کا دعویٰ ختم نبوت کا انکار ہے،  
شریعت محمدیہ کے موافق وحی کا دعویٰ بھی ختم نبوت کا انکار ہے۔

۳- شیخ اکبر کے نزدیک تشریحی نبوت سے مراد وہ نبوت ہے جسے شریعت نبوت کہے۔ خواہ وہ  
نبوت شریعت جدیدہ کی مدعی ہو اور خواہ شریعت محمدیہ کی موافقت کا دعویٰ کرے، پس غیر

تشریحی نبوت سے مراد کلمات نبوت اور کمالات و اہانت نبوت کے جن پر شریعت نبوت کا احاطہ نہیں کرتی اور وہ نبوت نہیں کہلاتی۔

عارف ہانڈہ امام شہرانی نے ”ایہ اقیقہ“ وچواہر میں شیخ اکبر کی ”مدرجہ بالا عبارت نقل کرتے ہوئے اسے ساتھ یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں

”فان كان مكلفاً ضرباً عقه والا فضرربا عده صفحا“

(ایہ اقیقہ وچواہر جلد ۲ صفحہ ۲۸)

”اگر وہ مکلف یعنی عاقل بالغ ہو تو نہم پر اس کا قتل واجب ہے ورنہ اس سے اعراض کیا جائے گا۔“

❦ ❦ ❦ ❦ ❦

❦ ❦ ❦

❦

## مرزائیت کی اسلام دشمنی

- ۱- استعماری اور سامراجی کردار
- ۲- جہاد کی تشبیخ
- ۳- عالم اسلام سے غداری
- ۴- اکھنڈ بھارت
- ۵- سیاسی عزائم، منصوبے اور سرگرمیاں

ہم نے اپنی قراردادیں کہا ہے کہ۔

جہاں وقت گزرنے کی بس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے حکام  
کے خلاف جاری تھیں یہاں دوسرے ممالک کی پیادہ تھی، اور اس کا  
ماحول مشن سہل نول کے اتنی دوجہ کرنا اور اس کو بچھڑنا تھا۔ نیز ان  
کے چہرہ کار، چاہے انہیں کوئی بھی نام نہ نہ جائے، مسلمانوں کے ساتھ  
تھیں مگر وہ اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا پہلو نہ کر کے اندرونی اور  
بیرونی حدود پر نظر نہ کر رہے تھے۔

تعمدہ محکات میں اس کی  
تشریح تھی کی جا رہی ہے۔



## سیاسی پس منظر

۳۰ جون کو قومی اسمبلی میں پیش کی گئی تھی تو اس میں مرزا کا نام نہ لیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔

اس کے بعد اس کی روشنی میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔

میں رہتا ہوں

(الف) مرزا کا نام نہ لیا گیا تھا اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔

(ب) مرزا کا نام نہ لیا گیا تھا اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔

میں رہتا ہوں

(ج) مرزا کا نام نہ لیا گیا تھا اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔

(د) مرزا کا نام نہ لیا گیا تھا اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں کئی تبدیلیاں کی گئیں اور اس میں مرزا کا نام شامل کیا گیا۔



یورپی استعمار اور مرزائیت

پہلی بات کہ مرزا صاحب اور اس کے پیروکار یورپی استعمار کے آلہ کار ہیں۔ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس کا نہ صرف مرزا قادیانی کو اعتراف ہے بلکہ وہ غیر مصباحات کے ساتھ یا نگ دہل ان باتوں کا اپنی ہر تحریر اور تصنیف میں اعلان کرتے پھرتے ہیں۔ وہ بڑا جھجک اپنے کو انگریزوں کا خود کا شہ پورا اور خاندانی و قادیان اور سطنت انگلیشیہ کو آقائے ولی نعمت اور رحمت خداوندی اور انگریزوں کی اطاعت کو مقتدر دینی فیوض قرار دیتے ہیں۔ ادھر انگریزی حکام اور سامراج بھی دلی کھولی کر ان کی وفا شعار یوں کو سراہتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یورپ اور برطانیہ مرزا کو اپنے اعتباری اور اسنام دشمن مقاصد کے لئے کن طریقوں سے استعمال کرتے رہے۔

اٹھارہویں صدی کا نصف آخر اور یورپی استعمار

اٹھارہویں صدی عیسوی کے نصف آخری میں یورپی سامراج دنیا کے بیشتر حصوں پر اپنے نوآبادیاتی عزائم کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ ان سامراجی طاقتوں میں برطانیہ، جس پیش قدمی، اطالوی، فرانسیسی اور پرتگالی براعظم افریقہ، اطالوی شمالی لینڈ، فرانسیسی شمالی لینڈ، پرتگالی مشرقی افریقہ، جرمنی مشرقی افریقہ، اور برطانوی مشرقی افریقہ میں منقسم کرنے کے بعد مشرق وسطیٰ کے بعض علاقوں میں سامراجی رقبہ و دائروں میں معروف تھے۔ اٹلی نے اریٹریا، فرانس نے جزیرہ مدیگا سکر اور برطانیہ نے رودیشیا اور یوگنڈا کو نوآبادیوں میں تقسیم کر دیا۔ نام نہاد خود مختار علاقوں میں یونین آف ساؤتھ افر

کے علاوہ مصر، حبشہ اور لائیبریا کا شمار ہوتا تھا۔ یورپی سامراج نے اس زمانے میں ہندوستان، لاکھاپور، بنگال، آسام، آفغانستان، کشمیر، سرکاری سرزمینوں کا آرمی، بنگال، مشرقی ساحل پر ملائی ریاستوں میں سنگاپور ایک اہم بحری اڈہ تھا جس کو بنیادین کریم، ہند، بحر الکاہل، وچ ایسٹ انڈیز اور جنوبی ایشیاء کو جداجدا کیا جاسکتا تھا۔ استعماری طاقتوں کو اپنے مذہب

ان دنوں میں اس وقت زیادہ تر مالیاتی کٹائی دہائیوں میں سے دہائیوں کی قیود کو مسترد کر دیا گیا ہے۔ ان دنوں میں اس وقت زیادہ تر مالیاتی کٹائی دہائیوں میں سے دہائیوں کی قیود کو مسترد کر دیا گیا ہے۔ ان دنوں میں اس وقت زیادہ تر مالیاتی کٹائی دہائیوں میں سے دہائیوں کی قیود کو مسترد کر دیا گیا ہے۔

**Figure 6**

[illegible]

## مرزا صاحب کے نشوونما کا دور اور عالم اسلام کی حالت

انیسویں صدی کا نصف آخر جو مرزا صاحب نے نتوانی کا دور ہے آخر ممبک ۱۸۵۰ء میں جہاں اعلیٰ اور جذبہ آزادی کی آہنگاں بجے ہوئے تھے۔ یہ مضمین سے رات کو محترمہ احمدیہ ۱۸۵۰ء میں پہنچے تھے ہیں کہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا اثر ممبک افغانستان میں ۱۸۵۰ء سے ۱۸۵۹ء میں برصغور افغانی و افغانیوں کے جذبہ بہادر و شرفی سے ۱۸۵۹ء میں روسی پڑتا ہے جو باآخر امریکہ کی قدرت اور پسپائی پر اثر ہو رہا تھا۔

۱۸۵۶ء سے ۱۸۵۹ء تک اندیشہ کی فہم سازشوں اور اپنے دوستوں کو دیکھ کر جذبہ جدوجہد کا ہے۔ طرابلس الغرب میں شیخ سولی جہاں میں امیر عبدالمقدوم (۱۸۶۰ء) اور روس سے ملحقہ افغانیوں میں شیخ محمد شمل (۱۸۷۰ء) بڑی پامروں کی اور جہاں افغانیوں سے فراموشی اور روسی استعمار کو دکھاتے ہیں۔ ۱۸۸۱ء میں مسلمان مسلمان سرکھٹ اور انگریزوں کی مداخلت کرتے ہیں۔

۱۸۸۱ء میں انگریزوں کو مقدمہ جمانا پاتی ہے تو ۱۸۹۱ء میں مہدی سوانی اور انگریزوں کے خلاف جدوجہد کر کے باآخر امریکہ پہنچتا ہے اور اس کی فوج کا کمانڈر ہے۔

اسی زمانہ میں خلیج عرب، بحر مدین و یمن میں برصغور فوجیں مسلمانوں کے ہیں اور ان کے وطن کے لئے جہاد فرماتی اور چانداری کے جذبہ سے اپنا تھیں۔

مسلمانوں کی ان کامیابیوں کے جواب کا اثر کرتے ہے ایک اندیشہ مصنف لکھتا ہے کہ "مسلمانوں میں دینی سرگرمی بھی کامیابی تھی تب تھے کہ اپنی توغاری سردار نے حکومت جہاں کی سرگرمی اور شہید ہوئے۔ اس لئے مرزا کا رد انما بہتر ہے اور چھوٹا کھانا کھا کر"۔

(تاریخ برصغور، ۳۰۰-۳۰۱ء، طبع ۱۹۵۲ء)

## ایک حواری نبی کی ضرورت

ایک برطانوی دستاویز "ای ارا نیول آف برٹش امپائر ان انڈیا" میں ہے اور بیرونی ترمیم شوبہ بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ "۱۸۲۹ء میں انڈینز سے برطانوی مہ بروں اور سنجی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے برصغیر آیا کہ مسلمانوں کو رام کرنے کی ترکیب اور برطانوی سہضت سے وفاداری کے واسطے نکالنے پر غور کیا جائے۔ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپوٹیں پیش کیں جن میں کہا گیا تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہیں اور اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے وہ سناٹک پرافٹ (APOSTOLIC PROPHET) (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے مردا کھٹے ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت و خصوصیت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور بے ہمتی کو نوادینے کے لئے اس قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔

(THE ARRIVAL OF BRITISH EMPIRE IN INDIA) (بحوالہ جی ارا نیول مٹھی)

## سامراجی ضرورتیں۔ مرزا صاحب اور ان کا خاندان

یہ ماحول تھا۔ اور سامراجی ضرورتیں تھیں جس کی تکمیل مرزا غلام احمد کے دعویٰ نبوت اور تبلیغ جہاد کے عائد نے کی اور بقول علامہ اقبال یہ حالات تھے کہ "قادیانی تحریک فرنگی ہنداب کے جن میں الہائی مستند بن کر سامنے آئی۔" (حرف اقبال صفحہ ۱۳۵)

انگریز گورنر غلام احمد سے بڑھ کر کوئی اور موزوں شخص ان کے مقاصد کیلئے مل بھی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی حمایت اور مسلم دشمنی اس کو خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔

مرزا کا والد غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں داخل ہوا اور سکھوں کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں۔ پہلے سکھوں سے مل کر مسلمانوں سے لڑا۔ جس کے صلہ میں رنجیت سنگھ نے ان کو کچھ جائیداد و اعزاز کر دی۔

مرزا صاحب کی سیرت میں ہے کہ ۱۸۳۲ء میں انکا والد ایک پیادہ فوج کا کمنڈر ان بنا کر پشاور روانہ کیا گیا اور جرارہ کے مفردے (یعنی سید احمد شہید اور مجاہدین کے جہاد) میں اس نے کاروائی نمایاں انجام دی (آگے ہے) کہ یہ تو تھا ہی سرکار کا تک حلالی ۱۸۳۸ء کی بغاوت میں ان کے ساتھ اسکے بھائی غلام محی الدین (مرزا غلام احمد کے چچا) نے بھی اچھی خدمات انجام دی، ان لوگوں نے سکھوں کے باغیوں سے مقابلہ کیا ان کو شکست فاش دی۔

(سیرت مسیح محمود صفحہ ۴۰، مرتبہ مرزا بشیر الدین محمود مطبوعہ مجلس شہید پریس قادیان)

۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں مرزا غلام احمد کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے انگریز کا حق تک یوں ادا کیا کہ خود مرزا غلام احمد کو اعتراف ہے کہ

”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کمری ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرینٹ صاحب کی تاریخ ریسمان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بدھکر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔“

(اعتماد و ادب الاظہار شملک کتاب البریہ صفحہ ۱۳۱ از مرزا غلام احمد) (درج ۱۳۱۳ھ)

اس کے بعد مرزا غلام احمد کے والد اور بھائی غلام قادر کو انگریزی حکام نے اپنی خوشنودی کے اظہار اور ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر جو خطوط لکھے ان خطوط کا تذکرہ بھی حوالہ بالا کتاب میں

۱۰۰ ————— خطہ عسائیہ اور ملکہ آسیامہ کے موصوف

میں نے انھیں یہ بتا دیا کہ ان کے پاس نہ مصلحتیں ہیں نہ

میں ان کے پاس ملکہ آسیامہ کے بھائی کے پاس نہیں ہے۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

۱۰۱ ————— خطہ عسائیہ اور ملکہ آسیامہ کے موصوف

میں نے ان کے پاس ملکہ آسیامہ کے بھائی کے پاس نہیں ہے۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

۱۰۲ ————— خطہ عسائیہ اور ملکہ آسیامہ کے موصوف

یہ خطہ عسائیہ اور ملکہ آسیامہ کے موصوف

میں نے ان کے پاس ملکہ آسیامہ کے بھائی کے پاس نہیں ہے۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

وہاں سے ان کے پاس نہ ملے گا۔

۱۰۳ ————— خطہ عسائیہ اور ملکہ آسیامہ کے موصوف

مکتور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں  
 سے اعلیٰ نظیر، اعلیٰ مسلمان مجھ نہیں ہوگا۔

(تاریخ برصغیر، ص ۲۳۲، مرادہ، حلقہ اولیٰ) (پوری، ص ۱۵۳، نمبر ۱۲)

یہی نہیں بلکہ چورس برٹش انڈیا میں آئی ”بہ نظیر خدمت“ لڑنے والے تینوں نے بقول مولانا  
 انصاری اعلیٰ عزت سے بارہ میں اتنے بڑے کام کیے کہ پیچھے رہ گئے۔ ان سے بھر سکتی ہیں۔

(برقی انقلاب، ص ۱۵۹، مکتبہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء) (پوری، ص ۱۵۳، نمبر ۱۲)

سرزادہ صاحب مرحوم، دہلی کے متعلق مذکورہ بالا لکھنے والے کسی اپنے مخالفین کو  
 دیکھا کہ برٹش سے نفرت اور جلال تھا اور اپنے قیام کو بڑے خود کشیہ چاہتے تھے اور اپنی ان وفاداریوں  
 اور اخلاص کو دہلی کے لئے اور اپنی تہ عزت کے لئے اس قدر عزت کی التجا کرتے تھے۔

(تاریخ مسلمانان ہند، ص ۱۹۹، پوری، مکتبہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء) (پوری، ص ۱۵۳، نمبر ۱۲)

=====

=====

=====

ہو اور تحتِ فرعون کی درپردہ مرید  
قوم کے حق میں سے امانت ہو کفیمِ اعلیٰ  
اتل نہ بے صبر

## اسلام کے ایک قطعی عقیدہ جہاد کی تفسیح

تحریر کی ان اٹھ شمار ہیں کہ حقیر تھا کہ سرورِ قادیانی نے علمِ کلام جہاد کے مفہوم کو نے کا  
علت کر دیا۔ مہمدا علیہ السلام کا ایک مقصد دینی فریضہ سے اسلام اور مسلمانوں کی بقا کا دار و مدار تھا پر اسے  
شریعتِ محمدی نے اسے قیامت تک سرسبز اور حیاتِ اسلامی کی حفاظت اور طاعتِ اللہ کا دار و مدار بنایا ہے۔  
قرآن ربیعہ کی بے شمار آیات اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار احادیث و روایات حضور اقدس  
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اہل بیت علیہم السلام ان کا ہر پہلو پر غماز و مقدمات یہ ہے کہ باقی جہاد وہ ہے اور جس  
سمانوں سے لے کر ایک اور عالمِ زمیں پر تعلق رکھتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح اشارہ ہے  
الجهاد خاص الی یوم القیامة (۱۰۱)

وَفَسَدُوا مِنْهُمْ حَتَّى لَا تُكُونَ فَتْنَةً وَلَا تُكُونَ لِلدِّينِ حُكْمًا لِلَّهِ اُورَانِ لَسَ تَعْلَمُونَ  
لَا رُكُوعَ لَهُ وَهُوَ اَمْرٌ بَاقٍ لَدُنْهُ اَوْرَانِ لَسَ تَعْلَمُونَ

مفسر صلی اللہ علیہ وسلم نے آیاتِ اہمہ کی حدیث میں فریضہ جہاد کی آیت اہمہ  
اظہارِ ظاہر فرمائی ہے

لَسَ يَرْحُ الْدِّينَ فَاِنَّمَا بِقَاتِلِ عَلَيْهِ عَصَابَةٌ مِّنْ لِّمُسْلِمِينَ حَتَّى  
تَقُومَ السَّاعَةُ

ترجمہ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ دین قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک  
سماعت قیامت تک جاری رہے گی۔ (مسند بخاری، صفحہ ۳۳)



لیکن مرزا غلام احمد نے انگریز کے بچاؤ اور تحفظ اور عالم اسلام کو ہمیشہ انکی حقوق غلامی میں بندھنے اور کافر حکومتوں کے زیر سایہ مسلمانوں کو اپنی سیاسی اور مذہبی سازشوں کا شکار بنانے کی خاطر نہایت طے و مد سے عقیدہ جہاد کی مخالفت کی۔ اور نہ صرف برصغیر میں بلکہ پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں بھی اس کو جاہری اور خفیہ سرگرمیوں کا موقع مل سکا جہاد کے خلاف نہایت شدت سے پروپیگنڈہ کیا گیا۔ مرزا صاحب کو جہاد حرام کرانے کی ضرورت کیا تھی۔ اس کا جواب ہمیں لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کے نام قادیانی جماعت کے ایڈریس مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۱۰۷۹ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۱ء سے نہایت واضح طور پر مل سکتا ہے۔ جس میں کہا گیا

”جس وقت آپ (مرزا غلام احمد) نے دعویٰ کیا۔ اس وقت تمام عالم اسلام جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا۔ اور عالم اسلام کی ایسی حالت تھی کہ وہ پھر دل کے پیچہ کی طرح بھڑکنے کیلئے صرف ایک۔ یا سوائی کا محتاج تھا۔ گمراہی سلسلہ نے اسی خیالی کی لغویت اور خلاف اسماں اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں افراد کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کیلئے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی اس کے لئے غیر معمولی عنایت کا موجب تھا۔ (حوالہ ہال)

جہاد منسوخ ہونے اور دنیا سے جہاد کا حکم، قیامت اٹھ جانے پر مرزا صاحب کس قدر حد و مد سے زور دیتے ہیں۔ ان کا اندازہ ان کی حسب ذیل عبارات سے لگایا جاسکتا ہے۔ اپنی کتاب ارجمین ۴ میں صفحہ ۱۵ کے حاشیہ پر چرچ ۳۳۳ ج ۱۶ مرزا صاحب لکھتے ہیں

”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت (۱) میں اس قدر حدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کہ گیا اور پھر بعض قوموں



رسالہ گورنمنٹ انٹرنی اور جہاد صفحہ ۱۲، ۱۵، ۱۶ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں  
 ”دیکھو میں (علامہ تادیانی) ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ  
 یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔“

ان تمام عبارات سے صاف ظور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک جہاد کی مخالفت  
 کا خاص حالات سے مجبور یوں کا تقاضا نہیں بلکہ اب اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ حرام اور ختم  
 سمجھا جائے نہ اس کیلئے شرائط پوری ہونے کا انتظار ہے اور کسی پوشیدہ طور بھی اس کی تعلیم جائز نہیں۔

تریق القلوب صفحہ ۳۲، ۳۳، ۵۱۸ میں لکھتے ہیں کہ:

”اس فرقہ (مرزائیت) میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ  
 یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو برتر جائز نہیں سمجھتا  
 اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کیلئے لڑائیاں کی جائیں۔“  
 ”اب زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔“  
 ”آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔“ (ایضاً، ۵۱۸، ۵۱۹)

## مرزائی تاویلات کی حقیقت

شیخ جہاد کے بارے میں ان واضح عبارات کے باوجود مرزائیوں کی دونوں جماعتیں آج کہتی  
 ہیں کہ چونکہ ۱۵۵۷ء کے بعد انٹرنی سلطنت قائم ہو گئی اور وسائل جہاد موقوف تھے واسلئے وقتی طور پر جہاد کو  
 موقوف کیا گیا۔ آئیے ہم اس غلط تاویل اور مرزائی غلط و کالت کا جائزہ لیں۔

(۱) پچھلی چند عبارات سے ایک منصف مزاج شخص بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مرزا صاحب کے  
 پاس جہاد کی ممانعت ایک وقتی حکم نہیں۔ نہ وہ کچھ وقت کے لئے موقوف۔ بلکہ وہ مکمل طور پر جہاد کے  
 خاتمہ، اسکی انتظار تک کی نفی اور ظاہری اور پوشیدہ قسم کی تعلیم کو بھی ناجائز اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دین کے  
 لئے لڑنا ممنوع اور منسوخ قرار دیتے ہیں۔

\_\_\_\_\_

... میں ثابت ہے اور ملک شہادیت کا موقع

[illegible]

— 100 —

میں نے یہاں پر اس قدر غور کیا کہ میری مصیبت پر تادم ہوا کہ غیبی کئی  
- بیوں کا یہ عقبتیں نے غیبی تحقیق و خدایہ ہمت کے ساتھ ان کی زبانوں کی آواز سے یہ سنا  
- دیا کہ ان میں سے ایک اور مرد کو اس کی طرف سے وہ کئی طرح کی بھیجیاں بھیج رہا ہے۔ میں نے اس  
- غیبی ہمت پر اس قدر حیرت و حیرت کی کہ یہ کئی بھیجیاں بھیج رہا ہے کہ وہ ان کی طرف سے  
- باتیں کر رہا ہے۔ اس کے پہلے اس نے ان کو جو بھیج دیا تھا وہ آج بھی بھیج رہا ہے۔ میں نے اس  
- پر اس قدر حیرت و حیرت کی کہ اس نے ان کو جو بھیج دیا تھا وہ آج بھی بھیج رہا ہے۔ میں نے اس  
- پر اس قدر حیرت و حیرت کی کہ اس نے ان کو جو بھیج دیا تھا وہ آج بھی بھیج رہا ہے۔ میں نے اس





اور یہ سب چھ مرزا صاحب نے اس سے لے کر

"تا کہ پانچ سو تیس ان شخصوں سے راہ راست پر آجائیں اور ان کے پاس

تو حضرت کا شکر کرنے اور انکی فخر تہناری سے صلہ احیت پیدا کریں اور

خدا اس کی ہر شے سرور پائے۔"

(ذکر حق ص ۱۸۱ نسخہ ۳۲۲) ۳۲۲ (۳۲۲) ۳۲۲

تبھی رسالت مجددی علیہ السلام نے ۱۲۸۱ھ میں اس سرکاری ہد و جہد کانصل مرزا صاحب  
کے اٹھا کر دیا یہ ہے کہ

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید جو تیس سے دیتے دیتے مسند

جہاد کے مقصد کم ہوتے جائیں گے۔ یوں کہ مجھے شیخ اور مہدی ان بیانی مسند جہاد

کا نیکو کرنا ہے۔"

نور مسند انگریزی اور جہاد ضمیر صفحہ ۷۷ (۳۲۲) ۳۲۲ (۳۲۲) ۳۲۲

"ہر ایک شخص جو میری ذات کرتا ہے اور مجھ کو شیخ مسعود انسانی روز سے

اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطع حرام ہے۔ لیکن شیخ

آپ کا نام بعد میری تعلیم کے عادی ہے اور نور مسند انگریزی کا سچا غیر خواہ اس کو

بنایا جاتا ہے۔"

یہ حقیقت کہ مرزائی تبلیغ و تعین اور تادم و دشمنوں کے محرکات اور متا بعد کیا تھے۔ مرزائی

مذہب کے بنی کے فہرہ اقوال سے خواجہ ہو جاتی ہے۔ اس پر بھی اگر تاویل کے پادوں میں

حقیقت کو پسند ہو تو یہ تو انہیں کھونے کے لئے مسب وین و قوت اور اعتراضات کافی ہیں کہ

مرزا صاحب مذہب ہندوستان میں بلکہ تمام دنیا میں بھی کسی قسم کے جہاد کے راہدار نہ

تھے۔ انڈیئن کے امیر امون اللہ خاں نے جہد حکومت میں نعمت اللہ خاں مرزائی اور عبد الحنف مرزائی

نور اللہ خاں کے متعلق فتوے سے مراد قرار دے کر قتل کر دیا۔ اس قتل نے تحریکات بھی تھے یہ





دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ دب قبرص میں احمدیہ عمارت کی افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن انگریز نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ میں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔“

## اسلامی جہاد منسوخ مگر مرزائی جہاد جائز

(۴) یہ امر حیرت اور حجب کا باعث ہے کہ ایک طرف تو قادیانیوں نے جہاد کو انتیفا و دہ سے منسوخ اور حرام قرار دیا مگر دوسری طرف انگریزوں کی فوج میں شامل مولر مسلمانوں کے ساتھ لڑنے صرف ان کے لئے جائز بلکہ ضروری تھی۔ تو یہاں مسلمانیت جہاد کی یہ ساری جدوجہد صرف انگریزوں اور کافروں کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد سے روکنے کے لئے تھی کہ وہ نہ تو اپنی عزت و ناموس اور نہ ملک و ملت کی نفاذ کے لئے لڑیں نہ اپنے دینی، اسلامی شعائر و معابد و مساجد کے لئے ہم جہاد بند کریں۔ لیکن انگریزی اقتدار کے فروغ و تحفظ کیلئے ان کی فوجوں میں شامل ہو کر بلا واسطہ امر پر بمباری ایک مقدس فریضہ تھا۔ مرزا محمود احمد نے کہا:

”صدقات کے قیام کیلئے گونہ منت کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کیلئے گونہ منت کی مدد احمدیوں کا نہ ہی فرض ہے۔“

(تخلیہ مرزا محمود احمد، الغنم ۲ مئی ۱۹۱۹ء)

قادیانی جماعت نے لارڈ رینڈنگ کو اپنے ایڈریس میں بھی اپنی جنگی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کامل سے جنگ میں ہماری جماعت نے علاوہ ہر قسم کی مدد کے ایک ڈبل کپٹی اور ایک ہزار افراد کے ماتہ بھرتی کیلئے پیش کئے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی چھ ماہ تک رانچورٹ کور میں رضا کا راتہ کام کرتے رہے۔ (الغنم ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

ایک اور خطبہ جمعہ میں مرزا محمود احمد نے کہا کہ شاید کابل کے ساتھ ہمیں کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑتا (آگے چل کر کہا) کہ پس نہیں معلوم کہ ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔

(الفضل ۲۲ فروری ۲۳ مارچ ۱۹۲۲ء)

امن و آشتی اور اسلامی نظریہ جہاد کو ملاؤں کے وحشیانہ اور جاہلانہ اور بیہودہ خیالات قرار دینے والے مرزائیوں کے حقیقی ضد و خال مرزا محمود احمد غلیفہ دہلی کے ان الفاظ سے اور بھی عیاں ہو جاتی ہے انہوں نے کہا کہ:

”اب زمانہ بدل گیا ہے دیکھو پہلے جو مسیح (حضرت عیسیٰ) آیا تھا اُسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا مگر اب مسیح اس لئے آیا ہے کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دے۔“

”پہلے عیسیٰ کو تو یہودیوں نے صلیب پر لٹکایا مگر اب (مرزا غلام احمد) اس زمانے کے یہودی صفت لوگوں کو سوئی پر لٹکائیں گے۔“

(تقدیر الہی صفحہ ۲۹ مصنفہ مرزا محمود احمد)

اس سے اندازہ ہوا کہ اسلام کے نظریہ جہاد کو منسوخ قرار دینے اور سارے عالم اسلام میں اسکے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے بعد اپنے لئے اور سامراجی مقاصد کے لئے جہاد اور قتال کو جائز قرار دینے کے لئے کیا کچھ نہیں کیا جا رہا تھا۔ ان تمام باتوں کو سامنے رکھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمانوں کا کافروں یا خود ان کے خلاف لڑنا تو ہمیشہ کے لئے حرام تھا۔ مگر سیاسیات کے جھنڈے تلے یا کسی کافر حکومت کے مفاد میں یا خود مرزائیوں کے لئے جہاد اور قتال اور لڑنا لڑنا سب جائز ہے۔

## مرزا غلام احمد اور مرزائیوں کی تبلیغی خدمات کی حقیقت

فحاشا للہ اور بدیہہ امریکی محکمہ میں قادیانوں کے تبلیغ کے نام پر استعماری سرگرمیوں سے ان کے تبلیغ اسلام کی خدمات کی قلعی ڈھکیں برقی سے مارتی ہیں۔ ایک مرزا صاحب کی خدمات سے مسلمہ میں اس کے علاوہ اسلام میں مزاحمت نہ رہے وہاں کے امریکی دانشوران کا تذکرہ ہے ہیں ان کا یہ جانتے کہ انہوں نے کون کون سے امریکی سائنس دانوں کے نام کے نام میں جاسوسی کر کے اور اب بھی قادیانی دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرتے چلے گئے ہیں ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسا کہ وہ نہیں کرتا چاہیے۔ اس کے بعد ان غلامی کو جس میں بدوہم تعلیم یافتہ امریکی جتے رہتے ہیں مرزا صاحب کی سیدہ صاحبہ جتوں سے اور مرزا پست ہیں جو بانی کو یا میت کے آئینے میں صمد اور میت کے حوالہ کی حوالی سے جیسا کہ امریکی جتوں کے جیسا کہ مشنریوں کی اجتماعات غیر تحریروں اور اسلام پرانے کے پر جان حملوں سے مسلمانوں کے اندر غمزدگیوں کے خلاف پڑ جوئی، حمل کا خطرہ محسوس یا قہر اس عام جتوں کو مانے جیسے صحت بھی کی ہر یہ جیسا میں کا کسی قدر شکی سے جواب دیا اور شکستہ میں میرا یہوں کے خلاف مانتیں۔

تاریخ القادریہ محبوبہ نئی، مرزا غلام احمد قادیانی ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۳ء، ج ۱، ص ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱



چند سطور کے بعد لکھتے ہیں

”سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقار میں آیا ہی ہے کہ شکست مسمیٰ سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں بدعوہ سے کہتے ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اول درجہ کا خیر خواہ و گورنمنٹ انگریز کی کا ہوں۔ سو کلمہ مجھے نہیں باتوں نے خیر خواہی میں اذان درجہ کا بنا دیا ہے۔

(۱) اذل والد مرحوم کے اثر نے

(۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔

(۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے احسان نے۔“

(سنہ ۱۳۰۹-۱۳۱۰) پندرہ، ج ۱۵ ص ۲۹۱

دوسری بڑی وجہ مرزا صاحب کے ایسے سخی خیرات اور مناظروں کی یہ تھی کہ وہ ابتداء اس طرح عام مسلمانوں کی عقیدت اور توجہات اپنی حرف مبذول کرتے چلے گئے اور ساتھ ہی ساتھ اسلام کے دفاع میں جن مسائل پر بحث کا ہارنگ کر رہے تھے اسی میں آئندہ اپنے دعویٰ نبوت و رسالت کے لئے فضا بھی ہموار کرتے چلے گئے اور اسلام کی تبلیغ کے نام پر شکر میں پٹی ہوئی ذہن کی ایک مثال آریہ ہن سے معجزات انبیاء کے اثبات پر مرزا صاحب کا منظرہ ہے جس میں اثبات معجزات کے ضمن میں انہوں نے یہ بھی ثابت کرنا چاہا ہے کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں معجزات کا صدور متوقع ہے بلکہ ہر جہ کہ معجزہ بنیادی طور پر نبوت و رسالت کا لازم ہے اور جب نبوت و رسالت حضور نبی کریم پر ختم ہو چکی تھی تو اس کے لوازمات، معجزات وحی وغیرہ کا ہر دور میں متوقع ہونا بحث و مناظروں سے پردہ میں اپنی جھوٹی نبوت کے پیش بندی نہ تھی تو اور کیا چیز تھی؟

## تصفیٰ و خیرہ

درحقیقت جب ہم سرزائجام احمد کی ربیع صدی کی تصفیٰ و ملی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی تمام تحریری و تقریری سرگرمیوں کا محور صرف یہی رہتا ہے کہ انہوں نے پودہ سو سال کا ایک مشفق، طے شدہ اجتماعی "مسند حیات و نزول مسیح" کو نشانہ تحقیق بنا کر اپنی ساری جدوجہد و دست و پاؤں اور مسیح و عہد ہونے کے دعویٰ پر مہذول کردی۔ مسلمانوں کو عیسائیوں کے عقیدہ و مشیت اور بندہ و عہد کے عقیدہ و تہذیب کی طرح عقل و بروہی اور مجازی گورکھ و ہندوں میں الجھانا چاہا۔ جدلیات اور مقصودوں کا ایک نہ ختم ہونے والا چکر، یہ مرزا صاحب کی علمی اور تبلیغی خدمات کا دوسرا نام ہے۔ اگر ان کی تصنیفات سے ان کے متفاد و دعوے اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل و مباحث نکال لئے جائیں تو جو کچھ بچتا ہے وہ جہاد کی حرمت اور حکومت انگلیشیہ کی اطاعت، دلی و فاداری اور خلاص کی دعوت ہے۔ جبکہ ہندوستان پہلے سے چلی و پھری اور سیاسی انتشار کا مرکز بن چکا تھا اور ہم اسلام مغرب و ہند پرست تہذیب اور فوہر اموش تھان کی لپیٹ میں تھا تو ہمیں مرزا صاحب کی تصانیف اور "مسیحی خدمات" میں انبیاء کرام کے طریق دعوت کے مطابق کوئی بھی واقع اور کام کی بات نہیں ملتی۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے اپنے قلم اور زبان سے ذریعہ مذہبی اختلافات اور دینی جھگڑوں کے شکار ہندوستانی مسلمانوں کو مزید دینی انتشار اور غیر ضروری مذہبی کشمکش میں ڈال کر ان کا شیرازہ اتحاد پاش پاش کرنے کی کوشش کی۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

ہے زندہ فقط وحدت انکار سے ملت  
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الہاد  
اقبال ضرب کیم

## مرازمیت اور عالم اسلام

اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے

”ہر کسی نے ہی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی  
بنیادنی نبوت پر رکھے اور بدعم خود اپنے الہامات پر اعتقادات رکھتے  
والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے، مسلمان اسے اسلام کی وحدت کیلئے  
خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے  
استوار ہوتی ہے۔ گاد یا نیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد  
کیلئے مہلک ہے۔ یہ اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہے،  
گویا یہ تحریک بنی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔“

اقبال حرف اقبال

## سامراجی عزائم کی تکمیل

سابقہ تفصیلات کے علاوہ مرزا قلام احمد اور اس کی جماعت نے پورے عالم اسلام کے ساتھ استعماری عزائم کی تکمیل کی خاطر جو رویہ اختیار کیا اس کی چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہوئے فیصلہ خود ہر انصاف پسند شخص پر چھوڑا جاتا ہے کہ کیا ایسی جماعت سامراجی جماعت کہلانے کی مستحق نہیں؟ اور یہ کہ اُس نے پورے عالم اسلام کے اتحاد اور سلامتی کو برہاد کرنے کی کوششیں کیں یا نہیں؟ اور یہ کہ عالم اسلام کو نوآبادیاتی نظام میں جکڑنے اور انگریزوں کا غلام بنانے میں قادیانیوں کی تمام تر ہمدردیاں انگریزوں کے ساتھ تھیں یا نہیں؟ وہ انگریزوں کے فتح پر چراغان مناتے، خوشی کے جشن برپا کرتے، انگریزی فوج کو "ہماری فوج" اور مقابلہ میں مسلمانوں کو دشمن کی فوج قرار دیتے۔

## عراق و بغداد

جب انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرنا چاہا اور اس فرض کے لئے ڈاؤن ہارڈنگ نے عراق کا دورہ کیا تو مشہور قادیانی اخبار الفضل نے لکھا:

"یہنا اس نیک دل وافر (ڈاؤن ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں۔ کیونکہ خدا ملک گیری اور جہاں بانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو انکی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے مشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائیگا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔"

(الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۰۳ ستمبر ۱۹۱۵ء فروری ۱۹۱۵ء)

پھر اس واقعہ کے آٹھ سال بعد جب انگریزوں نے بغداد پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو شکست



Figure 1

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں اس مچھلی کو جو نے مجھے بلع لیا ہے اسے نکال دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمایا اور وہ مچھلی اس کے پیٹ سے نکال دیا۔

— 25 —

نہایت ہی دلچسپ اور دلکش ہے۔ یہ ایک دلچسپ اور دلکش ہے۔  
یہ ایک دلچسپ اور دلکش ہے۔

(1) The first part of the paper discusses the importance of the

— 25 —

کتابت و کتب خانہ کے لیے موزوں ہے۔ اس کی وجہ سے اس کی کتب خانہ کی حالت بہتر ہوگی۔

پیش خالق کے بعد یہاں امرزانی کی تصویر

تو یہ دعا پڑھا جس سے سارا عالم کیڑے کا جلتا رہتا ہے اور جس سے مٹی کی  
دکانوں کی گھڑیاں گھومنے لگتی ہیں۔ یہ دعا ہے جو ان اوراق میں درج ہے اور یہ دعا  
عربیہ اور فارسی میں ہے۔ اس دعا سے تم کو جو کچھ چاہو وہ ملے گا۔

مسئلہ فائلیں اور قیام امن ایٹم سے پیدا ہونے والی

— 254 —

۱۔ یہودیوں نے اپنے مذہب کی تعلیمات کے تحت یہودیوں کو یہودیوں سے نفرت کرنے کی تلقین کی ہے۔





بالآخر جب برطانوی وزیرِ خارجہ مسٹر بالفور کے ۱۹۱۷ء کے اعلان کے مطابق ۱۹۴۸ء میں بڑی ہوشیاری سے اسرائیل کا قیام عمل میں آیا تو جن جن کفرِ فلسطین کے اصل باشندوں کو نکال دیا گیا۔ مگر یہ سعادت صرف قادیانیوں و نصیب ہوئی کہ وہ بلا خوف جھجک وہاں رہیں اور انہیں کوئی تعرض نہ کیا جائے۔

خود مرزا بشیر الدین محمود نہایت فخر یہ انداز میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”عرب ممالک میں بے شک ہمیں بس قسم کی اہمیت حاصل نہیں جیسی ان (یورپی

اور افریقی) ممالک میں ہے پھر بھی ایک طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہو گئی ہے

اور وہ یہ کہ فلسطین کے عین مرکز میں اگر مسلمان رہے تو وہ صرف احمدی ہیں۔

(الفضل لا بد ص ۵۰، ۳۰ مائست ۱۹۵۰ء)

مرزا محمود کے جماعت کو اس طرح کی اہمیت کیوں نہ تھی، جبکہ مرزا محمود خیفہ دوم نے فلسطین

میں یہودی ریاست اسرائیل کے قیام و استحکام میں صیہونوں سے بھرپور تعاون کیا۔“

(۱) سابق جلد ۹، شمارہ ۲، بحوالہ تاریخ احمدیت از دوست محمد شاہ قادیانی)

اور جب عربوں کے قلب کا یہ رستا ہوا تا سورا اسرائیل قائم ہوا۔ تمام مسلمان۔ یہ ستوں نے

اس وقت سے اب تک اس کا مقاطعہ کیا۔ پاکستان کا کوئی سفارتی یا غیر سفارتی مشن وہاں نہیں۔ پہلے

کہ اسرائیل کا وجود بھی پاکستان کے نزدیک غلط ہے، پاکستان عربوں کا بڑا امتیازی ہے۔ مونٹ کرمل،

کبیر (غیر) میں ان کے استغوثی اور جاسوسی سرگرمیوں کے اڑے قادیانی مشنریوں کے پردے میں

قائم ہوئے۔ یہ تعجب اور حیرت کی بات نہیں تو کیا ہے۔ کافی عرصہ تک جس اسرائیل میں کوئی عیسائی

مشن قائم نہ ہو سکا اور بعد میں کچھ عیسائی مشنیں قائم ہوئیں تو اسرائیل کے سب سے بڑے دینی

شٹوٹگورین نے آرج بشپ آف کنٹریری، ڈاکٹر ریمزے اور کارڈنل پاوری ہی نان سے خصوصی

ملاقات کر کے ان پر زور دیا کہ اسرائیل میں عیسائی مشنریوں پر پابندی عائد کریں۔

عیسائی مشنوں کے خلاف اسرائیل میں منظم تحریک چلی، عیسائی مراکز پر حملے ہوئے، دکانوں

اور باکوں کے شٹوں کو جلا، معمول بن گیا۔ مگر ۱۹۶۸ء سے ستمبر تک ۶۶ سال (بلکہ ۱۹۵۸ء سے اب

۲۰۰۰ء تقریباً پانچ سو سال پہلے کے یزیدیوں نے قدیانیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ ان کے سرپرستوں کو روکا جانے کوئی معمولی رکاوٹ تھی جو اس کا واضح ثبوت ہے کہ وہ مزاحمتیہ اپنے مفادات کی خاطر متفقہ رہتے تھے۔

اسلام کی تبلیغ کے لیے عربیہ مسلمانوں اور پانچ سو سال پہلے کے سب سے پہلے ان اسرائیلی ہیں۔ قدیانیوں کا مشن ایک نئے فلسفے نہیں تھا، یہ ہے۔ اس لیے فلسفہ یہ کہ عربوں کے لیے مختلف وقتوں سے ہے۔ یحییٰ اور اسحاق اور یاسین سے یہ فلسفہ کا باعث بن ہوا، لہذا جب کہ بات نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ فلسفہ عربیہ قوم کی جاسوسی، فتنہ، مضمحلہ عرب، انہم اسلام کے معنی، خدائی حیات اور دینی جذبات معلوم کرنے کے لیے عربوں کے خلاف کارروائیاں کرنے اور عالمی استعمار اور یہودی اقتصادیات کے لیے راستہ تلاش کرنے میں سرگرم رہتے ہیں۔

## اسرائیلی مشن

قدیم اسرائیل سے لے کر اب تک مسلمانوں اور مسلمانوں کی اس سلامتی میں تبدیلی سے متعلق نہیں۔ لیکن جب آپ نے یہ فراموش نہ کی کہ یزیدیوں نے ہمت اسرائیلی فلسفے کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے راقی عبادت سے کام لے کر کہ حکومت پاکستان کو اس کا علم نہیں۔

”یہاں زعفران پہلو دار تو“

یہاں سب سے پہلے انہوں نے عبادت میں اسرائیل کے قدیم مشن کا تہہ چھوڑ دیا تو یزیدی ہاشمیاری سے کہا گیا کہ اپنے متین ہیں مگر قادیان بھارت کے ماتحت ہے۔ یہ ایک ایسا جھوٹا قہر کہ خود یزیدی تحریک جدید کے ساتھ انہوں نے ۱۹۶۶ء سے یہاں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس لیے کہ صفحہ ۲۵ پر مشہور ہے یہاں کے شخص میں اسرائیل میں واقع دیر نے قادیانی مشن کی تفصیل دی تھی۔ جس کی فوٹو اسٹیٹ کوئی، گنگے صفحہ پر منسلک ہے۔



## اسرائیل مشن

نیریباں اسرائیل میں تو دینی مشن کا ایک اور ثبوت مع اصل عورت پیش کرتے ہیں۔ یہ وقتناہی تقارینوں کی شائع کردہ کتاب "دور در اسرائیل مشن" موزمبارک احمد صوفی کے شائع کردہ الہیہ دین مشن رپورٹ سے یہ نیت مولفہ کتاب مرزا محمد احمد کے پوتے ہیں۔

تھو یہ مشن اسرائیل میں دین (وائٹ ٹرسٹ) کے مقصد پر واقع ہے اور ماں مرنی ایک تہذیبیہ مشن ہاؤس، ایک ایمری ایک بلڈ ڈاؤر ایک کول ڈاؤر ہے۔ دورے مشن کی طرف سے اجترائی کے نام سے ایک ہاؤس مرنی ہاؤس ہے جو میں مختلف ممالک میں بھیجا ہوا ہے۔ مشن موزمبارک احمد مشن نے عربی میں تو دین ہیں۔ فمہین کے قیام ہونے سے یہ مشن کافی اتار ہوا چند ممالک میں وقت اسرائیل میں موجود ہیں۔ دورے مشن اس کی برکھن خدمت کر رہا ہے اور مشن کی موجودگی کے لئے کچھ ممالک میں مشن نے وہ دیر کے مکر سے ملے اور ان سے شہادت و شہادتیں لیں اور ان کے لئے یہ جماعتیں بنائیں جو پیر میں دین کے قریب وہ ایک کول ہاؤس کی اجازت کے لئے ہیں۔ یہ علاقہ ہاؤس جماعتوں مرکز ہاؤس ہے۔ کچھ ممالک میں جو میرا جب ہماری مشن کی لینے سے تقریباً ۱۰۰ دینہ۔ چار ہزارین بھی آئے مراد تھے۔ ان کو پر وقار استقبال کیا گیا۔ اس میں برکت کے سرکردہ کچھ دوسرے۔ ان اب طرحی موجود تھے۔ ان کی آمد کے عزائم میں ایک جلسہ بھی منعقد ہوا جس میں انہیں بیان دے پیش کیا گیا۔ واپس سے پہلے میرا صاحب نے اپنے ان اثرات کچھوں کے رشتہ میں بھی گزیر گئے۔ جو ان کی حالت کے مدد ہونے کو ثبوت ایک پھونٹے سے منعقد ہوا دین واقع ہے ہو سکتا ہے۔ ۱۹۵۶ء میں جب ہمارے پوتے محمد شریف صاحب رپورٹ پاکستان واپس تقریباً ۱۰۰ تھے۔ اس وقت سر اس کے بعد نے دینی مشن کو یقین دہانیا کہ یہ ہماری صاحب رانگی سے پہلے صدر صاحب سے ہیں۔ واقع سے وہ انھیں مراد ہوا ہے صاحب نے یہ قرآن مجید کو نسخہ جو جی ہاؤس میں تھے صدر مشن کو پیش کیا جسکو خاص دلی سے قبول کیا گیا۔ چوتھی صاحب کا صدر صاحب سے ملنا اسرائیل سے رپورٹ پر تقریباً یہ دین کی ملاقات اخبارات میں چلی گئیوں سے شائع کیا ہوا۔

## ISRAEL MISSION

The Ahmadiyya Mission in Israel is situated in Haifa at Mount Karmal. We have a mosque there, a Mission House, a library, a book depot, and a school. The mission also brings out a monthly, entitled *Al-Bushra* which is sent out to thirty different countries accessible through the medium of Arabic. Many works of the Promised Messiah have been translated into Arabic through this mission.

In many ways the Ahmadiyya Mission has been deeply affected by the Partition of what formerly was called Palestine. The small number of Muslims left in Israel derive a great deal of strength from the presence of our mission which never misses a chance of being of service to them. Some time ago our missionary had an interview with the Mayor of Haifa, when during the discussion on many points, he offered to build for us a school at Kababeer, a village near Haifa, where we have a strong and well-established Ahmadiyya community of Palestinian Arabs. He also promised that he would come to see our missionary at Kababeer, which he did later, accompanied by four notables from Haifa. He was duly received by members of the community, and by the students of our school, a meeting having been held to welcome the guests. Before his return he entered his impressions in the Visitors' Book.

Another small incident, which would give readers some idea of the position our mission in Israel occupies, is that in 1956 when our missionary Choudhry Muhammad Sharif, returned to the Headquarters of the movement in Pakistan, the President of Israel said that he (our missionary) should see him before embarking on the journey back. Choudhry Muhammad Sharif utilized the opportunity to present a copy of the German translation of the Holy Quran to the President, which he gladly accepted. This interview and what transpired at it was widely reported in the Israeli Press, and a brief account was also broadcast on the radio.

( OUR FOREIGN MISSIONS )  
( by Mirza Mubarak Ahmad )





ہے۔ یہ ہندوستان سے پہلی وقتی حکومتی ہے۔ جس میں اس تاریخی اور  
 فائز کے فیہ اتحاد چاہیے جو ہندوستان یا پاکستان کے خلاف رہتا ہے۔ یہ  
 تاریخی اتحاد ہمراہ ہے۔ انہیں پر کی قوت سے تین اقوامی اثرات سے  
 فریٹے۔ اور انہی طاقتوں میں اپنے لحاظ سے کام لے کر ہندوستان کی ہر  
 طرف سے دیکھا کہ انہیں پر جو یہ مضرب لگانے کا لفظ مانا جا سکتا ہے۔ یہ کام نہایت  
 دراز ہے۔ مگر انہی کے ساتھ اور انہی کے ساتھ لکھتے ہوئے چاہیے۔

(پروفیسر کے ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۰ء کے وقت ہندوستان کی ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۳ء)

بن لوہیہ کے پاکستانی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا  
 جواب میں یہودیہ کی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا  
 "پاکستانی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا  
 سے ہیں۔ یہودیہ کی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا  
 قوت سے ہیں۔ یہودیہ کی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا  
 پاکستانیوں کے اندر سے جب اس کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا

(۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۳ء کے وقت ہندوستان کی ۱۹۷۰ء اور ۱۹۷۳ء)

انہی قوت سے ہیں۔ یہودیہ کی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا  
 سے ہیں۔ یہودیہ کی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا  
 میں سے ہیں۔ یہودیہ کی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا  
 نظام سے ہیں۔ یہودیہ کی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا  
 انہی قوت سے ہیں۔ یہودیہ کی فوجی سربراہ اور انہی قوت کا فریٹے وہ کیا چیز ہے اس کا

مہر امت جہاں کی ہم بردار ہیں انہیں بھی دینی پورے سے نماز اسلام پر یہ پاکستان میں اس کی منظور نظر میں کبھی واضح رہے کہ بہت جلد سب سہ مراعات غنیمتوں اور سیدہ بنوں مشرقی پاکستان کی شکل میں اپنی جذبات منہ دکھانے کی موقوف ہاتھ آیا تو دسراٹکی درمیان خطہ اویان کے نہ صرف اس تحریک علیحدگی کو مراد بلکہ برادریت ضروری ہتھیار بھی فراہم کرنے کی پٹھان کی۔

(ایڈیٹر ایچ اوز، سٹاک ہولم، ۸ دسمبر ۱۹۷۱ء، صفحہ ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴)

اس نے شرمو جو وجود پر اظہار و التقاضی کے اس بیان سے اور مزید تقویت ملتی ہے جس میں انہوں نے اصرار کیا کہ پاکستان کے عوام اتحادیت ۱۹۷۱ء میں امریکی رویہ پاکستان میں آیا اور انتخابی مجرم میں اس کا استعمال ہوا۔ سرحد روپیہ مرزا نے اسے از رو نہیں دیا اور چوتے آیا اور پاکستان کے وجود کے خلاف "کل اریب" میں تیز رفتاری سے سازش جس کا اختلاف بنیاداً حسب نے "الام" امریکہ کے ایچ پی سسٹم میں مکمل کو اسے وجود دیتے ہوئے کیا، کیسے پر وہاں چڑھی بلکہ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ حوالہ دیا بی مشغول نے اس کوئی رابطہ نہیں تھا۔

افریقہ دینی جماعت بین الاقوامی عہدیت کی آواز نہ ہوتی اور اسے اسے اسرائیل اور مسلمانوں کے خلاف اس کا کردار تہمت جھنڈا نہ ہوتا تو ابھی بھی اسرائیل کے دروازے ان پر نہ کھل سکتے۔ تو دینی اس بارہ میں جڑا، مرتبہ تبلیغ و دعوت اسلام کے پر اس میں پناہ دینا چاہیں مگر یہ سوال اپنی جھڑپ نم رہے گا کہ اسرائیل میں کیا یہ تبلیغ ان کے یوں پر کی جا رہی ہے جنہوں نے عہدیت کے نہ علم اپنے جاد اور اور اوجان و شیر دیکھا اور قوم سیدہ بنوں کے تحت اسرائیل میں اس کے سوا دین کے مسلمان عربوں پر مستحق تبلیغ کی جا رہی ہے جو پہلے سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوش ہیں اور عہدیت کے نظام سہر رہے ہیں۔

اسرائیل نے ۶۵ء اور پھر ۷۳ء میں عربوں پر مغربی ملکوں کی مدد سے پھر پورہ جو دھانہ دیا گیا، بٹلہ پھرتی تو قدایانوں کو اسرائیل سے باہمی روابط و تعلقات کے تھامے پورا کرنے اور حق دہشت



جائشیں ہو اور دنیاوی لحاظ سے اس کو اپنا بادشاہ اور سلطان یقین کریں، جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہیں۔ پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے بادشاہ حضور سلطان ملک معظم ہیں۔ سلطان ترکی ہرگز خلیفہ المسلمین نہیں۔

## قادیانی، صیغہ اُمور عامہ کا اعلان (۱)

”اخبار لیڈر الہ آباد مجریہ ۲۱ جنوری ۱۹۲۰ء میں خلافت کانفرنس کا ایہ ریس بخد مت جناب دائے سرائے شائع کیا گیا ہے۔ فہرست دستخط کنندگان میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نام سے پہلے کسی شخص مولوی محمد علی قادیانی کا نام درج ہے۔ مولوی محمد علی کے نام کے ساتھ قادیانی کا لفظ محض لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے لکھا گیا ہے۔ ورنہ قادیان یا قادیان سے کوئی تعلق رکھتے، ولا احمدی نہیں ہے۔ جو سلطان ترکی کو خلیفہ المسلمین تسلیم کرتا ہو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری سرگردوہ غیر مبائع ہیں۔ لیکن وہ لفظ قادیانی کے ساتھ لکھنے کے ہرگز مستحق نہیں ہیں۔ نہ اس لئے کہ وہ قادیان کے باشندہ ہیں۔ اور نہ اس لئے کہ مرکز قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا بذریعہ اس اعلان کے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ قادیان سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ کہ سلطان ترکی خلیفہ المسلمین ہے۔“

(مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۷ نمبر ۶۶، ۶۷، فروری ۱۹۲۰ء)

خلافت جمادیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور عربوں کو ترکوں سے لڑانے میں قادیانی انگریز کے شانہ بشانہ شریک رہے اس کا ایک اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے جو دمشق کے ایک مطبوعہ رسالہ ”الاقادیانیہ“ میں مرزا یوں کے سیاسی خط و دخل اور استعماری فرائنش و مناصب کی نشاندہی کے بعد

نہیں یہ کہ یہ پہلی جنگ مقدسہ میں انگریزوں نے سرزاد شیر احمد کی شہادت کے بعد ان کے بھائی عابدین عابدین سہیل کے ساتھ یہ بھی کیا۔ ان پانچویں آدمیوں کے ساتھ درجہ حال پانچویں کی عمر تھی ۱۹۹۱ء میں قدس کے یہودیوں میں اینیٹس کا پتھر زونیا لینا کی وجہ امریکی فوجیں دمشق میں داخل ہوئیں تو ان کے لئے ایک لبادہ اجمار اور تلکریزی کمر میں آگیا اور عربوں کو ترکوں کے لئے بھڑانے کی جگہ کا اچھا دت رہا۔ عراقی اس سے واقف ہوئے تو کورسہ نہ دیا ان کے لئے رہنے پر زور دیا۔ عینی عراقی حکومت نے ہائی تو بھڑک کر قادیان آگیا اور ناظر اسور کا مدد دیا گیا۔ (پہلی اسرائیل عقی ۷۲۴، ۲۵۰، ۱۹۹۱ء کا بیان ص ۱۵۰)

یہ واقعہ نقل کر کے کے بعد ترجمانہ لکھا گیا ہے کہ کسی بھی مسلمان جس نے یہ بات میں مراد انکوں کے لئے کوئی جگہ نہیں جگہ ان کے لئے ایسے ۵۰۰ سالوں کی بددست پانچویں کو عربوں میں مدد دیا جاتا ہے۔ تھوڑا عادت تھوڑے سے جگہ پہنچی اس نے وہ جس بھی مرزائیس کی سزا نہیں باری رہیں اور یہ وہیت ہے کہ سب سے زیادہ ترقی میں وہ قادیانی تھیں جن کی تھوڑی سی مرزائیس کی مرزائیس تھیں۔ وہ میں مشہور ہے کہ وہ قادیانی تھے اور مصطفیٰ کریم کو قتل کرنے پر مامور تھا اہلین راز قوش ہونے پر سات کے سات آ رہا ہے۔

## افغانستان

موجودہ افغانستان کے خلاف سازش منھوڑا اور جس کے جذبہ بی ممانعت اور مدد ملے طور پر پہلے آچکے۔ مزید چند حقائق ہیں۔

### جمعیۃ الاقوامہ سے افغانستان کے خلاف مداخلت کی اپیل

”جماعت احمدیہ نے امام سرزاد شیر احمد بن محمود صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے ”نیٹ عوام“ سے چار درائی کی ہے کہ جن میں بندہ پوچھتا ہے کہ نیٹوں اور سپر نٹنڈنٹ کے روبرو احمدی مسلمانوں کو کھٹ لے کر ان کی طرف کیوں سے حکومت

کابل نے سنگ سار کر دیا ہے اسلئے دور افغانستان سے باز پرس کیجئے مداخلت کی جائے تم از کم ایسی حکومت اس قائل نہیں کہ مہذب سفنظوں کیساتھ بدردانہ تعلقات رکھنے کے قائل بھی جائے۔“

(افضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۵، ۲۸ فروری ۱۹۲۵ء)

امیر امان اللہ خاں نے نادانی سے انگریزوں کے خلاف جنگ شروع کی  
میاں محمود احمد نے اپنے خطبہ جمعہ مطبوعہ افضل جلد ۶، ۱۷ مئی ۱۹۱۹ء میں کہا:

”اس وقت (بعد شاہ امان اللہ خاں) جو کابل نے انگریزوں کے ساتھ جنگ شروع کی ہے نادانی کی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں، کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے۔ لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے۔ اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے صداقت کے قیام کیلئے گورنمنٹ برطانیہ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کیلئے گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو کہ تمہارے ذریعہ سے وہ شخص پیدا ہو جس کی مسیح موعود نے اطلاع دی۔“

جنگ کابل میں مرزا میوں کی انگریزوں کو معقول امداد

”جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی تب بھی ہماری جماعت نے اپنی طاقت سے بڑھ کر مدد دی اور علاوہ کئی قسم کی خدمات سر انجام دیں۔ ایک ڈیل کمپنی پیش کی بھرتی بوجہ جنگ ہونے کے رک گئی اور نہ ایک ہزار سے زائد آدمی اسکے لئے تیار

تکسوا، قصہ ہیں اور قوم ہو۔ سلطے نے پانی کے چھوٹے سے جہز، بے اور  
ہو رہے موجودہ نام کے چھوٹے بھائی نے ایٹا خدمت پیش میں اور چھوٹے تک  
فرانسپورٹ کوڈ میں امریکی ہورپ کا کرتے رہا۔

## افریقائی ممالک میں استعماری اور صیہونی سرگرمیاں

افریقہ، نیپاکا واندیر، غم ہے جہاں سے برٹش امپائر نے اپنا خدہ استبداد سب سے آخر میں  
اٹھا یا اور تاج تک کچھ خدے برطانوی سامراجی اثرات کے تابع ہیں۔ مغربی افریقہ میں قدیم یوں نے  
ابتداءً افریقہ میں برطانوی سامراج کے لئے افریقہ کے قحط کے دوران نے لئے جاسوسی کی "دی ٹیکس ج  
ہسٹری آف، "مطبوعہ ۱۹۷۷ء میں مذکور ہے۔

"THE AHMADIYYA FIRST APPEARED ON THE WEST AFRICAN  
COAST DURING THE FIRST WORLD WAR, WHEN SEVERAL  
YOUNG MEN IN LAGOS AND FREE TOWN JOINED BY MAIL IN  
1921 THE FIRST INDIAN MISSIONARY ARRIVED TOO  
UNORTHODOX TO GAIN A FOOTING IN THE MUSLIM INTERIOR  
THE AHMADIYYA REMAIN CONFINED PRINCIPALLY TO SOUTH  
ERN NIGERIA, SOUTHERN GOLD COAST SIERRA LEONE IT  
STRENGTHENED THE RANKS OF THOSE MUSLIMS ACTIVELY  
LOYAL TO THE BRITISH, AND IT CONTRIBUTED TO THE  
MODERNIZATION OF ISLAMIC ORGANIZATION IN THE AREA"

(THE CAMBRIDGE HISTORY OF ISLAM VOL. 2, EDITED BY HOLI, COMPTON AND  
LEWIS, CAMBRIDGE UNIVERSITY PRESS, 1970, P. 400)

ترجمہ: "پہلی جنگ عظیم کے دوران احمدی فرقہ کے لوگ مغربی افریقہ کے  
ممالک تک پہنچے جہاں ان کو مورفیری ناؤں سے چند موجودہ ان تک پہنچے۔  
۱۹۲۱ء میں پہلی ہندوستانی مستعرب وہاں آئی۔ اگرچہ یہ لوگ کسی عقیدہ کا پرچار نہیں





کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی ان کی آمد برطانوی فوج کی شکل میں ان کے استعماری مقاصد کے لئے ہوئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قادیانی غریب سے تعلق رکھنے والے دو فوجی، ریشٹن پیچے ان میں سے ایک کا نام "دین محمد" اور دوسرے کا نام "بابو اسماعیل خاں" تھا۔ دوستر ہویں رائل انٹرنری سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۱۵ء تک یہ فوجی اپنی تبلیغی کارروائیاں (فوجی ہو کر تبلیغی کارروائیاں) قابل غور ہے کرتے رہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے "انصر" المجلد ۹ شمارہ ۲۲ صفحہ ۷۸)

دو سال قبل افریقہ میں تبلیغ کے نام پر جو دو اسکیمیں "نصرت جہاں ریز رکنڈ" اور "آگے بڑھو" جاری کی گئیں، انکی دلت میل لندن میں رکھی گئی اور مرزا ناصر احمد نے انکا وٹ کھلایا۔  
(الفضل ریو ۲۵، جولائی ۱۹۷۱ء)

افریقہ میں اپنی کمرہ گویوں کے بارہ میں قادیانی مبلغ برطانیہ میں ستمبر ۱۹۷۱ء کی کمشنروں سے رابطہ قائم کرتے رہتے ہیں اور انہیں معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔ برطانوی وزارت خارجہ قادیانیوں کی ناقص مشقوں کی حفاظت کرتی ہے۔

اور جب کچھ لوگ برطانوی وزارت خارجہ سے اس تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ بڑے عظیم افریقہ میں قادیانیوں کے اکثر مشن برطانوی متبوعات ان میں کیوں ہیں اور برطانیہ ان کی حفاظت کرتا ہے اور وہ دیگر مشنوں سے زیادہ قادیانیوں پر مہربان ہے تو وزارت خارجہ نے جواب دیا کہ سلطنت کے مقاصد تبلیغ کے مقاصد سے مختلف ہیں۔ جواب واضح تھا کہ سامراجی طاقتیں اپنی نو آبادیات میں اپنے سیاسی مفاد اور مقاصد کو تبلیغی مقاصد پر ترجیح دیتی ہیں اور وہ کامیابی سے تبلیغیں نہیں مرزا کی مشقوں سے ہی ہو سکتا ہے۔

## افریقہ میں صیہونیت کا ہر اول دستہ

برطانوی مداخلت کے تحفظ کے علاوہ یہ قدیمائی مشن افریقہ میں اسرائیل اور صیہونیت کے بھی سب سے مطلوب اور وادار ہر اول دستہ ہیں۔ مرزا ناصر احمد صاحب نے ۱۳ جولائی ۱۹۷۳ء سے ۲۲ ستمبر ۱۹۷۳ء تک بیرونی ممالک کا جو دورہ کیا اس کی غرض و نیت بھی قطعاً سیاسی تھی لندن مشن کے محمود ہاں میں جو پوشیدہ سیاسی بینک ہو کس من کا مقصد افریقہ میں اسرائیل اور یورپی استعمار کے سیاسی مقاصد کی تکمیل تھی۔

(مستندائق جلد ۹ شمارہ ۲ صفحہ ۳۵)

افضل ربوہ یکم جولائی ۱۹۷۳ء نے لندن مشن کے پریس سکرٹری فوئد نذیر احمد کی اطلاع سے محابق مغربی افریقہ کے ان ممالک سے ان سفیروں سے ملاقات کی گئی جن کا مرزا ناصر احمد دورہ کر چکے ہیں۔ پریس سکرٹری لکھتے ہیں

”مغربی افریقہ سے ان چھ ممالک کے سفرا کو اپنی مساعی اور خدمات سے روشناس کرا سنے کیلئے کرم و محترم امیر احمد خاں، فیض آباد مسجد فضل لندن نے سہ ہفتہ کی قیادت فرماتے ہوئے جسٹس کرم یزدانی ہدایت اندہ منیر سکرٹری سفارت خانہ پاکستان اور ناکسار خوجہ نذیر احمد پریس سکرٹری مسجد فضل لندن ہزاریکس لیسٹن ایچ جی سی کی ہائی مشن متعینہ لندن سے ملاقات کی۔“

(افضل ربوہ ۲۸ جون ۱۹۷۳ء)

افریقہ میں ان مکریموں کی دعوت کارکردگی کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب تو عالمی صیہونی تنظیم (WZO) اور اس کی تمام ایجنسیاں اور اسرائیل کی ”جیوٹا ایجنسی“ کھل کر افریقہ میں قادیانیوں اور اپنی مذہبی مقاصد کے آلہ کار بنانے کی خبریں عربوں کے لئے شعلیں کا باعث بن چکی ہے۔ عرب اسرائیل جنگ کے بعد جن افریقی ممالک نے اسرائیل سے تعلقات توڑ لئے قادیانیوں نے ایسے ممالک کی خلاف حکومت تحریکوں کے ساتھ مل کر ان پر سیاسی دباؤ ڈالا۔

لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ

افرنیکی ٹمک میں ان مقاصد کے لئے لاکھوں آدمہ فردوزوں کو پہنچا کر یہ کہاں سے فراتم ہوتا ہے؟ یہ ایک معجزہ ہے جس نے ہر لمحہ عرب کے مشہور معنف علامہ محمد عسکریؒ کو انصواف کو بھی ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ وہ اپنی ایک تازہ تصنیف المخططات الاستعماریہ لمکافاة الاسلامہ کے صفحہ ۲۵۳ پر فرماتے ہیں

ولا تترك هذه الطائفة الكفرة تعبت في الارض فسادا وتسعى  
حاهدة لحرب ومكافحة الاسلام في كل ميدان خاصة في افريقيا  
ولقد وهبنا في رسالة من يومئذ في افريقيا الشرقية ومعها كتاب  
"حمامة البشري" وهو من مؤلفات كذاب فاذا بان احمد  
المسيح الموعود وانجهد في المعبود برعمهم وقد راع منه  
الكثير هالك وهو مني بالكفر والضلال

ورسالة التي وردتني من أحد كبار الدعاة الإسلاميين هناك يقول فيها: لقد ذهبنا وذهبي للإسلام من القديانية شي عظيم لقد استعمل أهل امرهم جداً وسقطوا كثيراً في دعايتهم ويعتقون أنموالا لا تدخل تحت الحصر، ولا شك فيها أموال الاستعمار والمشركين بل بلعني بها يكاد يكون مؤكداً أن هناك جمعية تبشيرية قوية مركزها أديس أبابا عاصمة الحبشة وأن ميراث هذه الجمعية لا يعبى دولاً وإنما متركزة لمحاربة الإسلام.

یہ کافر جس عت بیحد، بیحد زمین میں فساد پھیلا کر اسلام کی طاقت پر میدان میں اترلی  
 چلی آ رہی ہے خام کر افریقہ میں ان کی سرزمیناں بیڑی سے بوجھ رہی ہیں۔ بچھے اس  
 سسے میں مشرقی افریقہ جو مذہ سے ایک خط ملا جس کچھ تھوڑا ملام احمد کداب کی جو  
 نن کے رحم میں مسیح اور عہدی سوغو ہیں، کتاب ہمارے ایٹری اچھی تھی جو وہاں بڑی  
 قعداد میں تقسیم کی گئی اور جو کفر اور کمر اسی سے بھری بڑی ہے۔

یہ خط جو مجھے مسلمانوں کے ایک بڑے بڑے اعلیٰ اور ہنرمند نے لکھا تھا اس میں یہ تھا :  
 "ایک قادیانیوں کی روز افزوں سرگرمیاں ہم سے لئے اور اسلام کے لئے  
 سخت تشویش کا باعث بن گئی ہیں۔ یہ لوگ یہاں اتنی دھت مارتے ہوئے ہیں جو  
 حساب سے ہمارے اور ہمارے شاہدین کے مابین وہاں سامراج اور اس کے مشنری  
 اداروں کی تباہی دہشتا ہے مجھے تو یہاں شدت احساس پہنچی ہے کہ وہاں حبشہ کے ایسے  
 اباہ میں ان لوگوں نے ایک مضبوط مشن کا سارا نہایت کامیابی سے انجام دیا ہے اور یہ  
 مشن اسلام دشمنی ہی کے لئے قائم کیا گیا ہے۔"

علامہ اباب حبشہ کے اس مشن کے ۳۵ طبقوں و گروہوں (یعنی حسب سے ۳۵ گروہ  
 روپے) کا ذکر کیا ہے معلوم نہیں پیچھے کئی سال سے حبشہ میں مسلمانوں کی نہ تھک تھکی اور بڑھتی  
 میں اس کا سلسلہ چلے آیا اور اُنھیں جو کہ جو ملی فنڈ میمن کے نے مرزا ناصر احمد کے زیرِ نگرانی کر دیا ہے  
 انھیں کے جواب میں گروہ روپے تک جمع ہونے کے امکان کی سختی بھی سمجھ جائے۔ جس کا حوالہ انہوں  
 نے انھیں (۱۹۷۷ء مارچ ۱۹۷۷ء) میں اپنے پیروں و شاگردوں کے ذریعہ انھیں پڑھ کر سامنے اسے  
 اور کیا انداز لگایا جاسکتا ہے کہ امرافقہ ایسی تک فرنگی شرطوں کے پیرستہ ہونے سے مکمل طور پر نجات  
 حاصل نہیں کر سکا اور وہ ملی سپورٹ کی بھی آج تک وہ نہ ہو اپنے تو اور وجوہات کے علاوہ انکی ایک وجہ  
 اسلام اور عام اسلام سے دیرینہ غداری کرنے والی مرزائیوں کی ہمت بھی ہے۔

## مسلمانان برصغیر کی فلاح و بہبود کی تنظیمیں اور مرزائیوں کا کردار

اب ہم برصغیر کے تحریک آزادی مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی تحریکوں کے مسئلہ میں ابتداء  
 سے نظر ایک مرزائیوں کے کردار، ان کے نقطہ نظر کی سیاست عزائم اور سرگرمیوں کا مختصر جائزہ دیتے ہیں۔  
 انگریز کے دورِ غلامی میں برصغیر میں مسلمانوں کے نشاۃ ثانیہ کی بھی تحریکیں انھیں، مذکورہ تنظیمات  
 سے بخوبی واضح ہو چکا کہ مرزائیوں کے نہ صرف امریز کی خوشنودی لینے اسے نقصان پہنچایا، بلکہ اسے





[illegible][illegible]







میں نے کہا کہ میں نے یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔

یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔

یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔

یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔

یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔

## قیامِ پاکستان کی منی منت نے اسباب

یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔  
 یہ سب سنا ہے، مگر میں نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے۔

۱۔ اس وقت کہ جس نے وہاں سے گریز کیا تو اس نے اس کے لئے کئی کھنڈے بنائے۔  
 ۲۔ یہ وہاں سے گریز کرنے والے کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۴۔ تو اس نے وہاں سے گریز کیا۔  
 ۵۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۶۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۷۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۸۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۹۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۱۰۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔

۱۱۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۱۲۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۱۳۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۱۴۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۱۵۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۱۶۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۱۷۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۱۸۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۱۹۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۲۰۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔

۲۱۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۲۲۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۲۳۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۲۴۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۲۵۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۲۶۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۲۷۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۲۸۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۲۹۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۰۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔

۳۱۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۲۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۳۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۴۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۵۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۶۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۷۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۸۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۳۹۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔  
 ۴۰۔ اس کے لئے ایک کھنڈہ بنایا۔

دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اپنے مسیح موعود کے حوالے سے کہا کہ جب تک جماعت احمدیہ حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں اس وقت تک ضروری ہے اس دیوار (انگریزوں کی حکومت) کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت (مسلمان بھی مراد ہو سکتے ہیں اور غیر مسلم بھی) کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کیلئے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔

(الفضل قادیان ۳ دسمبر ۱۹۴۵ء)

”یہ تھے قیام پاکستان کی مخالفت کے اسباب“

## تقسیم ہند کے مسلمان مخالف

اس میں شک نہیں کہ احمدیوں کے علاوہ کچھ مسلمان بھی تحریک پاکستان سے متفق نہ تھے مگر مذکورہ عبارات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ مرزائیوں کی مخالفت اور بعض مسلمان عناصر کی مخالفت میں زمین و آسمان کا فرق تھا مگر خدائے کریم نے کچھ مسلمانوں کی انفرادی مخالفت اُن کے صوابدید میں مسلمانوں کے مفاد ہی کی وجہ سے تھی وہ اپنی مخالفت کے اسباب اور وجوہات بیان کرتے ہوئے تقسیم کو مسلم مفاد کے حق میں نقصان رساں اور دوسرا فریق یعنی قیام پاکستان کے داعی حضرات اسے مفید سمجھتے تھے تو یا دونوں کو مسلمانوں کے مفاد سے اتفاق تھا۔ طریق کار کا فرق تھا۔ یہ ایک سیاسی اختلاف تھا جو سیاسی بصیرت پر مبنی تھا۔

جنہوں نے مخالفت کی نہ تو وہ الہام کے مدعی تھے نہ کسی وحی کے نہ انہوں نے اسے مشیت الہی اور کسی نام نہاد نبی کی بعثت کا تقاضا سمجھ کر ایسا کیا۔ ان میں مذہب اور عقیدہ دونوں کو اسلامی نظام عدل و انصاف اور اسلامی خلافت راشدہ پر ایمان تھا۔ دونوں مسلمانوں ہی کے خاطر اپنے اپنے میدانوں میں سرگردار رہے اور بالآخر جب پاکستان بن گیا تو مخالفت کرنے والے مسلمان زعماء نے اس وقت سے لیکر اب تک اپنی ساری جدوجہد اس نوزائیدہ ریاست کے استحکام و سالمیت میں لگا دی

سب۔ مگر جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے ایسا تصور اگتہ بھارت کے خلاف سیاسی جہاد کی عقیدہ بھی تھا۔  
مرزا انور کو کہا کرتے تھے کہ اہل حق کی مخالفت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے اور یہ مرزا انور احمدی حجت کا  
تہ نہ ہے۔ اس طرح اگتہ بھارت کے تصور و الہام اور عقیدت روٹی کا درجہ ہے۔ ربرقہ دیانی کو مخالفت  
ایسی کو چور کرنے کے لیے جہاد، جہاد کا پندرہ یا سیر اور جن کا قول ہے (اب تک) پاکستان کی سیاست  
کی نظر اگتہ بھارت کے پتے دی خود روہ قندرا اگتہ تھے یہ سیاسی اجماع اور خواہش، مرزا انور کے  
عقیدہ میں جو یہ سب کے حیثیت اہل حق کے خلاف کا ہے۔

مرزا انور کے پاس اگتہ بھارت اس لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ  
سمجھتے ہوئے کسی بھی مسلمان ریاست کے متعلق غیر معاشرتی و مضمر مقصد سمجھتے تھے۔ آج بھی وہ  
پاکستان کی شکل میں ایک مسلم ریاست اس کا جغرافیائی حدود اور جہاد بھی محدود ہے کے متعلق میں یہ سوال  
اگتہ بھارت کو اپنے لیے منہبہ اور مضمر سمجھتے ہیں اب کہ ان کے لیے مرزا انور احمدی انصافیتوں  
نے اس قصہ کو تختہ کا جو یہ بھی پرانا رہا ہے۔

## کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہونے کی کوشش

پندرہ نومبر ۱۹۴۷ء کو چوہدری فخر الدین خان کے مجتبیٰ کے مکان کے مآل پر سابق ضیف  
ریوہ مرزا بشیر احمد بن محمود نے ایک روڈ بیان کیا اور اس میں (خواب) کی تعبیر اور اس سلسلہ میں مرزا  
انور احمد کی پیشین گوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے چوہدری فخر الدین خان کی موجودگی میں کیا۔  
"محمود نے فرمایا محمود سے فرمایا چوں کہ میں نے ان پیشین گوئیوں پر نظر دہرائی ہے جو شیخ  
موجود (مرزا انور احمد) کی تعلق ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر جو شیخ موجود (مرزا انور احمد)  
کی اہستہ سے واپس ہے خود یہ ہے، میں اس نتیجہ پر پہنچوں کہ ہندوستان میں ہمیں دوسری اقوام کے  
سے تامل جنس کر رہنے اور مسلمانوں اور ہمیں یہیوں نے ساتھ ساتھ رست رکھنی چاہئے۔"



## ویٹیکن اسٹیٹ کا مطالبہ

### پاکستان کی حد بندی کے موقع پر غداری

جماعت احمدیہ تنہا یہ تحریک کی مخالفت نہیں کرتی، جب مخالفت کے وجود قیام کا اعلان ہو گیا تو احمدیوں نے پاکستان کو نقصان پہنچانے کی ایک اور زبردست کوشش کی جس کی وجہ سے گورداسپور کا ضلع جس میں قدیان کا قصبہ واقع تھا پاکستان سے کاٹ کر بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ اس اہمال کی تفصیل یہ ہے کہ حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے دونوں اپنے اپنے دعویٰ اور دلائل پیش کر رہے تھے۔ اس موقع پر جماعت احمدیہ نے ہاؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا ایک الگ محضرہ پیش کیا اور اپنے لیے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سے الگ موقف اختیار کرتے ہوئے قدیان کو ویٹیکن سٹی قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ اس محضرہ نامہ میں انہوں نے اپنی تعداد، اپنے پیغمبر، مذہب، اپنے فوجی اور سولہ مزین کی کیفیت اور دوسری تفصیلات درج کیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ احمدیوں کا ویٹیکن اسٹیٹ کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا، البتہ ہاؤنڈری کمیشن نے احمدیوں کے میوہ ٹرم سے یہ فائدہ حاصل کر لیا کہ احمدیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دیا۔

چنانچہ سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلیمات عامہ اپنی یادداشتوں ’’درشل لاء سے مارشل لاء‘‘ تک ’’اس واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں۔

’’لیکن اس سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروز پور کے متعلق جس میں ۱۹ اگست اور ۷ اگست کے درمیان عرصہ





مسلمانوں سے (جنگی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کا فقط نگاہے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کرے گی لیکن جب سوانیہ یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے بھیجہ و ٹاہر کرنا مسلمانوں کی عہد دی قوت کو کمزور کرنے کے مترادف تھا اگر جماعت احمدیہ یہ حرکت نہ کرتی تب بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ دہی ہوتا جو ہوا۔ لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔“

(روزنامہ مشرقی ۳ فروری ۱۹۶۴ء)

اب اس سلسلہ میں خود بخود بنی نمیشن کے ایک ممبر جسٹس محمد منیر کا ایک حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

”اب ضلع گورداسپور کی طرف آئیے کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی لیکن پٹھان کوٹ تحصیل اگر بھارت میں شام سردی جاتی تو باقی اضلاع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔ مزید برآں مسلم اکثریت کی تحصیل شکر گڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی اگر اس تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اسکے ایک معاون نالے کو کیوں نہ قبول کیا گیا بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار دیا گیا جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ کیا گورداسپور کو اسلئے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا عزم دارا رہا تھا۔

اس ضمن میں میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں میرے لیے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا۔ اگر احمدیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی

طرف سے علاحدہ وفدِ مذہبی کی ضرورت ایک اصولِ ناکہ افادات نے محور پر رکھا  
میں آنحضرتؐ کی شہداء و صحابہؓ کی تعریف سے مسلمانوں کے مابین تقویت کا پتہ  
چاہتے تھے۔ لیکن اس مسئلہ میں انہوں نے ضرورت کے مختلف حصوں کے لیے  
حقائق و احوال کا پیشکش ہے جس صورتِ احوال نے یہ پہلو اہم بنایا کہ وہ  
بھین اور نہ ان کے درمیانی علاقہ میں غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اس  
دعویٰ کے لیے انکی میسر کرنے کی ضرورت اچھی ہے۔ لیکن کارِ مہمائی حلقہ  
بجارت کے حصہ میں یہ قوت نہیں مرنے اور نہ مسلمان کارِ مہمائی حلقہ، تجارت  
کے حصہ میں آہے کار اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حلقہ مہم کے (یا مسلمان  
کے) حصہ میں آہے لیکن وہ سپور کے متعلق احوال سے اس وقت سے  
مہم کے لیے مثبت فیصلہ پر امر ہے۔ اور یہ حلقہ اس وقت مہم کے لیے حلقہ ہے۔



”انہیں معلوم نہیں کہ خدا کی طرف سے کیا کچھ چاہا ہو، چاہے کچھ نہ ہو۔“  
 اپنی طرف سے حیرت مناجی سے کہہ دیا کہ ”جہاں ہیں۔“

(الہ نوریہ، ۹ مارچ ۱۹۳۲ء)

اس سے پہلے ۱۶ دسمبر ۱۹۳۲ء کو ’’انتہا‘‘ میں خلیفہ تھوڑا سا مہینہ یہ تقریر شائع ہوئی۔  
 ”مرا مہدی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔“

۱۹۳۵ء میں لکھا کہ۔

”اس وقت تک کہ تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو، جو کہ تمہارے واسطے ہے یہ  
 کاٹنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔“ (نور ۹ مارچ ۱۹۳۵ء)

۱۹۳۵ء میں انہوں نے اپنے سیاسی مزمع کا اظہار اس طرح کیا کہ

”بب تک جماعت احمدیہ بھی حکومت نہیں لے سکتی۔“  
 ”تک ضروری ہے کہ اس ویلا (اعتراف) نہ کی جائے کہ تم دھماکے لے  
 (نور ۱۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

۱۹۳۵ء کے بعد مخصوص وقتہ رکے یہ ان کے تقریروں میں عام طور پر پائے جاتے ہیں۔

دنوں میں انہوں نے بھی اپنی رپورٹ کے صفحہ ۲۰۹ پر لکھا ہے کہ۔

”۱۹۳۵ء سے لیکر ۱۹۳۷ء کے ”تاریخ“ احمدیوں کی بعض تقریروں سے منہ کش  
 کرتے کہ وہ ہر گز نہیں چاہتے کہ انہوں نے جو نشان بنائے، انہیں بے گناہ  
 (نور ۱۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

اس سیاسی مزمع سے مزید پر ۱۹۳۵ء میں لندن میں ”تحقیق“ نے لکھا کہ جماعت احمدیہ نے

پسے پورپی کنونشن کے لئے ہر سالہ جلسوں کا انعقاد کرنا شروع کیا۔ ان کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی  
 ۱۹۱۵ء بعد کے ۳۰۹ برس ایڈیشن میں خبر دی تھی کہ

(لندن ۳ مارچ ۱۹۱۵ء) جماعت احمدیہ کا پہلا یورپی کنونشن جماعت کے

لہذا یہ مرتزہ میں مشفقہ ہو رہے ہیں جن میں تمام یورپی ممالک کے احمدیہ مشن ترقی کر رہے ہیں۔ کونٹیننٹ کا انتظام کشیدہ ریٹس کے بین الاقوامی عدالت کے تحت سرخشاہ خاں نے کیا یہ کونٹیننٹ کے ریٹس تک جاری رہے گا۔ جماعت نے مختلف ۵۷ ممالک میں اپنے مشن قائم کر لیے ہیں برطانیہ میں جماعت کے ۱۸ محاذ قائم ہو چکے ہیں۔ کونٹیننٹ میں شریک مندرجہ ذیل اس است پر زور دیا کہ اگر احمدی جماعت پر برسرِ اقتدار آجائے تو امیروں پر نہیں لگائے جائے اور دولت کو از سرِ نو تسلیم کیا جائے سب کا کامی اور سود پر پابندی لگائی جائے اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے۔“

اس خبر کے خلاف کشیدہ الفاظ میں احمدی جماعت کے برسرِ اقتدار آنے کی صورت میں مجوزہ اصلاحات کا ذکر ہے کیا کوئی غیر سیاسی جماعت اس قسم کے امکانات اور اصلاحات پر غور کرتی ہے؟

## پاکستان میں قادیانی ریاست کا منصوبہ

مرزا محمود نے ۱۹۵۲ء کے شروع میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ

”اگر ہم بہت کریں اور تعلیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۵۲ء میں اقتدار پر چڑھ کر سکتے ہیں (آگے چل کر کہا) ۵۲ء کو کر رہے نہ دیتے جب احمدیت کا رعب آئیں اس جٹک میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آکر رہے۔“ (مخلص ۱۷ جنوری ۱۹۵۲ء)

واضح رہے کہ یہ اعزاز ربودہ میں قادیانی فرقہ کے سیاسی فوجی اور کلیدی ملازمتوں پر فائز امیر مہدیہ اوروں کے اہم اجتماع اور مشورے کے بعد کرایا گیا تھا اور ابھی ۵۲ء کا آغاز نہ ہونے نہ پائے تھے کہ اس نامائے انتساب کی ایک صورت فیصلہ جٹک میں ۵۳ء کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

اس مسئلہ میں موجود امام مرزا نے صراحت کے اعلانات دیں مگر گھڑوں کی پیٹاری اور اس

صحن کے قریب منصوبہ کار نشانات سے اپنے اپنے رات میں آتے رہتے ہیں کہ سب پر مباح ہیں۔

سیاحی و سیاحت کی یہ ایک معمولی سی جگہ تھی مگر قیام پاکستان کے فوراً بعد مزارعین نے مسو

قتدار کو رکھ کر حجاز و نجد کو بڑی شدت سے تہذیب و تعلیم کے فروغ میں سرگرمی سے لگے۔

(۱) کسی نے کسی طرح یہ سب ملک میں سیاسی اقتدار حاصل کیا جو ہے۔

(۲) بصورتِ خط و کتابت یہ سب ملک میں قیام و تعلیم کے فروغ میں تھیں۔

(۳) ملک کی تعلیم اور تہذیب و ثقافت کے فروغ میں سب نے حصہ لیا۔

بنایا ہے۔

(۴) قریب قریب سب پر قبضہ کیا ہے۔

## سر ظفر اللہ خاں کا کردار

اس پر وگرام اور سیاسی عزائم کے حصول کا آغاز یوہڑی حفر اللہ خاں نے اپنے دورِ وزارت میں بڑے زور و شور سے کیا۔ یوہڑی صاحب بڑے فخر سے کہتے تھے کہ وہ بھٹن جا میں یا امریکہ ہر جگہ عزائم کی تبلیغ کریں گے۔ وہ اپنی جماعت کے اندر کوئی نہ معلق سمجھتے تھے۔ وہ نہ صرف احمدیت کو خطہ کا کنگز بنا دیا تھا بلکہ یہ بھی کہ مرزا آبادی کے دھوکے میں آجائے، یہ بات تو اس کے کانوں میں نہ گئی تھی۔ یہ سب نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ بات کا اعتبار نہ کرنا صرف اُن کی اُس جگہ سے مراد تھی جو تہذیب و تمدن کے تبلیغی اجتماعات میں بھیجے ہوئے ہیں۔

(ملاحظہ ہو صفحہ ۳۲۲)۔ جی کے سرورِ افتخاری کو (۱۹۲۲ء)

پاکستان بننے کے بعد ایسے شخص کو سب مراد تھی کہ جب صحیر احمد علیہ السلام کو دیکھا جس کی عمر اسی میں تھی مگر دنیا میں حکمرانوں کو قیام پاکستان سے روکا تھا کہ اسے کا کا مری قیام پاکستان کے بعد شہر احمد علیہ السلام نے اس وقت سے ان کے ساتھ رکھا کہ ان کا یہی مناسب پر ہے۔ ان کو کوئی نہ لگے تاہم حکومت آج کے لئے ان کا یہاں قیام کوئی نہ لگے۔











ہے۔ دنیا میں ایسے افراد کی قیمت ہوتی ہے یونٹ کی بھی قیمت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر امریکہ کی کاشی ٹوٹن ہے۔ وہاں اسٹیش بیسٹ کے لیے ممبر منتخب کرتے ہیں یہ نہیں دیکھا جاسکتا کہ کسی اسٹیشن کی آبادی دس کروڑ ہے یا ایک کروڑ ہے۔ سب اسٹیشن کی طرف سے برابر ممبر لیے جاتے ہیں۔ غرض پائی بلوچستان کی آبادی ۲۰۵ لاکھ ہے اور اگر ریاستی جوچستان کو ملا لیا جائے تو اسکی آبادی ۱۱ لاکھ ہے لیکن چونکہ یہ ایک یونٹ ہے اس لیے اسے بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ زیادہ آبادی کو تو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آبادی کو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ یاد رکھو تبلیغ اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک ہماری BASE مضبوط نہ ہو۔ پسند BASE مضبوط ہو تو پھر تبلیغ پھیلتی ہے۔ پس پہلے اپنی BASE مضبوط کرو کسی نہ کسی جہد اپنی بیس بنا لو کسی ملک میں نئی بنالو۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے اور یہ بڑا آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔“

## کشمیر

مرزائی حضرات جس قادیانی ریاست کا خواب دیکھتے ہیں اس کی تعبیر کے لیے انہوں نے اجتراء کی سے کشمیر کو بھی مناسب حال سمجھا۔ اس دلچسپی کی بعض وجوہات کو تاریخ احمدیت کے مؤلف دوست محمد شاہد نے کتاب کی جلد ششم صفحہ ۳۲۵ تا ۳۷۷ میں ذکر بھی کیا ہے۔

(الف) قادیان ریاست جنوں و کشمیر کا ہم آغوش ہے جو ان کے ”خیمبر“ کا مولد دارالمان اور مکہ مدینہ کا ہم پلہ بلکہ ان سے بھی افضل قرار دیتے ہیں۔

(الفصل ۱۱ دسمبر ۱۹۳۳ء تقریر مرزا محمود و حقیقہ اری یا صفحہ ۳۶ از مرزا محمود)

اور قادیان کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ مرزا غلام احمد کی پیشینگوئی کے مطابق قادیان قادیانوں کو ضرور ملے گا۔ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو ابتدائی حساب میں بھی بات راسخ کرتے رہتے

ہیں کہ۔

”قادیان سے ہجرت کی حالت عارضی ہوئی آخر ایک وقت آگیا کہ قادیان جماعت احمدیہ کو واپس مل جائے گا“

(راویان صفحہ ۹۸۔ بحوالہ نئی دینی معلومات کا مجموعہ)

قادیان اور جموں کشمیر کے جغرافیائی اتصال کو برقرار رکھنے کی کوششوں سے باہر ندری کمیشن کو احمدی میمورنڈم کی وجہ سے ضلع گورداسپور کو کاٹنے کی راہ مل گئی۔

(ب) قادیانوں کا زعم ہے کہ کشمیر میں قادیانی اثرات پہلے سے زیادہ ہیں۔ مرزا محمود کے بقول وہاں اتنی ہزار احمدی ہیں۔

(ج) کشمیر ان کے مسیح موعود کے بقول مسیح نول (حضرت عیسیٰ) کا مدفن ہے اور مسیح عیسیٰ نے پیر و کاروں کی بڑی تعداد وہاں آباد ہے اور جس ملک میں دو مسیحوں کا داخل ہو وہاں کی حکمرانی کو حق صرف قادیانیوں کو مل سکتا ہے۔

(د) مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام احمد یں کو کشمیر بطور گورنر بھیجا تو مرزا غلام احمد کے والد بھی ان کے ساتھ تھے۔

(ه) مرزا غلام احمد کے خلیفہ اول حکیم نور الدین جو خلیفہ ثانی مرزا محمود کے استاد اور خسر تھے مدتوں ہی کشمیر میں رہے۔ بہر حال جس طرح یوچتائن پر ان کی نظر افرادی آبادی کی قلت کی وجہ سے پڑی تو کشمیر پر برہمنوں کی خیر خواہی کی وجہ سے نہیں بلکہ سابقہ شغف اور مصیبتی مفادات کی وجہ سے پڑتی رہی ہے۔ اس سلسلے میں کشمیر کو قادیانی امنیت بنانے کی یہی سازش ۱۹۳۰ء میں برطانوی آفیسروں کے اشارے پر کی گئی، مرزا بشیر الدین کی کشمیر سمیٹی سے دلچسپی انھیں عزائم کی پیداوار تھی جسے ڈاکٹر اقبال، مسلمان زعماء اور عام مسلمانوں کی مشترکہ کوششوں نے ناکام بنا دیا اور علامہ اقبال نے عیسائیوں سے ان کے یہی عزائم یہاں تک اس تحریک کا تختی سے مقابلہ شروع کیا۔



الفضل ۲ دہری ۱۹۵۰ء صفحہ ۴۴ کالم ۴ کے مطابق مرزا بشیر الدین محمود نے ان بیانات اور تقریروں پر واہیلا چنچا کہ انہیں ہندو تھے تو حکومت نے ہمیں وہاں کیوں نہیں لے رکھا اور اس طرح اس وقت کی حکومت اور جنرل ٹرپس کی نگرانی کی بھی پشت از پام اس نے کائنات مرزا بشیر الدین محمود نے دیدہ چنانچہ اس وقت جنرل ٹرپس نے ایک تو فرقان فورس کو پڑا اور اور فوری طور پر توڑ دیا اور دوسرے طرف خود جنرل ٹرپس نے آفتاب احمد خاں کے اندام کی تردید کی ضرورت محسوس نہ کی مگر مرزا بشیر الدین کے کہنے کے مطابق حکومت کے بارے الزام لگانے والوں نے وہاں ملال افکار میں تردید کروئی مگر ٹرپس وہو اک پھر وہی اعتراض شائع کروئی۔

(مذکورہ الفضل دہری ۱۹۵۰ء صفحہ ۴۴ مرزا بشیر الدین کی تقریر)

سوال یہ ہے کہ ایسے الزامات اور غلط تفسیر تو اپنی بھاری میں فرقان فورس کو توڑ دینے کی ضرورت کیا تھی؟ اور یہ الزامات اگر غلط تھے تو انہیں لگانے والے ہندو برسرعام ان کو دہرات چلے گئے مگر اس کی حکومت اور مہندراجپٹ نے ایسی مدداتی انگواری کی ضرورت کیوں نہیں محسوس کی، پاستلی افواج نے ہوتے ہوئے متاثری فوج لیتے اور کہاں "یہ سوالات ایک جواب طلب ہیں مگر اس وقت آفتاب احمد صاحب کریٹیٹی جنوں، تعمیر طلبہ کا فرس نے کہنے لگے یہ الفاظ اب بھی حقیقت کی غم زنی کر رہے ہیں کہ مرزا فی ۳۰ سال سے (اور اب تو ۵۶ سال) تارادشیر کی راہ میں دکھائے بنے ہوئے ہیں۔

## فرقان فورس ایک احمدی بانی اور متوازی فوجی تنظیم

چنانچہ فرقان فورس اس توڑ دہی تھی مگر ہندو کے متوازی ضرر اس بھی سمجھتے رہے کہ ہندو کا حافظ مکرور سو سے حقائق بین لگاتے ہیں بہت کم سوئی میں آئے چل کر بہت بلدا سے اور شکاریوں میں قائم رکھا گیا اور اب یہ فورس، اطفال احمدیہ، خدام احمدیہ، انصار اللہ، غیرہ نیم فوجی تنظیموں کی صورت میں قائم ہیں۔ جنس منیر نے انصاف ۱۹۵۳ء کے تحقیقی رپورٹ صفحہ ۲۱۱ پر فرقان فورس کی موجودگی سے علاوہ





[illegible]

— ۱۱۱ —

۱۔ اگرچہ مالکی نے اپنے مکتبہ فکر میں ائمہ اربعہ سے استفادہ کیا ہے مگر اس کی بنیاد مالکی مکتبہ فکر پر ہے۔  
۲۔ مالکی نے اپنے مکتبہ فکر میں ائمہ اربعہ سے استفادہ کیا ہے مگر اس کی بنیاد مالکی مکتبہ فکر پر ہے۔  
۳۔ مالکی نے اپنے مکتبہ فکر میں ائمہ اربعہ سے استفادہ کیا ہے مگر اس کی بنیاد مالکی مکتبہ فکر پر ہے۔  
۴۔ مالکی نے اپنے مکتبہ فکر میں ائمہ اربعہ سے استفادہ کیا ہے مگر اس کی بنیاد مالکی مکتبہ فکر پر ہے۔  
۵۔ مالکی نے اپنے مکتبہ فکر میں ائمہ اربعہ سے استفادہ کیا ہے مگر اس کی بنیاد مالکی مکتبہ فکر پر ہے۔

یہ سب باتیں بالکل صحیح ہیں، مگر یہاں پر جو باتیں کہیں گے، ان سے یہ ثابت ہو گا کہ یہ سب باتیں درست ہیں۔

کتابت شد در روز ۱۳۰۲/۱۲/۱۳۰۲  
در روز ۱۳۰۲/۱۲/۱۳۰۲  
در روز ۱۳۰۲/۱۲/۱۳۰۲  
در روز ۱۳۰۲/۱۲/۱۳۰۲

مجلس شورای اسلامی - تهران - ۱۳۵۷

## خلاصہ کلام

ان واضح شواہد پر مبنی تفصیلات کو پڑھ کر مرزا ایت کے سیاسی اور شرعی وجود کے متعلق کوئی غلط فہمی باقی نہیں رہتی۔ ہر حوالہ اپنی جگہ مکمل اور اس کے عزائم و مقصد کی صحیح تصویر پیش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہیں جن کی بنا پر مسلمانوں کے تمام فرقوں نے مختلف طور پر مرزا ایت کو اسلام کا باغی اور ان کے پیروؤں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ اس تحریک کے احوال و نتائج اور آثار و مظاہر تمام مسلمانوں کے علم میں ہیں۔

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ نیا نہیں بلکہ علامہ اقبال نے پاکستان بننے سے کہیں پہلے انگریزی حکومت کو خطاب کرتے ہوئے لکھا تھا کہ:

”ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی حور مسلمانوں میں شامل ہونے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شکمگزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے“

(اسٹیمین کے نام خطوط ۱۰ ارجن ۱۹۳۵ء)

علامہ اقبال نے حکومت کے طرز عمل کو چھوڑتے ہوئے مزید فرمایا:

”اگر حکومت کے لئے یہ گروہ مفید ہے تو اس خدمت کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے لیکن اس ملت کے لئے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے جبکہ اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے“

ان شاء اللہ تعالیٰ کہ پیش نظر آپ حضرات سے یہ گزارش نہ تھا کہ اپنی قومی و ملی فرائض سمجھتے ہیں کہ پوری سامراج کے اس فقہ کو اپنی سرزمینوں پر نہ صرف شرعی نگاہ رکھی جائے بلکہ اس جماعت کو پاکستان میں اقلیت قرار دے کر یہ کھڑی کرنا ہوگی ان کے حدود و حقوق متعین کئے جائیں۔ ورنہ مرزائی استعماری طاقتوں کی بدولت ملک و ملت کے لئے مستحق فخر ہونے میں آئے اور خدا ان کو اس سے نہیں نہ ہو کہ ملک و ملت کو ایسا ہیے سانحہ سے دوچار نہ ہونے چاہئے، جو سانحہ کہ آج ملت اسلامیہ عربیہ کی حیات ابدی کیلئے اس سانحہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## آخری درو مندانہ گزارش

معزز اکین آہلی

چند ائمہ کو بدترہنہ کے ہاتھ امرزائیت سے ہرے میں ہماری گزارشات جو حویں  
 میں نہیں لیکن امت اسلام یہ امرزائیت کی تمام باتوں کی دستوں سے قدر حویں سے کہ دو سو منجات کیا  
 کرتے کے ہاتھ میں ہا۔ یہ حواس ہوتا کے کہ ان مہلک سے متعلق تحقیقی و تحقیقی میں معزز اور انہیں  
 کے سامنے پیش کرنی ضروری تھیں ان کا برکت و احمد انہیں ہائی ہے۔ طاعت اسلام یہ کہ یہ تو کے سال  
 سے امرزائیت کے تمام بدہرہلی ہے۔ اس بدہرہلی کی طرف سے اعلام ہے۔ اس پر اعلام کی جڑیں کا کے کی  
 جو حویں کو ہماری سے اس کی ایک معجزاتی کی اہمیت چھوٹے کھنڈ سے اس سے چھوٹے ہے۔ اسلام  
 میں کی متاثرہ کی بھیجیں کی کی ہیں اور کئی قوت سے ساتھ حکم خداوندی کیا گیا ہے اور اہمیت  
 نبوی و حبیبی ملایا گیا ہے۔ انہیں یہ امر بھی ہے کہ امر کے مقدس اور اس بیت و مقام اور اس کی پھیل اقدار  
 شہیدوں پر یہ بھیجیں ہیں۔ یہ ہے اس امر کی شہیدوں کی برکتوں کی کی ہے۔ یہاں کہ مرزا عبدالمجید  
 کا وہی ہے کہ مرزا اور مرزا کے لئے یہاں یہ پہلا پہلا کہ اس کے کی بلکہ اس سے بھی ہے  
 پر حالت کی کوشش کی کی ہے اس کے ترہمت و رحمت کے فرشتوں کا ہر یا رکھی ہے۔ اس  
 کے ہرمانی سے انسانیت کا بحر مرقہ سے اور اس کے دامن رحمت کی کیا حویں کے کے مشرق و مغرب  
 کی ہے۔ یہ بھی ہیں۔

مرزائیت کی رائے کے لئے یہ تہذیبوں کے خلاف تو کے سامنے سے سازشوں میں  
 مصروف ہے اس نے ہمیشہ اسلام کا راسخ و سحرانہات صومہ کی پشت میں کھنڈ اور کھنڈ اور کھنڈ  
 اسلام کے عزائم و اندرون کے فراتر ہر کے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ہر اسلام کے مختلف اہل  
 میں فرما ان تو اس کے قتل و مہلک و مہلک کی کہ حرم کی پر بھی ہے چنانچہ حلائے میں اور اس سے آپ  
 کو امت مسلمہ کا ایک حصہ تھا امرزائیت اسلام و مشنوں کی ہر نہایت انجاء دی ہیں جو اسے مہلک و مہلک

\_\_\_\_\_

معدت اسلام آباد میں سے مرزا ابٹ سکریٹری مظہر متوجہیں رہیں گے ٹی وی میں مرزا کو جہان نواز اور محمد یونس سے عدالتوں میں اپنے اپنے ٹی وی انٹرویوز کی صورت سے یہ ثابت ہو گیا تھا کہ مرزا کی تہہ بہ تہہ قہقہیں و غیر معمولی قیامت کوئی کہہ نہیں سکتے۔ مرزا کی تہہ بہ تہہ قہقہیں اور یہ کہ مرزا کو ایک ایسی ٹھکانے کے رکھے جس سے مرزا ابٹ کا چارٹرڈ نوٹریٹریہ تھا اور اس کے ممبران جیسے حالات میں مرزا ابٹ کی جیہ تھیں یہی باتیں انصاری کی جہان نازی۔ مرزا کی مستعدی اور خاص صورت طالعہ کہیں کی کہیں اپنی جوں کی توڑ میں پورے حکومت کے اچانک سے بدل گیا۔

[illegible][illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## قرار داد

جناب اسپیکر  
قومی اسمبلی پاکستان  
محترمی!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں

ہرگاہ کہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان سے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اُس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف پڑی تھیں۔

نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اُس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز ہرگاہ کہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، چاہے وہ مرزا غلام احمد کو کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرۃ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز۔ گاہ کہ ان کے بیروکار چاہے انھیں کوئی بھی نہ دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ نفس مل کر اور مسلمہ کا ایک فرقہ بننے کا بہانہ، اسے نذر وئی اور یہ وئی طور پر تحریر ہیں۔ سرمدیوں میں مصروف ہیں۔

نیز گاہ کہ عالمی مسیحیتیموں کی ایک کانفرنس میں جو متحدہ انگلستان کے مقدس شہر میں واسطۃ العالم الاسلامی کے ذریعہ ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام جنسوں سے مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی مختلف طور پر پیدائے فطرت کی کئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تحریکی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ بننے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مذاہم احمد کے چار وکار، انھیں چاہے وہی بھی نہ دیا جائے مسلمان نہیں۔ وہ یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری میں پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو مندرجہ ذیل کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے جو پرانے کے بہ تر حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں من سب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

## محرکین قرار داد

- ۱۔ ریختہ مولانا مشتق محمود
- ۲۔ مولانا مہد امصطفیٰ، زبیری
- ۳۔ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی
- ۴۔ پروفیسر غفور احمد
- ۵۔ مولانا سید محمد علی رفیعوی

- ۶۔ مولانا چاقی (امام صاحب)
- ۷۔ یوحنا بن محمد رائی
- ۸۔ مرزا رفیع چارخی حجازی
- ۹۔ مولانا محمد لکھنوی احمد آبادی
- ۱۰۔ جناب میرزا میرزا قزوینی
- ۱۱۔ مرزا میرزا میرزا قزوینی
- ۱۲۔ جناب میرزا میرزا قزوینی
- ۱۳۔ مولانا میرزا قزوینی
- ۱۴۔ مرزا میرزا قزوینی
- ۱۵۔ جناب میرزا قزوینی
- ۱۶۔ مرزا میرزا قزوینی
- ۱۷۔ مرزا میرزا قزوینی
- ۱۸۔ مرزا میرزا قزوینی
- ۱۹۔ مرزا میرزا قزوینی
- ۲۰۔ جناب میرزا قزوینی
- ۲۱۔ جناب میرزا قزوینی
- ۲۲۔ جناب میرزا قزوینی

نوٹ: بعد میں اس سب سے پہلے ان کے نام دیے گئے۔

۲۳۔ مولانا میرزا قزوینی

۲۴۔ مولانا میرزا قزوینی



- ۲۵۔ نصاب عربی زبان
- ۲۶۔ مباحثہ و تفسیر عربی زبان
- ۲۷۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۲۸۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۲۹۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۳۰۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۳۱۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۳۲۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۳۳۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۳۴۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۳۵۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۳۶۔ عربی زبان کی تعلیم
- ۳۷۔ عربی زبان کی تعلیم

-----

## معزز اراکین! سہلی!

مسلمان کسی پر ظلم کرنا نہیں چاہتے۔ مسلمانوں کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اس مرزائی مذمت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے جس نے اسلام سے کھلم کھلا عداوت کی اختیار کی ہے، جس نے اسلام کے مسلمہ عقائد کو جھٹلایا ہے، جس نے مسلمانوں کے ستر کروڑ مسلمانوں کو برملا کافر کہا ہے اور جس نے خود عملاً اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے کٹ لیا ہے۔ ان کی عبادت گاہیں مسلمانوں سے الگ ہیں۔ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان شادی بیاہ کے رشتے دونوں طرف سے ناجائز سمجھے جاتے ہیں اور عداوتیں ایسے رشتوں کو غیر قانونی قرار دے چکی ہیں۔ مسلمان مرزائیوں کے اور مرزائی مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت جائز نہیں سمجھتے اور ان کے آپس میں ہم مذہبوں کے سے تمام رشتے کٹ چکے ہیں۔ لہذا سہلی کی طرف سے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا اقدام کوئی اچھا یا مصنوعی اقدام نہیں ہوگا، بلکہ یہ ایک ظاہر و باہر حقیقت کا سرکاری سطح پر اعتراف ہوگا جو پہلے ہی عالم اسلام میں اپنے آپ کو متواپکی ہے۔ پچھلے صفحات میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز کوئی ایسی تجویز نہیں ہے جو کسی عدالت یا سیاسی لڑائی نے وقتی طور پر کھڑی کر دی ہو۔ بلکہ یہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات کا، خاتم الانبیاء کے متکذروں ارشادات کا، اُمت کے تمام صحابہ و تابعین اور فقہاء و محدثین کا، تاریخ اسلام کی تمام عدالتوں اور حکومتوں کا، مذاہب عالم کی پوری تاریخ کا، دنیا کے موجودہ ستر کروڑ مسلمانوں کا، پاکستان کے ابتدائی مصوروں کا، خود مرزائی پیشواؤں کے اقراری بیانات کا اور ان کے نوے سالہ طرز عمل کا فیصلہ ہے اور ا۔ کا انکار صین دوپہر کے وقت سورج کے وجود کا انکار ہے۔

چونکہ مرزائی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے امت کے مفادات کے خلاف کاروائیوں میں مصروف رہتی ہیں اس لئے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان اس وقت منافرت و عداوت کی ایسی فضا قائم ہے جو دوسرے اہل مذاہب کے ساتھ نہیں ہے۔ اس صورت حال کا اس کے سوا کوئی حل نہیں کہ مرزائیوں کو سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ اس کے بعد دوسری اقلیتوں کی طرح مرزائیوں کے جان و مال کی حفاظت بھی مسلمانوں کی ذمہ داری ہوگی مسلمانوں نے



# ختم نبوت

پر

## پاکستان قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ

اسلام آباد، ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء

ان صفحات میں خصوصی کمیٹی کی قرارداد کا متن، آئین میں ترمیم کا من، اور وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر کا متن راجا جا رہے جو انہوں نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں اس وقت کی، جبکہ پارلیمنٹ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قانون پاس کیا۔



# قومی اسمبلی میں پیش کئے جانے کے لئے

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مزید ترمیم کرنے کیلئے

ایک بل

برگاہہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج افراض کے لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔

لہذا بذریعہ مسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

۱۔ مختصر عنوان اور آغا ز فقرہ

(۱) یہ ایکٹ آئین (ترمیم دوم) ایکٹ ۱۹۷۳ء کہلائے گا۔

(۲) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ آئین کی دفعہ ۱۰۶ میں ترمیم۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں، جسے بعد ازیں

آئین کہا جائے گا، دفعہ ۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے بعد الفاظ اور قوسین ”اور

قدیانی جماعت یا ناہوری جماعت کے اشتقاق (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں)“ درج

کئے جائیں گے۔

۳۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں ترمیم۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق

درج کی جائے گی، یعنی

۱۱) جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آئینہ بنی ہے، اسے خاتم النبیین ہونے پر قناعتی اور غیر شرم و خور پر ایمان نہیں رکھتا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی مضمومہ میں یا کسی قسم کا سبزوئے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو یہ دعویٰ صحیح تسلیم نہ کرتا ہے، اس میں یا تو ان کے اغراض سے اسے مسخر کر دیا جائے۔

## بیان اغراض و وجود

چند اہم تمام یوں کی خصوصی سیٹی کی تلاش کے مطابق قوی اہلی میں جسے یہ ہے اس میں کما فیہد: مذہبی بہبود یہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے کہ وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر قناعتی اور غیر شرم و خور پر ایمان نہیں رکھتا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو یہ دعویٰ صحیح تسلیم نہ کرتا ہے، اسے غیر مسخر کر دیا جائے۔

عبدالحق جیو رازو

وزیر اچاری

۱۱/۱۱/۱۱

۱۱/۱۱/۱۱

## وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر

جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم پاکستان کی اس تقریر کا متن

جو انہوں نے قومی اسمبلی میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو کی تھی۔

جناب اسپیکر!

میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلہ پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلہ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے، یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات، اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ فقط حکومت ہی اس فیصلہ کی تحسین کی سختی قرار پائے۔ اور نہ ہی میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایک فرد اس فیصلہ کی تحریف و تحسین کا حقدار بنے۔ میرا کہنا یہ ہے کہ یہ مشکل فیصلہ، بلکہ میری ناچیز رائے میں کئی پہلوؤں سے بہت ہی مشکل فیصلہ، جمہوری اداروں اور جمہوری حکومت کے بغیر نہیں کیا جاسکتا تھا۔

یہ ایک پرانا مسئلہ ہے۔ دس سال پرانا مسئلہ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے ہمارے معاشرے میں تلخیاں اور نفرتیں پیدا ہوئے لیکن آج کے دن





اس تقریر میں، میں نے پاکستان کے عوام سے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ یہ مسئلہ بنیادی اور اصولی طور پر مذہبی مسئلہ ہے۔ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے لئے وجود میں آیا تھا۔ اگر کوئی ایسا فیصلہ کر لیا جاتا، جسے اس ملک کے مسلمانوں کی اکثریت، اسلام کی تعلیمات اور اعتقادات کے خلاف سمجھتی تو اس سے پاکستان کی عادت غائی اور اس کے تصور کو بھی ٹھیس لگنے کا اندیشہ تھا۔ چونکہ یہ مسئلہ خالص مذہبی مسئلہ تھا اس لئے میری حکومت کیلئے بالیک فرد کی حیثیت میں میرے لئے مناسب نہ تھا کہ اس پر ۱۳ جون کو کوئی فیصلہ دیا جاتا۔

لاہور میں مجھے کئی ایک ایسے لوگ ملے جو اس مسئلہ کے باعث مشتعل تھے۔ وہ مجھے کہہ رہے تھے کہ آپ آج ہی، ابھی ابھی اور یہیں وہ اعلان کیوں نہیں کر دیتے جو کہ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت چاہتی ہے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ یہ اعلان کر دیں تو اس سے آپ کی حکومت کو بڑی داد و تحسین ملے گی اور آپ کو ایک فرد کے طور پر نہایت شاندار شہرت اور ناموری حاصل ہوگی، انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کا یہ موقع گنوا دیا تو آپ اپنی زندگی کے ایک سنہری موقع سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ میں نے اپنے ان احباب سے کہا کہ ایک انتہائی پیچیدہ اور بسیط مسئلہ ہے جس نے ہر صغیر کے مسلمانوں کو تو ۷۰ سال سے پریشان کر رکھا ہے اور پاکستان بننے کے ساتھ ہی یہ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے بھی پریشانی کا باعث بنا ہے۔ میرے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنا اور کوئی فیصلہ کر دیتا۔ میں نے ان اصحاب سے کہا کہ ہم نے پاکستان میں جمہوریت کو بحال اور قائم کیا ہے۔ پاکستان کی ایک قومی اسمبلی موجود ہے جو ملکی مسائل پر بحث کرنے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ میری ناچیز رائے میں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے قومی اسمبلی ہی مناسب جگہ ہے۔ اور اکثریتی پارٹی کے رہنما ہونے کی حیثیت میں میں قومی اسمبلی کے ممبروں پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ڈالوں گا۔ میں اس مسئلہ میں حل کو قومی اسمبلی کے ممبروں کے ضمیر پر چھوڑتا ہوں، اور ان میں میری پارٹی کے ممبر بھی شامل ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ممبر میری اس بات

کی تصدیق کریں گے کہ جہاں میں نے کسی ایک واقعہ پر نہیں ذکر کیا ہے وہی کے موقف سے گاہ کیا وہاں اس مسئلہ پر میں نے اپنی پارٹی کے ایک ممبر پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کی۔ سوائے یہ موقع کے جب اس مسئلہ پر کبھی بحث ہوئی تھی۔

جناب اسپیکر:

میں آپ کو یہ بتانا منسب نہیں سمجھتا کہ اس مسئلہ کے باعث اکثر میں پریشان رہا اور توں کو مجھے نیند نہیں سلی۔ اس مسئلہ پر جو فیصلہ ہوا ہے، میں اس کے نتائج سے بخوبی واقف ہوں۔ مجھے اس فیصلہ کے سیاق اور معاشی روئے اور فنی پیچیدگیوں کا علم ہے۔ جس کا اثر مملکت کے شعبہ پر ہو سکتا ہے۔ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ہے، لیکن جیسے کہ میں نے پہلے کہا، پاکستان وہ ملک ہے جو دیگر غیر کے مسلمانوں کی اس خواہش پر وجود میں آیا کہ وہ اپنے لئے ایک علیحدہ مملکت چاہتے تھے۔ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے۔ میں اس فیصلہ کو جمہوری طریقہ سے نافذ کرنے میں اپنے کسی بھی اصول کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ پاکستان جیٹل پارٹی کا پسند اصول یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اسلام کی خدمت ہماری پارٹی کے لئے اولین اہمیت رکھتی ہے۔ ہمارا دین اصول یہ ہے کہ جمہوریت دینی پالیسی سے چنانچہ ہم نے اس کے لئے فقہ میں درست راستہ تھا کہ ہم اس مسئلہ کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں پیش کرتے رہے اس کے ساتھ ہی میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے اس اصول کی بھی پوری طور سے پابندی کریں گے کہ پاکستان کی معیشت کی بنیاد شوٹلزم پر ہو۔ ہم شوٹلزم اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ جو کیا گیا ہے، اس فیصلہ میں ہم نے اپنے کسی بھی اصول سے انحراف نہیں کیا۔ ہم اپنی پارٹی کے قیمن اصولوں پر مکمل طور سے پابند رہے ہیں۔ میں نے نئی بات کہا ہے کہ اسلام نے بنیادی اور اعلیٰ ترین اصول، ان انصاف کے خلاف نہیں اور شوٹلزم نے ذریعہ معاشی انحصار کو ختم کرنے کے لئے مخالف نہیں ہیں۔





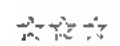




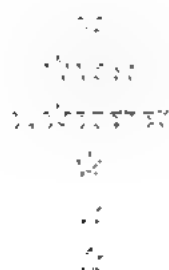
وہوں سے جذبات کی ترہائی کروں۔ لیکن میں یہ نہیں گا کہ یہ ان لوگوں کے عموماً امید و سفاک کے حق میں ہے کہ یہ مسئلہ حل کر لیا گیا ہے۔ آج یہ لوگ ناخوش، دہکتے، ان کو یہ فیصلہ نہ دیا، ان کو یہ فیصلہ نہ دیا، لیکن حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اور مغرورانہ کے طور پر اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہوئے، میں یہ کہوں گا کہ ان کو بھی اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ ان فیصلے سے یہ مسئلہ حل ہوا اور ان کو آئینی حقوق کی ضمانت حاصل ہوئی، مجھے یاد ہے کہ جب حزب مخالف سے مولانا شاہ احمد رانی نے یہ تحریک پیش کی تو انہوں نے ان کو وہی مسئلہ دینے کا ذکر کیا تھا کہ اس فیصلے سے متاثر ہو گئے، یہ ان اس یقین و بانی پر قائم ہے۔ یہ برپائی کا فرض ہے، یہ حکومت کا فرض ہے، حزب مخالف کا فرض ہے اور ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ پاکستان کے تمام شہریوں کی یکساں طور پر حفاظت کریں۔ اسلام کی تعلیم رواداری ہے۔ مسلمان رواداری پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اسلام نے فقہاء رواداری کی تبلیغ ہی نہیں کی، بلکہ تمام تاریخ میں اسلامی معاشرے نے رواداری سے کام لیا ہے۔ اسلامی معاشرے نے اس تیرہ و تار تک زمانے میں یہودیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا، جبکہ عیسائیت ان پر عرب میں ظلم کر رہی تھی اور یہودیوں نے سلطنت عثمانیہ میں گھر پناہ دی تھی۔ آریہودی دو۔۔۔ کے حکمران معاشرے کے بچے، عربوں اور ترکوں کے اسلامی معاشرے میں نہ لے سکتے تھے، تو پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہی محفقت اسلامی مملکت ہے۔ ہم مسلمان ہیں، ہم پاکستانی ہیں، اور یہ ہمارا مقصد ہے کہ ہم تمام فرقوں، تمام مذہبوں، اور پاکستان کے تمام شہریوں کو یکساں طور پر تحفظ دیں۔

جناب ایڈیٹر، ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

آپ کا شکر ہے!







# قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں

## حکومت پاکستان کی توثیق

(۱۹۸۲ء)





ظہن میں نہ رکھیں۔ وہ اپنی حق رائے میں سوچنے کی تعلیمیں میں غیر نمونہ کی تھیں۔ یہی تھیں جس نے کثرت سے  
 وہ قانونی فرقہ کے اندر غیر مسلم اقلیت کے لئے قانون سازی کیا۔ پھر مذکورہ بالا قانونی حیثیت کے  
 تعمیر کرتے ہوئے وہ یہود کی خدمت کے لئے اقدامات کیے جو عامیوں کی عدالت کے لئے ایک نئے نمونہ بن گئے۔  
 ۱۹۷۶ء میں، انھوں نے ۱۲۰ الف کے اندر یہودیوں کی تصدیق غیر مسلم قیدیوں کے لئے کیا۔ اس سے یہود،  
 ۱۲۰ الف میں بھی قانونی اور پسماندہ مقام کو غیر مسلموں کے لئے اس میں شامل کیا گیا۔  
 ظاہر ہے کہ یہ تبدیلی بھی قانون کی تھی۔ اس میں اقلیت کے لئے غیر مسلم اقلیت کے لئے قانون کی بنیاد پر جس  
 ۱۰۰ الف کے لئے قانونی ایوان کے زیرِ مہمانی تعلیم کے (انتخابات کے لئے) یہ مار  
 ۱۹۷۷ء، آفریقہ صدر جمہوریہ کے لئے یہودیوں کے لئے یہودیوں کے لئے قانونی فرمان جاری  
 کر کے اس میں ۱۹۷۸ء میں یہودیوں کے لئے قانونی ایوان اور یہودیوں کے لئے اس کے لئے اس میں  
 ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں  
 ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں  
 ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں

بعد اس فرمان جاری شد۔ یہ اس میں ۱۹۸۰ء میں اس کے لئے قانونی ایوان کے لئے  
 بلا حیثیت بطور غیر مسلم برقی اور بھی تھی۔ یہاں پر فرمان جاری شد۔ اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں  
 ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں  
 ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں  
 ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں  
 ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں  
 ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں  
 ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں ۱۰۰ الف کے لئے اس میں

کے لئے جو یہ سب کام کر کے دے گا، اسے بھی پتہ نہ ہو کہ یہ سب کام کون کرے گا۔  
 ان کے لئے جو یہ سب کام کر کے دے گا، اسے بھی پتہ نہ ہو کہ یہ سب کام کون کرے گا۔  
 ان کے لئے جو یہ سب کام کر کے دے گا، اسے بھی پتہ نہ ہو کہ یہ سب کام کون کرے گا۔

[illegible]

جاری رہی۔ مذاہب کے حدیث مبارکہ میں ہے ”ان مذاہب سے بھی پڑنا چاہیے، چہرہ تہمت کئے گا اندیشہ پڑا ہوئے۔“ مذکورہ بالا شب و اس مکتوب کے ”میں خصوصیت نے ایک مزید قدم بٹھایا اور صدر محکمہ نے ایک انتظامی مہم اور مجلس لڑائی جاری کیا۔ دو مسوداتی فرمان نمبر ۹ مئی ۱۹۶۲ء کے نام سے منسوخ ہوئے۔ ان کا مقصد سب سے زیادہ ہے۔

[illegible][illegible]

اور چونکہ فرماں مجری بھی دستور ۱۹۱۶ء (فرمان ہی۔ ایک۔ ایل۔ اے) نے مندرجہ سال ۱۹۱۶ء) سے مذکور ہوا دستور کے اپنے احکام کو جو مشق سے اپنے جزو قرار پا چکا تھا۔

اور چونکہ تھوڑے بہاؤ میں ان کا خرید لینا بہت زیادہ منافع دینے والا ہے اس لیے ان کے خرید لینے سے ان کے

شخص مراد ہے جو وحدت و وحید قادر مطلق اللہ تبارک و تعالیٰ، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذبحہ صانع کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے ماننا ہو جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے اور لفظ ”غیر مسلم“ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو جس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ، یا پانسی فرقہ سے تعلق رکھنے والا شخص، قدیانی، شرپ یا لاہوری، گروپ کا کوئی شخص (جو خود کو ”احمدی“ یا کسی اور مے سے سوسم کرتے ہیں) یا کوئی باہائی اور جدولی قاتول میں سے کسی ایک سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔

اور چونکہ مذکورہ بالا دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بائیس سال ۱۹۷۳ء میں دستور میں مذکور بالا ترامیم شامل کرنے کا اپنا مقصد حاصل کر لیا تھا۔

اور چونکہ وفاقی قوانین (نظر جاتی واستقرار) آرڈیننس مجریہ سال ۱۹۸۱ء (نمبر ۲۷ مجریہ سال ۱۹۸۱ء) سمر طریقہ کار کے مطابق اور مجموعہ قوانین سے ایسے قوانین کو بشمول مذکورہ بالا ایکٹ نکال دینے کے مقصد سے جاری کیا گیا تھا، جو اپنا مقصد حاصل کر چکے تھے۔

اور چونکہ، جیسا کہ مذکورہ بالا آرڈیننس میں واضح طور پر قرار دیا گیا ہے، مذکورہ بالا دستور یا دیگر قوانین کے متن میں جو ترامیم مذکورہ بالا ایکٹ یا دیگر ترمیمی قوانین کے ذریعہ کی گئی ہیں مذکورہ بالا آرڈیننس کے اجراء سے متاثر نہیں ہوئی ہیں۔

لہذا اب ۱۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعدان کے بموجب اور اس سلسلہ میں اسے مجز کرنے والے تمام اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے صدر اور چیف، ریکل لا، اینڈ منسٹر نے قانونی صورت حال کے استقرار اور اس کی مزید توثیق کے لئے حسب ذیل فرمان جاری کیا ہے۔



ہونے پر قادیانیوں کی قانونی و دینی حیثیت اسی طرح ہوگی جیسی کہ دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کے نافذ سے پیشتر تھی۔

جیسا کہ مفصل بیان کیا جا چکا ہے، دستور (ترمیم ثانی) ایکٹ بابت سال ۱۹۷۴ء کی رو سے جو ترمیم ۱۹۷۳ء کے دستور کے آرٹیکل ۲۶۰ و آرٹیکل ۱۰۶ میں عمل میں لائی گئی تھیں وہ دستور قائم اور نافذ ہیں۔

شائع کردہ۔

وزارت اطلاعات و نشریات

محکمہ فلم و مطبوعات، اسلام آباد

۱۸ مارچ ۱۹۸۴ء

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆



# نئے آرڈی نینس کا اجراء

۱۹۸۴ء

قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں



اس آرڈی نینس نے قانون نو چہاری ۱۸۹۹ء کی دفعہ ۹۹۔۱ے میں بھی ترمیم کردی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ ۱۵۱ے ایسے اخبار کتاب اور دیگر دستاویز کو جو کہ عزایات پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی، و مضبوط کر سکتی ہے۔

اس آرڈی نینس کے سب پاکستان پر ایس ایچ ڈی پبلیکیشن آرڈی نینس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۳ میں بھی ترمیم کردی گئی ہے جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے پریس کو بند کر دے جو عزایات پاکستان کی اس نئی اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کوئی کتاب یا اخبار چھاپتا ہے۔ اس اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کر دے جو متذکرہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتا ہے اور ہر اس کتاب یا اخبار پر قبضہ کر لے جس کی چھپائی یا اشاعت پر اس دفعہ کی رو سے پابندی ہے۔

آرڈی نینس فوری طور پر نافذ ہو گیا ہے جس کا متن ملاحظہ فرمائیں۔

## آرڈی نینس نمبر ۲۰

مجر یہ ۱۹۸۴ء

قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لئے قانون میں ترمیم کرنے کا آرڈی نینس۔

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لئے قانون میں ترمیم کی جائے۔

اور چونکہ صدر کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بنیاد پر فوری کارروائی کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

لہذا اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب اور سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر نے حسب ذیل آرڈی نینس وضع اور جاری کیا ہے۔

## (حصہ اول)

### ابتدائیہ

#### (۱) مختصر عنوان اور آغاز نفاذ

- ۱۔ یہ آرڈی نینس قادیانی گروپ، ملاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیاں (امتناع تعزیرات) آرڈی نینس ۱۹۸۳ء کے نام سے مسموم ہوگا۔
- ۲۔ یہی الغور نافذ العمل ہوگا۔

- (۲) آرڈی نینس عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہوگا۔
- اس آرڈی نینس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گے

## (حصہ دوم)

### مجموعہ تعزیرات پاکستان

(ایکٹ نمبر ۳۵ بابت ۱۸۶۰ء) کی ترمیم

#### (۳) ایکٹ نمبر ۳۵ بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعات

۲۹۸-ب اور ۲۹۸-ج کا اضافہ

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر ۳۵، ۱۸۶۰ء میں باب ۱۵ میں، دفعہ ۲۹۸-الف کے بعد حسب ذیل دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔ یعنی -

(۲۹۸-ب)

## بعض مقدس شخصیات یا مقامات کیلئے

محموس القاب، اوصاف یا خطبات وغیرہ کا ناجائز استعمال۔

- ۱۔ قادیانی گروپ یا لادروں گروپ (جو خود کو "احمدی" یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرنے نقوش کے ذریعہ۔
- (الف) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المؤمنین، خلیفہ المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، مسلمان صابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔
- (ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المؤمنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(د) اپنی عبارت گاہ کو "مسجد" کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔ تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

۲۔ قادیانی گروپ یا لادروں گروپ (جو خود کو "احمدی" یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعہ خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرنے نقوش کے ذریعہ اپنے مذہب میں مہدوت کے لئے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح "اذان" دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

## ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

### مختصر تعارف

قصر نبوت پر نقب لگانے والے راہزنوں کو نبوت سے لیکر دوہرا خطر تک مختلف انداز کے ساتھ وجود میں آئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت ﷺ کا تاج صرف اور صرف آمنہ اور عبد اللہ کے بیٹے حضرت محمد ﷺ ہی کے سر پر سجایا اور دیگر عیان نبوت سیلہ کذاب سے لیکر سیلہ قادیان تک سب کو ذلیل و رسوا کیا۔ امت کے ہر طبقہ میں ایسے اشخاص منتخب کئے جنہوں نے ختم نبوت ﷺ کے دفاع میں اپنی جانوں تک کے نذرانے دیئے اور شب و روز اپنی محنتوں اور صلاحیتوں کو بفضل اللہ تعالیٰ ماموس رسالت و ختم نبوت ﷺ کے مقدس رشتے کے ساتھ منسلک کر دیا۔

ختم نبوت اکیڈمی (لندن) کے قیام کا مقصد بھی من جملہ انہی اغراض و مقاصد پر محیط ہے، چنانچہ عالمی سطح ختم نبوت "حضرت عبدالرحمن یعقوب باوا" نے قادیانیت کی حقیقت سے مسلمانوں کو خبردار کرنے کے لئے جس طرح اپنی زندگی کو اس کا و خیر کے لئے وقف کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، انہی کی انتھک محنت و کاوشوں سے اکیڈمی کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

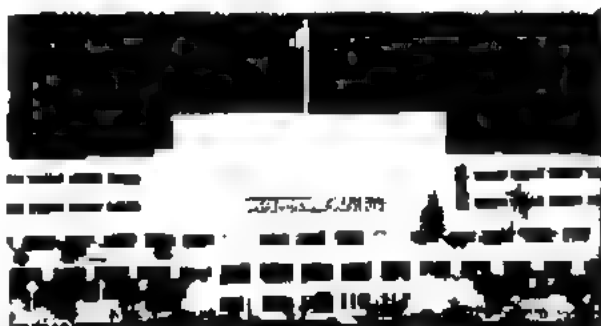
الحمد للہ اس ادارہ نے عالمی سطح پر ختم نبوت کے دفاع کو مضبوط کیا ہے۔ تقابلی، لٹریچر، اخبارات و جرائد اور انٹرنیٹ کے ذریعہ مسلمانوں کو قادیانیت اور ان کی برائیاں و انہوں سے ہاتھ بچانے اور پوری دنیا میں ختم نبوت ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو اخلاص کے ساتھ مزید ترقیاں نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ اس ادارہ کیساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔

انتظامیہ۔۔۔

ختم نبوت اکیڈمی (لندن)

# قادیانی فتنہ اور ملتِ اسلامیہ کا موقف



قادیانی مسئلہ پر مسلم اُمت کا موقف  
۱۹۷۴ء کی پاکستانی قومی اسمبلی کے روبرو

— بشر —  
حسین نبوت اکیدھی (لندن)

387 KATHERINE ROAD FORREST GATE  
LONDON E7 8LL UNITED KINGDOM  
Phone 020 8471 4434  
Mobile 0798 486 4668, 0795 803 3404  
Email - kha:menubuwatig@hotmail.com

جملہ حقوق ملکیت بحق ختم نبوت اکیڈمی لندن محفوظ ہیں

ترویائی نشر اور ملت اسلامیہ کا موقف	نام کتاب
حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب	مرتبین کتاب
حضرت مولانا سید الحق صاحب اکوڑہ کلکتہ	
حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری	زیر جرحی
ختم نبوت انسٹیٹیوٹ (لندن)	ناشر
جنوری ۲۰۰۵ء	سن اشاعت



نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
	حصہ اول: عقیدہ ختم نبوت اور مرزائی	
۱	عقیدہ ختم نبوت اور مرزائی جہالتیں	۱۳
۲	مرزا صاحب کے درجہ درجہ دعویٰ	۱۹
۳	مرزا صاحب کا آخری عقیدہ	۲۱
۴	غیر تشریحی نبوت کا افسانہ	۲۱
۵	مرزا صاحب کا دعوائے نبوت تشریحی	۲۲
۶	ختم نبوت میں دعوائی تقریریں نہیں	۲۳
۷	ظنی اور بروزی نبوت کا افسانہ	۲۸
۸	آنحضرت ﷺ ہونے کا دعویٰ	۲۸
۹	مرزا صاحب پچھلے نبیوں سے افضل	۳۰
۱۰	ہم تراجمین ماننے کی حقیقت	۳۱
۱۱	آنحضرت ﷺ سے بھی افضل	۳۲
۱۲	برعکس آنحضرت ﷺ سے بڑھ سکتے ہیں	۳۳
۱۳	دعویٰ نبوت کا منطقی نتیجہ	۳۶
۱۴	خود مرزائیوں کا عقیدہ کردہ الگ ملت ہیں	۳۸
۱۵	مرزا غلام احمد کی تحریریں	۳۹
۱۶	حکیم نور الدین کے فتوے	۴۲
۱۷	خلیفہ دوم، مرزا محمود کے فتوے	۴۳
۱۸	مرزا بشیر احمد کے اقوال	۴۴

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
۴۵	محمد علی اہوری کے اقوال	۱۹
۴۶	مسلمانوں سے عملی قطع تعلق	۲۰
۴۷	غیر احمدی کے پیچھے نماز	۲۱
۴۷	غیر احمدی کے ساتھ شادی بیاہ	۲۲
۴۸	غیر احمدیوں کی نماز جنازہ	۲۳
۴۸	قائد اعظم کی نماز جنازہ	۲۴
۵۰	خود اپنے آپ کو الگ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ	۲۵
۴۸	مرزا آئی بیہ نات کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ	۲۶
۵۳	لاہوری جماعت کی حقیقت	۲۷
۵۵	لاہوری جماعت کا حنفیہ بیان	۲۸
۵۷	قادیان اور لاہوری جماعتوں میں کوئی فرق نہیں	۲۹
۵۸	نبی نہ ہونے کی حقیقت	۳۰
۶۳	تغییر کا مسئلہ	۳۱
۶۶	لاہوری جماعت کی دہو و کفر	۳۲
	حصہ دوم - مرزا آئی نبوت کی جھٹکیاں	
۶۹	مرزائیوں کی مزید غریب بات اور گستاخیاں	۳۳
۷۱	اللہ تعالیٰ کے بارے میں	۳۴
۷۰	قرآن کریم کی تحریف اور دستاویز	۳۵
۷۳	مرزا آئی نبوت کی قرآن کے بارے میں	۳۶
۷۴	انبیاء کی توثیق	۳۷

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
۷۷	آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی	۳۸
۷۸	صحابہ رضی اللہ عنہم، جمہور کی توہین	۳۹
۷۹	اہل بیعت کی توہین	۴۰
۸۰	شعائر اسلام کی توہین	۴۱
۸۱	مرزا صاحب کے چند الہامات	۴۲
۸۵	مرزا صاحب کی پیشین گوئیاں	۴۳
۸۸	محمدی بیگم سے نکاح	۴۴
۸۸	آئینہ کی موت کی پیش گوئی	۴۵
۹۰	قادیان میں، تم	۴۶
۹۰	تم ہی ہو کہ یہ اندازہ غلط کیا ہے	۴۷
۹۱	علماء کو گالیاں	۴۸
۹۱	مسلمانوں کو گالیاں	۴۹
۹۳	حصہ سوم: عالم اسلام کا فیصلہ	۵۰
۹۳	قادیانی	۵۱
۹۵	پاکستان کے علماء کا مطالبہ ترمیم	۵۲
۹۵	رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد	۵۳
۹۷	ترجمہ قرارداد	۵۴
۹۹	عدالتوں کے فیصلے	۵۵
۱۰۰	فیصلہ مقدمہ بھاو پور	۵۶
۱۰۲	مدراس ہائی کورٹ کے فیصلے کا جواب	۵۷

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
۱۰۳	فیصلہ مقدمہ راولپنڈی	۵۷
۱۰۵	مقدمہ جیمس آپ کا فیصلہ	۵۸
۱۰۷	مارشیل سپریم کورٹ کا فیصلہ	۵۹
۱۰۷	مصور پاکستان ملامہ اتہال کی رائے	۶۰
	حصہ چہارم: بعض مرزائی مغالطے	
۱۱۰	کلہ کوئی تکفیر کا مسئلہ	۶۱
۱۱۳	مسلمانوں کی باہمی تکفیر کے فتوے اور ان کی حقیقت	۶۲
۱۱۷	۱۰ ردوائتیں	۶۳
۱۲۳	قرآن کریم کی ایک آیت	۶۴
۱۲۵	بعض صوفیائے غلط حوالے	۶۵
۱۲۷	دین میں اقوال سلف کی حقیقت	۶۶
۱۲۶	مرزائی مذہب میں اقوال سلف کی حقیقت	۶۷
۱۲۷	صوفیاء کرام کا اسلوب	۶۸
۱۳۰	مجدد الف ثانی کی عبارت میں مرزا کی صریح تحریف	۶۹
۱۳۱	مادنی قادری	۷۰
۱۳۲	شیخ ابن عربی اور شیخ شعری	۷۱
	حصہ پنجم: مرزائیت کی اسلام دشمنی	
۱۳۶	سینہ سی پیر منظر	۷۲
۱۳۷	یورپی استعمار اور مرزائیت	۷۳
۱۴۰	انڈیا ہوس صدف کا نصف آخراور یورپی استعمار	۷۴



صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
۱۷۵	امیرِ امان اللہ خان نے نادانی سے انگریزوں کے خلاف جنگ شروع کی	۹۳
۱۷۷	جنگِ کابل میں مرزا ایوں کی انگریزوں کو معقول امداد	۹۴
۱۷۶	افریقہ میں ممالک میں استعماری سرگرمیاں	۹۵
۱۷۹	افریقہ میں عیسویت کا ہر اول دستہ	۹۶
۱۸۰	لاکھوں کروڑوں کا سرمایہ	۹۷
۱۸۱	مسلمانانِ برصغیر کی فلاح و مسیودگی تنظیمیں اور مرزا ایوں کا کردار	۹۸
۱۸۵	اگلند بھارت	۹۹
۱۸۷	قبا میں پاکستان کی مخالفت کے اسباب	۱۰۰
۱۸۹	تقسیم ہند کے مسلمان مخالف	۱۰۱
۱۹۰	کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہونے کی کوشش	۱۰۲
۱۹۲	وٹیکن اسٹیٹ کا مطالبہ اور پاکستان کی جدید ہندی کے موقع پر غداری	۱۰۳
۱۹۲	سیاسی عزائم اور منصوبے، ملک دشمن سیاسی سرگرمیاں	۱۰۴
۱۹۷	مذہبی نہیں ایک سیاسی تنظیم	۱۰۵
۱۹۸	پاکستان میں قادیانی ریاست کا منصوبہ	۱۰۶
۱۹۹	سر ظفر اللہ خان کا کردار	۱۰۷
۲۰۱	تمام حکموں اور کلیدی مناصب پر قبضہ کا منصوبہ	۱۰۸
۲۰۲	کلیدی مناصب کی اہمیت، مطالبہ علیحدگی کے دلائل	۱۰۹
۲۰۳	مستوازی نظامِ حکومت	۱۱۰
۲۰۴	یوچستان پر قبضہ کا منصوبہ	۱۱۱
۲۰۵	تمثیل	۱۱۲

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱۱۳	۱۹۴۸ء کی جنگ کشمیر اور فرقان بنائین	۲۰۶
۱۱۳	فرقان خورش، مایک احمدی بنالین اور متوازی فوجی تنظیم	۲۰۷
۱۱۵	خلاصہ کلام	۲۱۰
۱۱۶	آخری دردمندانہ گزارش	۲۱۲
۱۱۷	قرارداد	۲۱۴
۱۱۸	محکمین قرارداد	۲۱۵
۱۱۹	شتم نبوت پر پاکستانی قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ	۲۲۰
۱۲۰	وزیراعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو کی تقریر	۲۲۲
۱۲۱	قادیانی بدستور غیر مسلم ہیں	۲۲۳
۱۲۲	نئے آرڈی نینس کا اجراء ۱۹۸۳ء	۲۲۰
	☆☆☆☆☆	
	☆☆☆	
	☆	



ناشر: ختم نبوت اکیڈمی (لندن)